۷۸۶

ولله ما فی السموات وما فی الارض

بھجا مقالہ

(مع)

ترجمہ و فرہنگ

مؤلفہ
مولانا مولوی احمد حسن صاحب سوانی
مالک کتب خانہ سلیمانی

مطبع سلیمانی چرخیوان دہلی

(کتبہ محمد فضل الرحمن خوشنویس نتفاف رقم دہلی)

مقدمۂ چہار مقالہ

حمد و شکر و سپاس مر آن پادشاہی را کہ عالم عود و معاد را بتوسط
ملائکۂ کروبی و روحانی در وجود آورد۔ و عالم کون و فساد را بتوسط
آن عالم ہست گردانید و بیاراست بامر و نہی انبیاء و اولیاء
و نگاہ داشت بشمشیر و قلم ملوک و وزراء و درود بر سید کونین کہ
اکمل انبیا بود و آفرین بر اہل بیت و اصحاب او کہ افضل اولیا
بودند و ثنا بر پادشاہ وقت ملک عالم عادل، مؤید مظفر،
منصور، حسام الدولہ و الدین نصرۃ الاسلام و المسلمین قامع الکفرۃ
و المشرکین و قاہر الزنادقۃ و المتمردین عمدۃ الجیوش فی العالمین
افتخار الملوک و السلاطین ظہیر الایام، مجیر الانام۔ عضد الخلافۃ،
جمال الملۃ، جلال الامۃ، نظام العرب و العجم، اصیل العالم
شمس المعالی، ملک الامراء **ابو الحسن علی بن مسعود**
نصیر امیر المؤمنین کہ زندگانیش بکام او باد۔ و بیشتر از
عالم بنام او باد و نظام ذریت آدم باہتمام او باد
کہ امروز افضل پادشاہان وقت است۔ باصل
و نسب و رای و تدبیر و عدل و انصاف و شجاعت

اردو ترجمہ

خاص وہ پادشاہ یعنی خدا۔ حمد
شکر و سپاس کا سزاوار ہے جو کروبی
اور روحانی فرشتوں کے واسطہ سے
عالم آخرت کو وجود میں لایا اور (جسنے)
اس عالم (یعنی عالم) آخرت کے وسیلہ
دنیا کو پیدا کیا اور انبیاء اور اولیاء
کی امر و نہی سے اسکو سنوارا اور
بادشاہوں کی تلوار اور وزیروں
کے قلم سے اس کی نگہبانی کی۔ اور
درود سردار دو عالم (یعنی حضرت
محمدؐ) پر جو کامل ترین نبی تھے اور آفرین
انکے اہل بیت اور صحابہ پر جو بزرگ
ترین ولی اور تعریف بادشاہ وقت ملک
عالم، عادل مؤید مظفر منصور حسام الدولہ
و الدین اسلام اور مسلمانوں کے مددگار کافروں
اور مشرکوں کے جان شکار، زندیقوں اور سر
کشوں کے سرکوب، دنیاؤں کے لشکروں کے
سالار سلاطین و ملوک کیلئے باعث فخر
زمانہ کے یاور مخلوق کے دستگیر خلافت کے
دین کی رونق۔ قوم کی شان عرب و عجم کے فرمانروا
شریف ترین انسان شمس المعالی ملک الامراء
ابو الحسن علی بن مسعود (یعنی امیر المومنین) کی خدا
کرے اسکی زندگی اسکی آرزو کے مطابق بسر ہو
اور دنیا کا بڑا حصہ اسکے نام اور اولاد
آدم کا انتظام اس کے اہتمام سے ہو کیونکہ
بادشاہان وقت میں بلحاظ اصل و نسب
رائے و تدبیر و عدل و انصاف و
شجاعت۔

وسخاوت پیراستنِ ولایت وپروردنِ دوست وقہرکردنِ
دشمن وبرداشتن لشکر ونگاہداشتنِ رعیت وآمن داشتنِ
مسالک داشتن ممالک برائے راست وخردِ روشن وعزم
قوی وحزمِ درست کہ سلسلۂ آل شنسب بجمال او منضبط ومنظم
است وبازوئے دولتِ آن خاندان بکمالِ او مؤید ومسلم است
کہ باری تعالیٰ ادراپا ملوکِ آن خاندان از ملک وتخت وبخت
وکام ونام وامر ونہی برخوردار می دہاد۔ بمنہ وعمیم فضلہ۔

فصل دوم

رسمی قدیم است وعہد بعید تا ایں رسم معہود ومسلوک
است کہ مؤلف ومصنف در تشبیب سخن ودیباچۂ کتاب
طرفے از ثنائے مخدوم وشمتی از ممدوح اظہار کند۔ اما من
بندۂ مخلص در ایں کتاب بجائے مدح وثنائے
ایں بادشاہِ اذکار انعامی خواہم کردن کہ باری تعالیٰ
وتقدس درحقِ ایں پادشاہ وپادشاہزادہ فرمودہ است
وبارزانی داشتہ (یعنی یاد بخشیدہ)

اردو ترجمہ

وسخاوت اور اپنی درست رائے روشن
عقل مضبوط ارادہ اور کامل ہوشیاری
سے ملک آرائی سلطنت پیرائی دوست
نوازی دشمن شکنی لشکر کی فراہمی رعیت
کی نگہبانی نیز راستوں کو بے خطر بنانے
اور ملکوں میں امن وامان قائم رکھنے
میں وہ آج سب سے بڑھ کر ہے کہ سلسلہ
آل شنسب اسکے جمال سے منظم ومرتب ہے اور
اس خاندان کا بازوئے حکومت اسی
کے کمال سے قوی اور مستحکم ہے اللہ تعالیٰ
اپنے کرم اور فضل عمیم سے اسے اور اس
خاندان کے دیگر سلاطین کو ملک جاگیر
تخت خوش نصیبی کامیابی شہرت
اور حکمرانی سے بہرہ اندوز فرمائے۔
فصل دوم۔ یہ ایک پرانی رسم ہے اور
زمانہ دراز سے یہ رسم ومروج ہے کہ مؤلف
اور مصنف کا آغاز کلام اور دیباچہ کتاب
میں اپنے آقا کی کچھ تعریف اور اپنے
ممدوح کے حق میں کچھ دعا کرتا ہے لیکن
میں بندۂ مخلص اس کتاب میں بجائے
اس بادشاہ کی مدح اور ثنا کے ان
انعامات کا ذکر کروں گا جو خدائے
پاک اور برتر نے اس بادشاہ
اور بادشاہزادے کے لیے
مقرر کیے اور اسے مرحمت
فرمائے ہیں۔

احمد حسن

تا برای جهان آرای او عرصه افتد بشکر این انعام مشغول
گردد که در کتاب نامخلوق و کلام ناآفریده می فرماید لئن شکرتم
لازیدنکم که شکر بنده کیمیای انعام خداوندگار منعم است
فی الجمله این پادشاه بزرگ و خداوند عظیم را می بباید دانست
که امروز بر بسیط این کرهٔ اغبر و در دائرهٔ این چتر اخضر هیچ
پادشاهی مرفه‌تر ازین خداوند نیست و هیچ بزرگی برخوردا
رتر ازین ملک نیست موهبت جوانی حاصل است و نعمت
تندرستی برقرار و پدر و مادر زنده برادران موافق بر یمین
و یسار چگونه پدری چون خداوند ملک معظم موید مظفر فخر الدوله
والدین خسرو ایران ملک الجبال اطال الله بقائه . و ادام الله
الی المعالی ارتقائه که اعظم پادشاهان وقت است و
افضل شهریاران عصر برای و تدبیر و علم و حلم و تیغ
و بازو و گنج و خزینه با ده هزار مرد شمشیرزن دارو
سامان دار خویشتن را در پیش فرزندان سپر کرده تا باد صبا
و زیده بر یکی از بندگان نوزده درستر رفیع و جذر منیع
ادام الله رفعتها دامنکه سر یا رب که او در صمیم سحر
گاهی به درگاه الٰهی کند به لشکر جرار و سپاهی گرار کار
خداوند برادری چون خداوند و خداوند زاده شمس الدوله
والدین ضیاء الاسلام و المسلمین عز نصره که در خدمت این

اردو ترجمہ

تاکہ اسکی رائے جہاں آرا پر یہ امر واضح
ہوجائے اور وہ اس انعام خداوندی کے
شکرانہ میں مشغول ہو اس واسطے کہ خداوند
عالم کتاب نامخلوق اور کلام ناآفریدہ میں
فرماتا ہے کہ اگر تم شکر کروگے تو البتہ میں تم کو زیادہ
دونگا۔ کیونکہ بندہ کی شکرگذاری خدا کے
رحمت کے لئے گویا بمنزلہ اکسیر ہے۔ المختصر اس
بادشاہ عالی مرتبہ اور آقائے بلند پایہ کو جاننا
چاہئے کہ آج اس کرۂ خاک کی سطح پر اور اس
سبز چھتر کے حلقہ میں کوئی بادشاہ اس فرمانرو
سے زیادہ آسودہ حال نہیں ہے اور کوئی شہر
یار اس بادشاہ سے زیادہ کامگار نہیں یعنی
جوانی اسے حاصل دولت تندرستی برقرار
ماں باپ زندہ موافق بھائی دائیں بائیں
موجود ہیں۔ باپ بھی کیسا ہے خداوند ملک معظم موید مظفر
منصور فخر الدولہ والدین خسرو ایران ملک الجبال
جیسا خدا اسکی عمر دراز کرے اور بلند لول پر اسکے
عروج کو جاری رکھے جو بلحاظ اپنی تدبیر و علم و حلم و
تیغ زنی و زور بازو و خزانہ و ذخیرہ شاہان
وقت میں سب سے زیادہ جلیل القدر اور ملوک عصر
میں سب سے بڑھکر ہے۔ دس ہزار نبرد آزما سوار دنکے
ساتھ ہے خود کو اپنی فرزندوں کے آگے ڈھال بنا
رکھا ہے تاکہ باد صبا بھی انکے کسی غلام پر تندی
سے نہ چلے اور بلند پردہ اور مستور گوشہ میں
ایک دعا کرنیوالی ہے (خدا اسکی سربلندی کو دائم رکھے)
جسکی ہر صدائے "یا رب" جو وہ عین سحر کے وقت اللہ
کی درگاہ میں کرتی ہے اور آقازادہ شمس الدولہ
والدین ضیاء الاسلام و المسلمین اسکی خدمت گذار ہو

خداوند ادام اللہ علوہٗ بغایت و نہایت ہمی رسد والحمد للہ کہ این خداوند در مکافات و مجازات ہیچ باقی نمی‌گذارد بلکہ جہان روشن بروئے او ہمی بیند و عمر شیرین بجمال او ہمی گذارد و نعمت بزرگ تر آنکہ منعم بر کمال و مکرم بے زوال او را عمّی بارزانی داشتہ است - چون خداوند عالم سلطان مشرق علاء الدنیا والدین ابو علی الحسین بن الحسین اختیار امیر المومنین ادام اللہ عمرہٗ و خلد ملکہٗ با پنجاہ ہزار مرد آہن پوش سخت کوش کہ جملہ لشکرہائے عالم را باز مالید و کل ملوک عصر را در گوشہ نشاند ایزد تبارک و تعالیٰ جملہ را بیکدیگر ارزانی دارا و از یکدیگر برخوردار ی و یاد و عالم را از آثار ایشان پر انوار کناد بمنہ و جودہ و کرمہ ؛

آغاز کتاب

بندۂ مخلص و خادم متخصص احمد بن عمر بن علی النظامی ...... العروضی السمرقندی کہ چہل و پنجسال ۴۵ است تا بخدمت این خاندان موسوم است و برقم بندگی این دولت مرقوم خواست کہ مجلس علی پادشاہے اعلاہ اللہ را خدمتی سازد ؛

اردو ترجمہ

جیسا بھائی جو میرے اس آقا کی (خدا اسکی بلندی کو دوام بخشے) انتہائی خدمت انجام دیتا ہے اور الحمد للہ یہ میرا آقا بھی اسکا بدل کرنے اور جزا دینے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتا۔ بلکہ اس کی صورت سے دنیا اسکی روشن نظر آتی ہے اور اسی کے جمال سے وہ اپنی زندگی لطف کیساتھ بسر کرتا ہے اور ایک بہت بڑی نعمت ہے کہ زبردست نعمت دینے والے اور لازوال بخشش کرنے والے نے اسے خداوند عالم سلطان مشرق علاء الدنیا والدین ابو علی الحسین ابن الحسین اختیار المومنین۔ (خدا اس کی عمر دراز کرے اور اس کی سلطنت کو دوام بخشے) جیسا چچا عنایت کیا ہے جسنے پچاس ہزار رجال زرہ پوش سے دنیا بھر کے لشکروں کو پیچھے ڈھکیل دیا اور سب ملوک عصر کو ایک کونہ میں بٹھا دیا۔ خدا بزرگ و برتر اپنے احسان و کرم سے ایسا کرے کہ یہ سب ایکدوسرے کو نصیب رہیں اور انہیں باہم کو بہرہ اندوز فرمائے اور ان کے کارناموں کو دنیا کو منور کرے ؛

بندۂ مخلص و خادم خاص احمد بن عمر بن... علی النظامی العروضی السمرقندی نے جو پینتالیس برس سے اس خاندان کا خدمت گذار ہے اور اس سلطنت کی تحریر غلامی پر مسند نشین ہے چاہا کہ بادشاہ کی مجلس عالی کی (خدا اسکا مرتبہ بلند کرے) ایک ایسی خدمت انجام دے ۔ ......

بر قانون حکمت آراستہ بحجج قاطعہ و براہین ساطعہ داند و
باز نماید۔ کہ پادشاہی خود چیست و پادشاہ کیست و این
تشریف از کجاست و این تلطیف مر کراست۔ و این
سپاس بر چہ وجہ باید داشتن و این منت از چہ روئے
قبول باید کردن تا ثانی سید ولد آدم و ثالث آفریدگار عالم بود ۔

چنانچہ در کتاب محکم و کلام قدیم آلای این سہ
اسم متعالی را در یک سلک نظم دادہ است و در یک
سمط جلوہ کردہ

قولہ عزوجل اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کہ در مدارج موجودات و معارج معقولات

[illegible] ثم ان بعض

آنچہ بدو نزدیک تر است و ہر کجا زبر گوئیم از و فلک اقصی
خواہیم یا آنچہ بدو نزدیک تر است و آن فلکی
است زبر فلک البروج و از انسوی او ہیچ نسبت و عالم
جسمانی بدو متناہی شود یعنی سپری گردد۔ اما
تبارک و تعالی بحکمت بالغہ چون خواست
کہ درین عالم معادن و نباتات
و حیوان پدید آرد ستاگان را
[illegible] آتش ہوا ہست آتش گرد او در آمدہ
در درون ہوا آب است ہوا گرد او در آمدہ

اردو ترجمہ

جو قطعی اور روشن دلیلوں کے ساتھ حکمت کے قانون سے آراستہ ہو اور اسمیں یہ دکھلائے
کہ بادشاہی در اصل کیا چیز ہے اور بادشاہ
فی الحقیقہ کون ہے یہ بزرگی کہاں سے حاصل
ہوئی ہے اور اس مہربانی کا سزاوار
کون ہے اور اسکا شکر کسطرح ادا کرنا چاہیئے
اور اس احسان کو کسطرح قبول کیا جائے
تاکہ وہ اولاد آدم کے سردار (نبی) سے
دوسرے درجہ پر اور دنیا کو پیدا کرنیوالے
سے تیسرے درجہ پر ہو جائے جیسا کہ خدائے
بزرگ و برتر نے ان تینوں عظیم ناموں کے
موتیوں کو ایک سلک میں پرو دیا اور
ایک لڑی میں سجایا ہے فرماتا ہے "فرمانبرداری
اللہ کی اور فرمانبرداری کرو رسول اسکے
کی اور اس کی جو تم سے حکمراں ہو۔ کیونکہ
کائنات کے مراتب اور معقولات کے درجات
سب آپس میں … ہیں … اوپر کی …
کہتے ہیں۔ تو یہ لفظ مراد ہوتا ہے۔ یا وہ جگہ جو بالکل
اس کے پاس ہے۔ اور جب اوپر کہتے ہیں تو اس
سے فلک الاقصی مراد ہوتا ہے، یا وہ مقام جو
بالکل اس کے نزدیک ہے۔ اور وہ (فلک الاقصی)
فلک البروج کے اوپر ایک فلک ہے جس کے آگے
ہیچ ہے اور عالم جسمانی اس تک اپنی انتہا
کو پہنچ جاتا ہے (ختم ہو جاتا ہے) خدائے
بزرگ و برتر نے جب چاہا کہ معدنیات و نباتات
وحیوانات اس دنیا میں ظاہر ہوں۔

فصل

رأی عالی اعلاه الله بصر باید دانستن که موجوداتی که هستند از دو بیرون نیست موجودی است که وجود او بخود است یا موجودی که وجود او بغیر است آن موجود را که وجود او به خود است واجب الوجود خوانند و آن باری تعالی و تقدس است که بخود موجود است پس همیشه بوده است زیرا که منتظر غیرے نبود و همیشه باشد که قائم بخود است بغیر نے. و آن موجود را که وجود او بغیر است ممکن الوجود خوانند و ممکن الوجود چنان بود که مائیم که وجود ما از منی است. و وجود منی از خون است و وجود خون از غذا و وجود غذا از زمین و آفتاب

اردو ترجمہ

…دوم ۔ رائے عالی پر (خدا اس بلند کرے) واضح ہو کہ موجودات جتنے ہیں وہ دو ہی قسم کی ہیں یا تو وہ شے جس کا … اپنی ذات سے ہے ۔ یا وہ جس کا وجود … دوسری ذات سے ہے اس شے کو جس کا وجود … ذات سے ہے ۔ واجب الوجود کہتے ہیں اور … پاک و برتر ہے ۔ جو از خود موجود … ہمیشہ سے ہے ۔ کیونکہ وہ کسی دوسرے … تھا اور ہمیشہ رہیگا کیونکہ وہ قائم بالذات … قائم بالغیر نہیں اور اس کو جس کا وجود … ذات سے ہے ممکن الوجود کہتے ہیں اور … جود ایسا ہوتا ہے جیسے کہ ہم ہیں ہمارا … سے ہے اور منی کا وجود خون سے ہے … اوجود … زمین اور سورج سے ہے … کا وجود دوسری چیز سے اور یہ … ہیں کہ کل نہ تھیں اور کل نہ ہونگی اور …

… مخلوق مختصر کو ایک کونہ میں بٹھا دیا … بزرگ و برتر اپنے احسان و کرم سے ایسا کرے کہ سب ایک دوسرے کو نصیب رہیں اور وہ … باہمہ گر بہرہ اندوز فرماسے اور ان کے کارناموں سے دنیا کو منور کرے ؛

آغاز کتاب

بندۂ مخلص و خادم متخصص احمد بن عمر بن علی النظامی .. العروضی السمرقندی که چهل و پنج [۴۵] سال است تا بخدمت این خاندان موسوم است و در قلم بندگی این دولت مرقوم چنان که مجلس عالی پادشاهی اعلاه الله را خدمتی سازد

بندۂ مخلص و خادم خاص احمد بن عمر بن … علی النظامی العروضی السمرقندی نے جو پینتالیس برس سے اس خاندان کا خدمت گزار ہے اور اس سلطنت کی تحریر غلامی ہی منسوب ہے چاہا کہ بادشاہ کی مجلس اعلیٰ کی (خدا اسکا مرتبہ بلند کرے) ایک ایسی خدمت انجام دے … ……

نادمرهٔ انسانی گفته اند که کل شیئ یرجع الی اصله هر چیزی باصل
خویش باز شود۔ خاصه در عالم کون و فساد۔ پس ما که ممکن الوجودیم
اصل ما نیستی است و او که واجب الوجود است عین او هستی
است۔ و هم او جل شانه و رفع ثناده در کلام مبین
فرماید کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ۔ اما باید دانست
عالم را که در خلال فلک قمر است و در دائره این کرهٔ اول
او را عالم کون و فساد خوانند و چنان تصور باید کرد که در مقعر
فلک قمر کرهٔ آتش است و فلک قمر گرد او در آمده و در درون
آب خاک است آب گرد۔ او در آمده و در میان زمین
نقطهٔ ایست موهوم که هر خطے که از وے بفلک قمر رود همه برابر۔۔
یکدیگر باشند و هر کجا ما فرود گوئیم آن نقطه را خواهیم
یا آنچه بدو نزدیک تر است و هر کجا زبر گوئیم از و فلک اقصی
را خواهیم یا آنچه بدو نزدیک تر است و آن فلکی
است زبر فلک البروج و از سوئی او هیچ نسبت به عالم
جسمانی بدو متناهی شود یعنی سپری گردد۔ اما
الله تبارک و تعالی بحکمت بالغه چون
خواست که درین عالم معادن و نبات
و حیوان پدید آرد دستگاهان را

لہ کرۂ آتش ہوا ہست آتش گرد او در آمده
و در درون ہوا آب است ہوا گرد او در آمده

اردو ترجمہ

کل شیئ یرجع الی اصلہ۔ ہر شے اپنی
اصل کی طرف لوٹتی ہے خصوصًا عالم کون و فساد
یعنی دنیا میں۔ پس ہم چونکہ ممکن الوجود ہیں ہماری اصل فنا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ہیولا ہے۔ اب جاننا چاہیئے کہ یہ [illegible]
ہیں اور پہلے اس کرہ کے حلقہ میں واقع ہے اسے
دنیا کہتے ہیں اور اس طرح تصور کرنا چاہیئے کہ فلک قمر
کی گہرائی میں آگ ہے اور فلک قمر اس کو گھیرے ہوئے
ہے۔ اور ہوا کے اندر پانی ہے اور ہوا اس کو گھیرے
ہوئے ہے اور پانی کے اندر زمین ہے اور اس کو گھیرے
ہوئے ہے۔ اور زمین کے درمیان ایک فرضی
نقطہ ہے کہ جتنے خطوط اس سے فلک قمر تک جاتے ہیں
سب آپس میں برابر ہوتے ہیں۔ اور جب ہم دریچے
کہتے ہیں۔ تو یہ نقطہ مراد ہوتا ہے۔ یا وہ جگہ جو بالکل
اس کے پاس ہے۔ اور جب اوپر کہتے ہیں تو اس
سے فلک الاقصی مراد ہوتا ہے، یا وہ مقام جو
بالکل اس کے نزدیک ہے۔ اور وہ فلک الاقصی
فلک البروج کے اوپر ایک فلک ہے جس کے آگے
پار کچھ ہے اور عالم جسمانی اس تک اپنی انتہا
کو پہنچ جاتا ہے ختم ہو جاتا ہے خدا نے
بزرگ و برتر نے جب چاہا کہ معدنیات و نباتات
و حیوانات اس دنیا میں ظاہر ہوں۔

...... را بیافرید خاصه هم آفتاب و ماه را وکون
وفساد اینها بحرکات ایشان بازبست و
خاصیت آفتاب آنست که چیزها را به عکس
گرم کند چون برابر باشد و بمیانجی گرمی برکشد
یعنی جذب کند آب را به برابری گرم می کرد و بتوسط
گرمی جذب بمدتی دراز تا زمین را یک ربع برهنه
شد بسبب بسیاری بخار که ازین ربع صاعد
گشت و ببالا بر رفت و طبع آب آنست
که روا بود که سنگ شود چنانچه بعض جایها
معهود است. و برای العین دیده می شود پس کوهها پدیدار آمد
از آب بتابش آفتاب و زمین ازانچه بود
درین پاره بلند تر شد و آب ازو فرود وید و خشک
شد برین مثال که دیده می آید پس این را ربع مکشوف
خوانند بدین سبب و ربع مسکون خوانند بدانکه حیوانات
را بر وی مسکن است۔

اردو ترجمہ

تو اپنی حکمت کاملہ سے ستاروں کو پیدا
کیا خصوصاً سورج اور چاند کو اور ان
کے (موالید ثلاثہ کے) پیدا ہونے اور
مٹنے کو ان (ستاروں) کی حرکات
سے وابستہ کر دیا اور آفتاب کی خاصیت
یہ ہے کہ جب مقابل ہوتا ہے تو اپنے عکس
سے چیزوں کو گرم کرتا ہے اور گرمی کے
واسطہ سے ان کو کھینچ لیتا ہے یعنی جذب
کر لیتا ہے۔ مقابل رہ کر پانی کو گرم کرتا رہا
اور گرمی کے واسطہ سے مدت دراز تک اسکو
جذب کرتا رہا یہاں تک کہ زمین کا ایک
چوتھائی حصہ بھاپ کی کثرت کے باعث
جو اس چہارم حصہ سے اٹھی۔ اور اوپر
چلی گئی اور کھل گیا اور پانی کی فطرت یہی کہ اس
میں پتھر بن جانے کی استعداد موجود ہے جیسا کہ
بعض جگہ پر ہوتا ہے اور چشم سر سے دیکھا جاتا ہے
پس سورج کی تپش سے پانی سے پہاڑ
پیدا ہو گئے اور زمین جتنی تھی کچھ اس سے
اور اونچی ہو گئی۔ اور پانی اس پر سے اتر
گیا اور خشک ہو گیا اس طرح جیسا کہ دکھائی دیتا
ہے۔ پس اس وجہ سے اسکو ربع مکشوف کہتے
ہیں۔ ربع مسکون، اس کو اس وجہ سے
کہتے ہیں کہ اس پر حیوانات رہتے ہیں۔

فصل

چون آثار این کواکب در اقطار این عناصر تاثیر کرد و از آن نقطهٔ موہوم منعکس گشت از میان خاک و آب بمعونت باد و آتش این جمادات پدید آمد چون کوہہا و کانہا و ابر و برف و باران و رعد و برق و کواکب منقضہ و ذوالذوابہ و نیازک و عصی و ہالہ و حریق و صاعقہ و زلزلہ و عیون گوناگون چنانکہ در آثار علوی این را شرحی بمقام خود داده شده است و درین مختصر نہ جائے شرح و بسط آن بود۔ اما چون روزگار بر آمد و ادوار فلک متواتر گشت۔ و مزاج عالم سفلی بنضجے یافت و نوبت انفعال بدان فرجہ رسید کہ میان آب و ہوا بود۔ ظہور عالم نبات بود پس این جوہرے کہ نبات از و ظاہر گشت ایزد تبارک و تعالی او را چہار خادم آفرید و قوت ازین چہار خادم یکے آنست کہ ہرچہ شائستۂ او بود بدو می کشد و او را جاذبہ خوانند۔ و دوم آنکہ ہرچہ جاذبہ جذب کرده باشد این نگاه می دارد و او را ماسکہ خوانند و سوم آنکہ آن چیز ہا را ہضم کند و از حالت خویش بگرداند تا مانند او شود و او را ہاضمہ خوانند و چہارم آنکہ آنچہ ناشائستہ بود دفع کند و او را دافعہ خوانند اما ازین سہ قوت یکی قوتیست

اردو ترجمہ

فصل سوم۔ جب ان ستاروں کے ان عناصر کی حد پر پڑے اور اس فرضی نقطہ سے منعکس ہوئے تو ہوا اور آگ کی مدد سے مٹی اور پانی سے یہ جمادات پیدا ہوئیں مثلاً کانیں، پہاڑ، گرج، بجلی، بادل، برف، شہابیے، دمدار ستارے، بعد نیزه (وہ ستارہ) جو مانند نیزہ کے ہوتا ہے عصی (بجلی کی خاص صورتوں کے نام) حریق صاعقہ اور وہ بجلی جو ابر سے زمین پر گرے زلزلہ اور طرح طرح کے چشمے جن کی آثار علوی میں اپنے مقام پر پوری تشریح کی گئی ہے اور اس مختصر جگہ میں اس کی شرح کی گنجائش نہیں ہے جب زمانہ گذرا اور آسمانی گردشیں جب لگاتار ہوئیں اور طبقات کا مزاج پختہ ہوگیا اور قبول اثر کی نوبت اس کشادگی پر پہنچی جو ہوا اور پانی کے درمیان ہے تو عالم نباتات کا ظہور ہوا پس یہ جوہر کہ جس سے نباتات پیدا ہوئی خدا تعالی نے اسکے چار خادم اور تین قوتیں پیدا کیں ان چار خادموں میں سے ایک تو وہ ہے کہ جو کچھ اس کے مناسب ہوتا ہے اس کی طرف کھینچتا ہے اسکو جاذبہ کہتے ہیں اور دوسرا وہ ہے کہ جاذبہ نے جو کچھ جذب کیا ہو اسکو حفاظت سے رکھتا ہے اسکو ماسکہ کہتے ہیں تیسرا وہ ہے کہ اس جذب کی ہوئی اشیا کو ہضم کرتا ہے اور اسکو اپنی حالت سے بدل کر دیتا ہے تاکہ وہ اس (جوہر) کی مانند ہوجائے اسکو ہاضمہ کہتے ہیں چہارم وہ ہے کہ جو کچھ نامناسب ہوتا ہے اسکو الگ کر دیتا ہے اسکو دافع کہتے ہیں

که او را افزون کند بدانکه غذا اندرو و بگستراند کسی
متناسب و متساوی و دوم قوت است که بدرقهٔ این غذا بر
تا باطراف میرسد. و قوت سوم آنست که چون بکمال
رسید و خواهد که روی در نقصان نهد این قوت پدیدار
آید و تخم دهد. تا اگر او را درین عالم فنا رسد باشد آن
بدل نائب او شود. تا نظام عالم از اختلال مصون
باشد و نوع منقطع نشود و او را قوت مولده خوانند
پس این عالم از عالم جماد زیادت آمد بچندین معانی
که یاد کرده شد. و حکمت بالغهٔ آفریدگار چنان اقتضا
کرد که این عالمها بیکدیگر پیوسته باشند مترادف و
متوالی تا در عالم جماد که اول چیزی گل بود ترقی همی کرد و
شریفتر همی شد تا بمرجان رسید یعنی بسد که آخرین
عالم جمادات بود و پیوسته با اولین چیزی از عالم نبات
خار بود و آخرین خرما و انگور که تشبه کردند بعالم حیوان
این نخل خواست تا بار آورد و آن از دشمن بگریخت
که تاک رز از عشقه بگریزد و آن گیاهیست که چون بر تاک
رز پیچد رز را خشک کند پس تاک ازو بگریزد پس در عالم
نبات هیچ شریفتر از تاک و نخل نباید باین علت که
بتفوق عالم خویش تشبه کردند قدم لطف از دایرهٔ عالم

اردو ترجمہ

اسطرح کہ غذا کو برابر اور مناسب طور پر سبھی
اندر پھیلاتی ہے اور دوسری طاقت وہ ہے
کہ اس غذا کی رہبری کرتی ہے یہانتک کہ وہ
(غذا) آخری حد تک پہنچ جاتی ہے سوم وہ
قوت ہے کہ یہ جب درجہ کمال پر پہنچ گیا اور
نقصان ہونا چاہتا ہے تو یہ قوت ظاہر ہوتی
ہے اور بیج دیتی ہے تاکہ اگر اس جوہر اور اس
عالم میں فنا ہوجائے تو وہ بدل اسکا قائم مقام ہوجائے
تاکہ نظام عالم اس خلل سے محفوظ رہے اور نوع منقطع
نہ ہونے پائے اسکو قوت مولدہ کہتے ہیں پس یہ
عالم ان چند حیثیتوں سے جسکا ذکر کیا گیا ہے عالم
جمادات سے زیادہ ہوگیا اور خدائے تعالی
کی حکمت کاملہ اور امر کی خواہش ہوئی کہ یہ تمام
عالم مسلسل اور پے در پے ایک دوسری کے ملے ہیں
اور عالم جمادات میں سب سے پہلی چیز جو کہ مٹی تھی
ترقی کرتی ہے اور بلند مرتبہ ہوتی گئی یہانتک
کہ مرجان ہوگئی جو کہ عالم نباتات کا آخری مرتبہ ہے
اور عالم نباتات کے سب سے پہلے درجہ میں اور سب سے
پہلی چیز عالم نباتات میں خار تھی۔ اور آخری
چیز انگور اور کھجور جنہوں نے عالم حیوان کیساتھ
تشبیہ دی اس کھجور نے نہ چاہا کہ بار آور
ہو اور اس (انگور نے) دشمن سے گریز کی کیونکہ
انگور کی بیل عشق پیچہ گھاس سے ہوا گئی ہے اور
عشق پیچہ گھاس کو کہتے ہیں جب وہ گھاس انگور
کے درخت سے لپٹ جاتی ہے تو اسکو خشک کر دیتی ہے
اس وجہ سے انگور اس سے گھبراتا ہے پس عالم نباتات
میں اس سے بڑھکر یعنی کھجور اور انگور کو بلند مرتبہ
کوئی نہیں ہے اس بنا پر کہ انہوں نے اپنی دنیا سے
اوپر کی چیزوں سے مشابہت پیدا کی اور لطف
اپنی دنیا دائرہ ....

بویش بیرون نہادند و بجانب اشرفت ترقی کردند ۞

فصل ۴

چون این عالم کمال یافت و اثر آبار عالم علوی در
امہات عالم سفلی تاثیر کرد و نوبت بفرجہ ہوا و آتش
رسید فرزند لطیف تر آمد و ظہور عالم حیوان بود و
آن قوتہا کہ نبات داشت با خود آورد۔ و دو قوت
اورا در افزود یکے قوت اندریافت کہ اورا مدرکہ خوانند
کہ حیوان چیزہا را بدو اندر یابد و دوم قوت جنبانندہ
کہ بتائید او حیوان بجنبید و بدانچہ ملائم اوست میل کند
و از آنچہ منافر اوست بگریزد و اورا قوت محرکہ خوانند
اما قوت مدرکہ منشعب شود بدہ شاخ پنج را از و حواس
ظاہر خوانند و پنج را از و حواس باطن۔ حواس ظاہر چون
لمس و ذوق و بصر و سمع و شم اما قوت لمس قوتے است
پراگندہ در پوست و گوشت حیوان تا چیزے کہ مماس
شود۔ اعصاب ادراک کنند و اندر یابد چون خشکی و تری
و گرمی و سردی و سختی و نرمی و درشتی و نغزی اما ذوق

اردو ترجمہ

سے نجات حاصل ہو گئے اور بجانب اشرف
ترقی کی ۞ فصل چہارم:
جب اس عالم کو کمال حاصل ہو گیا اور آبا
ر یعنی عالم علوی (یعنی آسمان) کا اثر امہات
(ماں) عالم سفلی (زمین) پر پڑا اور ہوا اور
آگ کے درمیان کشادگی تک نوبت پہنچی تو
زیادہ خوبصورت اولاد پیدا ہوئی۔ اور عالم
حیوانات کا ظہور ہوا۔ جو تمام قوتیں کہ نباتات میں
موجود تھیں۔ یہ اپنے ہمراہ لایا اور دو قوتوں کا
اضافہ کیا ایک طاقت ادراک جسے
مدرکہ کہتے ہیں جس کے ذریعہ حیوان چیزوں کا ادراک
کرتا ہے دوسری قوت محرکہ جس کی مدد سے حیوان
حرکت کرتا ہے اور جو چیز اسے پسند ہوتی ہے اس کی
طرف مائل ہوتا ہے اور جو چیز اسے ناگوار معلوم
ہوتی ہے اس سے بچتا ہے اسے قوت محرکہ
کہتے ہیں۔ قوت مدرکہ دس شاخوں میں
تقسیم ہوتی ہے جن میں سے پانچ کو ظاہری حواس
کہتے ہیں اور پانچ کو باطنی حواس کہتے ہیں
حواس ظاہری مثلاً ذائقہ۔ لامسہ۔ سامعہ
باصرہ اور شامہ قوت لامسہ۔ وہ قوت ہے
جو حیوان کے گوشت اور کھال میں پھیلی
ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ جو چیز اس سے
لگ جاتی ہے پٹھے اس کا ادراک کر لیتے
ہیں۔ اور محسوس کرتے ہیں مثلاً
خشکی۔ تری۔ گرمی۔ سردی۔ سختی
نرمی اور کھردراپن۔ اور چکنا پن ۞

احمد حسن

قوتے است ترتیب کردہ دران عصب کہ گستردہ است
بر روئے زبان کہ طعمہاے متحلل را دریابد از اجرام
کہ مماس شوند باو وا وجدا کند میان شیرین و تلخ
و تیز و ترش و امثال آن۔ اما سمع قوتے است ترتیب
کردہ در عصب متفرق کہ در سطح صماخ است دریابد آن
صوتے را کہ منادی شود بوے از تموج ہواے کہ افسردہ شدہ
باشند میان متقارعین یعنی دو جسم بر ہم کوفتہ کہ از ہم
کوفتن ایشان ہوا موج زند و علت آواز شود تا تادیہ
کند ہواے را کہ ایستادہ است۔ اندر تجویف صماخ
و مماس او شود و بدان عصب پیوندد و بشنود اما بصر قوتے
است ترتیب کردہ در عصبہ مجوفہ کہ دریابد آن صورتے
را کہ منطبع شود در رطوبت جلیدی از اشباح و اجسام ملون
بمیانجی جسمے شفاف کہ ایستادہ بود۔ از وے تا سطوح اجسام
صقیلہ۔ اما شم قوتے است ترتیب کردہ دران زیادتی کہ از
مقدم دماغ بیرون آمدہ است مانند سر پستان زنان
کہ دریابد آنچہ تادیہ کنند بدو ہواے متنشق از بوے کہ آمیختہ
باشند با بخارے کہ بادیہ آرد یا منطبع شدہ باشد درو باستحالت
از جسم بوے دار ❁

اردو ترجمہ

قوت ذائقہ وہ قوت ہے جو اس پٹھے میں ترتیب
دی گئی ہے جو سطح زبان پر پھیلا ہوا ہے اور جو ان
اجسام میں سے کہ اس سے باہم کرتے ہیں۔ غذا کے
محلول کو معلوم کرتی ہے اور میٹھے کڑوے اور
کھٹے وغیرہ کے درمیان فرق کرتی ہے قوت
سامعہ وہ قوت ہے جو کان کے سوراخ کی سطح کے
متفرق پٹھوں میں ترتیب دی گئی ہے جو
اس آواز کو درک کر لیتی ہے جو اس تک
پہنچتی ہے اس ہوا کے تموج سے جو متقارعین
یعنی دو جسم متصادم کے درمیان افسردہ
ہو گئی جن کے آپس میں ٹکرانے سے ہوا میں
لہر پیدا ہوتی ہے اور آواز کا سبب ہوتی ہے
یہاں تک کہ وہ لہر اس ہوا کو حرکت دیتی ہے جو
کان کے سوراخ کے جوف میں ٹھہری ہوئی ہوتی
ہے جو اس سے چھوتی ہے اور اس پٹھے تک پہنچتی
ہے اور سنائی دیتا ہے اور قوت باصرہ وہ
قوت ہے جو مجوف اعصاب میں ترتیب دی گئی ہے
اور جو اس صورت کو معلوم کر لیتی ہے اور جو طاقت
بصری میں چھپتی ہے خواہ شبح ہو یا رنگدار جسم
بوسیلہ ایک ایسے شفاف جسم کے جو اس سے لیکر اجسام
صیقلہ کی سطح تک اشارہ ہوتا ہے قوت
شامہ وہ قوت ہے جو مقدم دماغ کے باہر کے
حصہ میں جس کی شکل چھاتی کی سی ہوتی ہے ترتیب
دی گئی ہے اور جو ہوا کی لائی ہوئی بھاپ کے ساتھ
ملی ہوئی اس بو کو دریافت کر لیتی ہے جسے
ناک کے ذریعہ اوپر کو لیا ہو یا سانس اس تک
پہنچاتا ہے یا جسم بو دار سے متخیل ہو کر اس
میں بس گئی ہو ❁

احمد حسن مرزا

فصل

اما حواسِ باطن بعضے آنند که صورِ محسوسات را دریابند و بعضے آنند که معانی محسوسات را دریابند اول حسِ مشترک است و او قوتے است ترتیب کرده در تجویفِ اول از دماغ که قابل است بذاتِ خویش مر جمله صورتہا را که حواسِ ظاہر قبول کرده باشند و در ایشان منطبع شده که بدو تادیه کنند و محسوس آنگاه محسوس شود که او قبول کند دوم خیال است و او قوتے است ترتیب کرده در آخرِ تجویفِ مقدم دماغ که آنچه حسِ مشترک از حواس ظاہر قبول کرده باشد او نگاه دارد و بپاید در و بعد غیبت محسوسات سوم قوتِ متخیله است و چون اورا بانفسِ حیوانی یاد کنند متخیله گویند و چون بانفسِ انسانی یاد کنند متفکره خوانند و او قوتے است ترتیب کرده در تجویفِ اوسط از دماغ و کارِ او آنست که آن جزئیات را که در خیال است بایکدیگر ترتیب کند و از یکدیگر جدا کند به اختیار اندیشه چہارم قوة وہم است و او قوتیست ترتیب کرده در نہایتِ تجویف اوسط دماغ و کارِ او آنست

اردو ترجمہ

فصل پنجم ہو اب رہے حواس باطنی بعض تو وہ ہیں جو محسوس چیزوں کی صورتوں کا ادراک کرتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو انکے معانی کا درک کرتے ہیں۔ اول حس مشترک ہے وہ ایک قوت ہے جو دماغ کے سب سے پہلے خانہ میں ترتیب دیگئی ہے اور بذات خود ان تمام صورتوں کو قبول کرتی ہے جنہیں حواس ظاہر نے قبول کیا ہو اور ان میں منطبع ہوگئی ہوں تاکہ وہ انہیں اس تک پہنچادیں اور محسوس اسوقت تک محسوس ہوتا ہے جبکہ وہ قبول کرلیتی ہے۔ دوسرا خیال ہے وہ ایک قوت ہے جو مقدم دماغ [illegible] ترتیب دیگئی ہے جو [illegible] حواس سے جو کچھ قبول کیا [illegible] محفوظ رکھتا ہے اور محسوسات کے بعد بھی یہ سب اس [illegible] رہتا ہے تیسری قوت [illegible] حیوانی کیساتھ اسکا ذکر کر[illegible] متخیلہ کہتے ہیں اور جب [illegible] ساتھ اسکا ذکر کرتے ہیں تو اسے متفکرہ کہتے ہیں۔ اور وہ ایک قوت ہے جو دماغ کے درمیانی خانہ میں ترتیب دیگئی ہے اسکا کام یہ ہے کہ ان جزئیات کو جو خیال میں موجود ہیں اندیشہ کے حسب منشا آپس میں ملائے اور ایک دوسرے سے الگ کرے چہارم قوت وہم ہے یہ قوت وہ ہے کہ جو دماغ کے آخری گوشہ میں ترتیب دی گئی ہے

احمد حسن

که دریابد معانی نامحسوس را که موجود باشد در محسوسات جزوی
چون آن قوتے که بز غاله فرق کند۔ در میان مادر خویش و گرگ
و کودک فرق کند۔ میان رسن پیسه مار پنجم قوت حافظه
است۔ و ذاکره نیز خوانند۔ و او قوتیست ترتیب کرده
در تجویف آخر از دماغ آنچه قوت وهمی دریابد از
معانی نامحسوس او نگاه دارد۔ و نسبت او بقوت وهم
همان نسبت است که نسبت قوت خیال است
بحس مشترک اما آن صورت را نگاه دارد و این معانی
را اما این همه خادمان نفس حیوانی اند۔ و او جوهرے
است که منبع او دل است۔ و چون در دل عمل کند او را
اروح حیوانی خوانند۔ و چون در دماغ عمل کند
او را روح نفسانی خوانند و چون در جگر عمل کند او را روح
طبعی خوانند۔ و او بخارے لطیف است که از خون خیزد
و در اعلی شرائین سریان کند و در روشنی مانند آفتاب
بود۔ و هر حیوانے که این دو قوت مدرکه و محرکه دارد و آن
ده که از ایشان منشعب شده است او را حیوان کامل
خوانند و هر حیوانے کم دارد ناقص بود چنانچه مور که
چشم نه دارد۔ و مارے که گوش ندارد او را مار کر خوانند
اما هیچ ناقص تر از خراطین نیست و او کرمے است سرخ

اردو ترجمہ

اور کام اسکا یہ ہے کہ ان معانی نامحسوس کا ادراک
کرتی ہے جو جزئی محسوسات میں موجود ہوں
اس قوت کیطرح کہ بکری کا بچہ بھیڑیے اور
اپنی ماں میں تمیز کر سکتا ہے اور آدمی کا بچہ
رسی اور کوڑیالے سانپ میں تمیز کر سکتا ہے
پانچویں قوت حافظہ ہے اور ذاکرہ بھی کہتے
ہیں وہ ایک قوت ہے جو دماغ کے آخری حصہ
میں ترتیب دیگئی ہے قوت وہمیہ جن معانی
نامحسوس کا ادراک کرتی ہے یہ انکی حفاظت
رکھتی ہے اور قوت وہم سے اسکو وہی نسبت ہے
جو قوت خیال کو حس مشترک سے ہے مگر وہ
(قوت خیال) صورت کو محفوظ رکھتی ہے اور یہ
(قوت حافظہ) معانی کو یہ سب حیوانی نفس
کے خادم ہیں۔ اور حیوانی نفس ایک جوہر
ہے جسکا دل سرچشمہ ہے جب دل میں وہ عمل کرتا
ہے تو اسے حیوانی روح کہتے ہیں اور دماغ
میں جب عمل کرتا ہے تو اسکو نفسانی روح کہتے
ہیں اور وہ جگر میں جب عمل کرتا ہے تو اسے طبعی
روح کہتے ہیں اور وہ ایک لطیف بھاپ ہے
جو کہ خون سے نکلتی ہے اور اعلی رگ میں دوڑتی
ہے اور سورج کیطرح روشن ہوتی ہے یہ دو
قوتیں جب حیوان میں ادراک اور تحریک ہوتی ہیں
اور دس بھی وہ جو ان سے نکلتی ہیں اسے کامل حیوان
کہتے ہیں اور کوئی سی قوت جسمیں کم ہوتی ہے وہ
ناقص رہتا ہے جیسے چیونٹی کہ جسکی آنکھیں نہیں
ہوتیں اور جیسے سانپ جس کے کان نہیں ہوتے
اسکو بہرا سانپ کہتے ہیں لیکن کیچوے سے کوئی زیادہ
ناقص نہیں کیچوا ایک سرخ رنگ کا کیڑا ہوتا ہے۔

که انده گل جوے بود. و او را گل خواره خوانند و بما
وراء النهر خاک کرمه خوانند. اول حیوان اوست و آخر
نسناس و او حیوانے است که در بیابان ترکستان
باشد منتصب القامت الغی القد عریض الاظفار و آدمی
را عظیم دوست دارد. هر کجا آدمی را بیند بر سر راه آید و
وایشان نظاره همی کند و چون بیگانه از آدمی بیند
ببرد و از و گویند تخم گیرد. پس بعد انسان از حیوان او
شریف تر است که چندین چیز به آدمی تشبیه کرد یکے
بالائے راست. و دوم پهنائے ناخن. و سوم موئے سر

حکایت

از ابو رضا بن عبد السلام النیشاپوری شنیدم
در سنه عشر و خمسمائة نیشاپور در مسجد جامع که گفت،
بجانب طمغاج همی رفتیم. و آن کاروان چندین هزار شتر
بود. روزے گرمگاه همی راندیم بر بالائے ریگے زنے دیدم
ایستاده برهنه سر و برهنه تن در غایت نیکوی
قدے چون سرو در روے چون ماه و موئے دراز و
در ما نظاره همی کرد. هرچند با وے سخن گفتیم. جواب

اردو ترجمہ

جو چیونٹیوں کی مٹی میں رہتا ہے اسکو گل خوارہ کہتے
ہیں اور ماوراء النہر میں خاک کرمہ کہا جاتا ہے پہلا
حیوان وہ ہے اور بن مانس آخری حیوان ہے بن مانس
ایک جانور ہوتا ہے جو بیابان ترکستان میں پایا جاتا
ہے راست قامت سیدھا قد چوڑے ناخن اور
انسانوں سے بہت الفت کرتا ہے جہاں کہیں بھی
انسان کو دیکھتا ہے راستے میں آجاتا ہے اور
بڑی غور سے اسکو دیکھتا ہے اور جب کوئی اکیلا آدمی
ملجاتا ہے تو اسے پکڑ کر لیجاتا ہے اور کہتے ہیں کہ
اس سے باردار ہوتا ہے پس انسان کے بعد
حیوانوں میں سب سے بڑھ کر وہی ہے۔ اسلئے کہ
کئی باتوں میں آدمیوں سے ملتا جلتا ہے پہلے
راست قامتی۔ دوم۔ ناخنوں کے چوڑائی سوم
سر کے بال لمبے ہیں ۔

حکایت: سنہ ۵۱۰ھ میں جامع مسجد
نیشاپور میں ابو رضا بن عبد السلام نیشاپوری
سے سنا ہیں سے انہوں نے عرض کیا کہ ہم
طمغاج کی جانب سفر کر رہے تھے اور وہ ہمارا
قافلہ کئی ہزار اونٹوں کا قافلہ تھا دوپہر کے
وقت ایکدن جب ہم چلے جا رہے تھے تو ہم
نے ایک کو کھڑے ہوئے دیکھا کہ وہ ننگے
بدن ننگے سر اور خوبصورت سرو سا قد
چاند سا چہرہ اور لمبے لمبے بال وہ ہم کو بڑے
غور سے دیکھ رہی تھی ہر چند ہم نے
اس سے دریافت کیا مگر جواب ۔

احمد حسن سواتی

نه داد. و چون قصد او کردیم بگریخت و در سرعت چنان
دوید که هیچ اسپ او را در نیافتی دیگر آنکسان که نزد کار
بودند گفتند این آدمی وحشی است. این را النسناس خوانند
اما بباید دانست که او شریف ترین حیوان است. بدین
سه چیز که گفته شد ✤

اما چون در دهور طوال و مرور ایام لطف مزاج زیاده
شد. و نوبت به فرجه رسید که میان عناصر و افلاک
بود. انسان در وجود آمد. هر چه در عالم جماد و نبات و
حیوان بود با خویشتن آورد. و قبول معقولات بر آن
زیادت کرد به عقل بر همه حیوانات پادشاه شد و
در تحت تصرف خود آورد از عالم جماد جواهر و زر و سیم
خویش کرد و از آهن و روی و مس و سرب و ارزیز
و عوامل خویش ساخت و از عالم نبات خوردنی و پوشیدنی
و گستردنی ساخت و از عالم حیوان مرکب و حمال کرد و
عالم دارو ها برگزید. و خود را بدان معالجت کرد. این همه لوازم
او را آنچه رسید بدانکه معقولات را بشناخت و بتوسط
معقولات خدای را بشناخت. و خدای را چنانکه
شناخت. بدانکه خود را بشناخت من عرف نفسه
فقد عرف ربه. پس این عالم به سه قسم آمد یک قسمت

اردو ترجمہ

نہ دیا۔ اور جب ہم نے اس کے پاس جانا چاہا
تو بھاگ گئی اور ایسی تیز دوڑی کہ کوئی گھوڑا
بھی اسکو نہیں پاسکتا تھا۔ ہمارے نزدیک کھڑے
والے تھے انہوں نے کہا کہ یہ جنگلی آدمی ہے اسے
نسناس کہتے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ ان تین چیزوں
کی بنا پر جو ذکر کی گئیں نسناس شریف ترین
جانور ہے۔ پس جب مدت دراز میں زمانہ گذرنے پر
لطف مزاج زیادہ ہوا اور اس کشادگی تک نوبت آگئی
جو زمین اور آسمان کے درمیان تھا تو انسان پیدا
ہوا اور جو کچھ عالم جمادات، نباتات اور حیوانات
میں تھا وہ اپنے ہمراہ لایا اور قبولیت اور معقولات
کی استعداد کا اس پر اضافہ کیا اور عقل کے ذریعہ تمام
حیوانات کا بادشاہ ہوگیا اور سب کو اپنے تحت تصرف
میں لایا اور عالم جمادات میں سے جواہرات اور چاندی
سونے سے اپنی آرائش کی اور کانسی، سیسہ، تانبے
لوہے اور رانگ سے اوزار اور برتن بنائے عالم
نباتات میں سے اوڑھنا اور کھانا اور بچھونا بنایا
عالم حیوانات میں سے باربرداری اور سواری کے
جانور حاصل کئے اور تینوں عالموں میں سے دوائیں
انتخاب کیں اور ان دواؤں سے اپنا علاج
کیا۔ اور یہ تمام فوقیت اسکو اس بات سے حاصل ہوئی
اس لئے کہ اس نے معقولات کو جان لیا اور معقولات
کے ذریعہ سے خدا کو پہچانا اور اس نے خدا کو کس طرح
جان لیا اس طرح کہ اس نے خود کو پہچانا۔
(اس لئے) کہ جس نے خود کو پہچان لیا تو اس نے خدا کی
بزرگی و برتری کو پہچان لیا پس اس دنیا میں (انسان)
کی تین قسم ہو گئیں ایک قسم تو وہ ہے ✤

احمد حسن سواتی

ست که نزدیک است بعالم حیوان چون بیابانیان
وکوهیان که خود همت ایشان بیش ازان نرسید
تدبیر معاش کنند بجذب منفعت و دفع مضرت
زیک قسم اهل بلاد و مدائن اند که ایشان را تمدن
وتعاون و استنباط حرف و صناعات بود و علوم
ایشان مقصور بود بر نظام این شرکت که هست میان
ایشان تا انواع باقی ماند. باز یک قسم آنند که از همه
فراغتی دارند لیلاً و نهاراً سراً و جهاراً افکار ایشان
آن باشد که ما که ایم. و پدید آرنده ما کیست یعنی که
از حقائق اشیا بحث کنند و در آمدن خویش تا حال
و از رفتن تفکر که چگونه آمده ایم. و کجا خواهیم رفت
و باز این قسم دو نوع اند یکی نوع آنند که
به استاد و بتعلم و تکلف و خواندن و نبشتن
بکنه این مامول رسند و این را حکما خوانند
و باز نوعی آنند که بی استاد و نبشتن بمنتها
این مسئله رسند و این نوع را انبیا
خوانند. و خاصیت نبی سه چیز است یکی آنکه
علوم داند نا آموخته و دوم آنکه از دی و فردا
خبر دهد نه از طریق مثال و قیاس و سوم آنکه نفس

اردو ترجمہ

جو عالم حیوانات کے قریب ہے مثلاً جنگلی اور
پہاڑی وحشی آدمی کہ جن کی ہمت اس سے
زیادہ نہیں کہ مفید اور مطلب کی چیزوں کو پاکر
اور نقصان دہ چیزوں سے بچکر کچھ اپنا ذریعہ
معاش تلاش کریں۔ اور قسم دوم شہروں اور
بستیوں کے رہنے والوں کی ہیں کہ جب
شرکت معاشرت اور اشتراک عمل کی استوار
ہو جو دیکھی اور جو صنعت و حرفت بنا سکتے ہیں
ان کے علوم معاشرت باہمی کے نظام ہی تک محدود
ہیں تاکہ نوع باقی رہے اور تیسری قسم ان لوگوں
کی ہے جو ان تمام باتوں سے چھٹکارا پاگئے ہوں
ہیں اور دن رات پوشیدہ اور ظاہری انکا
یہی کام ہے کہ وہ غور کرتے ہیں کہ ہم کون ہیں
اور کس نے پیدا کیا ہے اور ہمارا خدا کون ہے
یعنی حقائق اشیاء سے مباحثہ کرتے ہیں اور اپنے
جانے کے متعلق سوچتے ہیں کہ ہم کیونکر آئے
اور کہاں جائیں گے۔ اور اس قسم کی دو شاخیں
ہیں اول تو لوگ ہیں جو استادوں کی مدد تعلیم
کی زحمت اور تکلف اور پڑھنے لکھنے کی وجہ
سے اس مقصد کی تہ تک پہنچتے ہیں۔ ان کو
حکما کہتے ہیں دوسرے وہ لوگ ہیں کہ جو بلا استاد
اور بغیر پڑھے اس کی آخر تک پہنچ جاتے
ہیں ان کو انبیاء کہتے ہیں اور نبی کی تین
صفتیں ہیں۔ اول تو یہ کہ بغیر تعلیم پائے علم
سے واقف ہو دوسرے یہ کہ آئندہ اور
گذشتہ کی خبر بتائے مگر مثال اور
خیال کے طور پر نہیں تیسرے یہ کہ اس
کے نفس ....

اردو ترجمہ

پس یہ قوت ہو کہ جس بدن کو چاہے ایک صورت
سے دوسری صورت میں بدل دے اور سوائے
اس شخص کے جو عالم ملائکہ سے ملتا جلتا ہو اور
کوئی نہیں کر سکتا پس عالم انسان میں اس سے
بڑھ کر کوئی نہیں ہو سکتا اسکا حکم دنیا کی مصلحت
کے مطابق جاری ہوتا ہے۔ اس لیے جو کچھ ان کے
پاس ہے اس کے علاوہ اس کے پاس اور کچھ بھی
ہے جو ان کے پاس نہیں یعنی تعلق عالم ملائکہ
سے اور اس صفت مزید کو مجملاً نبوت کہتے ہیں
اور مفصل جیسا کہ ہم نے شرح کر کے بیان کیا جب
تک یہ شخص زندہ رہتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے
جو فرشتے اسکو پہنچاتے ہیں ۔ دونوں جہان
کی بہبودی کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتا
ہے اور جب مر کر اس عالم سے چلا جاتا ہے تو اللہ
تعالیٰ کے اشارات اور اپنے قول سے مرتب
کیا ہوا ایک دستور العمل چھوڑ جاتا ہے لازمی طریقہ
پر اس کو قائم مقام کی ضرورت ہے (تاکہ وہ قائم مقام
اس سنت اور شریعت کو قائم رکھے یہ شخص
(نائب نبی) اس جماعت میں سب سے افضل اور
اس زمانہ میں سب سے اکمل ہونا چاہیے تاکہ اس
شریعت کو زندہ رکھے اور اس سنت کو پیدا کیے
ایسے امام کہتے ہیں، اور یہ امام مشرق و مغرب
شمال جنوب کے آخر تک نہیں پہنچ
سکتا ہے ۔ ... کی حفاظت کا اثر
پاس اور دور والوں تک اور اس
کا امر نہی ....

اورا چندان قوت بود که از هر جسم که خواهد
صورت بر دو صورت دیگر آرد این نتواند الا
آنکه او را با عالم ملائکه مشابهتے بود پس در عالم
انسان هیچ ورا ئے او نبود ۔ و فرمان او
مصالح عالم نافذ بود ۔ که هرچه ایشان دارند او دارد
و زیادتی دارد که ایشان ندارند ۔ یعنی پیوستن
بعالم ملائکه و آن زیادتی را به مجمل نبوت خوانند
وبتفصیل چنانکه شرح کردیم ۔ تا این انسان
زنده بود مصالح دو عالم بامت همی نماید ۔ بفرمان
باری عز اسمه و بواسطهٔ ملائکه و چون باختلال
طبیعت روئے بدان عالم آرد از اشارات
باری عز اسمه و از عبارات خویش دستوری
بگذارد ۔ قائم مقام خویش (دوبیرا) ناشی باید ۔ هر
آئینه تا شروع و سنت او برپای دارد و این
کس باید که افضل آن جمع و اکمل آن وقت بود
تا این شریعت احیا کند و این سنت را اقتضا
نماید ۔ و او را امام خوانند ۔ و این امام به آفاق
مشرق و مغرب و شمال و جنوب نتواند رسید
تا اثر حفظ او به قاصی و دانی رسد و امر و نهی او به

عاقل و جاہل لابد اور انائبان بایند کہ باطراف
عالم این نوبت ہا نگذارند و از ایشان ہر یکے
را این قوت نباشد کہ این جملہ بنفس تقریر کنند
لابد سیاستی کننده باشد۔ وقاہرے لازم آید آن سیاست
وقاہر را ملک خوانند یعنی پادشاہ و این نیابت
را پادشاہی پس پادشاہ نائب امام ست و
امام نائب پیغامبر و پیغامبر نائب خدای عز وجل
وخوش گفته درین معنی فردوسی ؎
چنان دان کہ شاہی وپیغمبری ؛ دو گوہر بود در یک انگشتری
وخود سید ولد آدم می فرماید۔ الدین والملک توامان۔
دین و ملک دو برادر ہمزاد اند کہ در شکل و معنی از
یکدیگر ہیچ زیادت و نقصان ندارند۔ پس بحکم
این قضیت بعد از پیغامبرے ہیچ عملے گران
تر از پادشاہی و ہیچ عملے قوی تر از ملک نیست
پس نزدیکان او کسانے بایند کہ حل و عقد
عالم و صلاح و فساد بندگان خدائے بمشورت
ورائے و تدبیر ایشان باز بستہ بود و باید کہ ہر
یکے از ایشان افضل و اکمل وقت باشند
اما دبیر و شاعر و منجم و طبیب از خواص پادشاه

اردو ترجمہ

جاہل اور عقلمند تک برابر پہنچے، لہذا لازمی
طور پر اسکو قائم مقام چاہیئیں۔ تاکہ اطراف
عالم میں یہ کام انجام دیں اور جب ان میں کے
ہر ایک میں اتنی طاقت نہیں ہو سکتی کہ وہ ان ا
تمام کاموں کو جبراً سنوالیں لہذا لازمی طریقہ پر
ایک سیاست کنندہ اور زبردست والے
کی ضرورت ہے۔ اس سیاست کنندہ اور زبردست
طاقت کو بادشاہ کہتے ہیں اور نیابت کو بادشاہی
پس شہنشاہ نائب امام ہے اور نائب امام پیغمبر
اور پیغمبر نائب خدا ہے کیا اچھا فردوسی نے
اس بارے میں کیا خوب کہا ہے ؎ یوں سمجھئے کہ
پیغمبری اور بادشاہی ایک انگوٹھی میں دو نگینے
ہیں۔ اور خود سردار بنی آدم (صلعم) فرماتے
ہیں کہ الدین والملک توامان ملک اور دین
جوڑواں دو بھائی ہیں۔ جو ظاہر اور باطن میں
ہرگز ایک دوسرے سے کم و بیش نہیں۔ پس اس
فیصلہ کے مطابق پیغمبری کے بعد کوئی بوجھ
بادشاہ سے زیادہ وزن دار نہیں اور کوئی
امور سلطنت سے زیادہ مشکل نہیں پس بادشاہ
کے ہمنشین وہ شخص ہونے چاہئیں کہ خدا کے
بندوں کے معاملات اور ان کی اچھائی برائی کا
انتظام ان کی رائے تدبیر اور مشورہ سے وابستہ
ہو اور ان میں سے ہر ایک شخص اپنے زمانے کا
بہترین اور افضل ہونا چاہیئے۔ اب دبیر شاعر
منجم اور طبیب شہنشاہ کے خاص آدمی ہیں
. . . .
. . . .
. . . .

اند۔ و از ایشان چارہ نیست۔ قوام ملک بہ دبیر
است۔ و بقای اسم جاودانی۔ بہ شاعر و نظام
امور بہ منجم۔ و صحت بدن بہ طبیب و این
چہار عمل شاق و علم شریف۔ از فروع علم حکمت
ست و دبیری و شاعری از فروع علم منطق است
و منجمی از فروع علم ریاضی و طبیبی از فروع علم
طبیعی پس این کتاب مشتمل است بر چہار مقالت
اوّل۔ در ماہیت علم دبیری و کیفیت دبیر بلیغ
و کامل۔
دوم۔ در ماہیت علم شعر و صلاحیت شاعر۔
سوم۔ در ماہیت علم نجوم و غزارت منجم در آن علم
چہارم۔ در ماہیت علم طب و ہدایت طبیب و
کیفیت او پس در سر ہر مقالتی از حکمت آنچہ
بدین کتاب لایق بود آوردہ شود و بعد از آن دہ
حکایت طرفہ از نوادر آن باب و از نتایج آن
مقالت کہ آن طبقہ را افتادہ باشد آوردہ
آید تا پادشاہ را روشن شود و معلوم گردد
کہ دبیری نہ خرد کار است۔ و شاعری نہ اندک
شغلی و نجوم علمی ضروری است و طب صناعتی ناگزیر

اردو ترجمہ

اور ان کے بغیر چارہ نہیں کیونکہ نظام سلطنت
کا قیام دبیر سے ہے اور نام کو ہمیشہ بقا شاعر
سے معاملات کا نظام منجم سے ہے اور بدن کی
صحت طبیب سے اور یہ چاروں دشوار کام
اور علم شریف علم حکمت کی شاخیں ہیں۔ علم
منطق کی شاخیں دبیری اور شاعری ہیں اور
علم ریاضی کی شاخ منجمی ہے اور طبابت علم طبیعی
کی۔ پس یہ کتاب چار مقالوں پر مشتمل ہے
پہلا علم دبیری کی حقیقت اور دبیر ماہر کامل
کے بیان میں۔ دوسرا۔ علم شعر کی حقیقت
اور شاعر کی صلاحیت کے بیان میں۔
تیسرا۔ علم نجوم کی حقیقت اور اس علم میں
کمال منجم کے بیان میں۔ چوتھا۔ علم طب
کی حقیقت۔ ہدایت طبیب اور اس کی
کیفیت کے بیان میں۔ پس حکمت کی حقیقت
باتیں اس کتاب کے قابل تھیں ہر مقالہ
کے شروع میں بیان کیں اور اس کے بعد اس
باب کے نوادرات اور اس مقالہ کے عجائبات میں
سے جو باتیں اس گروہ کو پیش آتی ہیں۔ اس کے
متعلق دس حکایتیں عجیب بیان کی گئیں۔
تاکہ شہنشاہ کو علم ہو جائے اور وہ جان
لے کہ دبیری کوئی آسان کام نہیں ہے اور
نہ شاعری کوئی ادنیٰ شغل ہے اور نجوم ایک
علم ضروری ہے اور طب ایک
ضروری فن ہے . . . . . .

. . . .

. . . .

. . . .

و پادشاه خردمند را چاره نیست از این چهار
شخص. دبیر و شاعر و منجم و طبیب ٭

مقالۂ اوّل

در ماهیت دبیری و کیفیت دبیر کامل و آنچه تعلق بدین دارد

دبیری صناعتی است مشتمل بر قیاسات خطابی
و بلاغی منتفع در مخاطباتی که در میان مردم است
بر سبیل محاورت و مشاورت. و مخاصمت در مدح
و ذم و حیلت و استعطاف و اغراء و بزرگ
گردانیدن اعمال و خرد گردانیدن اشغال
و ساختن. وجوه عذر و عتاب و احکام وثائق
و اذکار سوابق و ظاهر گردانیدن ترتیب و نظام
سخن در هر واقعه تا بر وجه اولی و احری ادا کرده آید
پس دبیر باید که کریم الاصل شریف العرض. دقیق
النظر عمیق الفکر. ثاقب الرای باشد. و از اد

اردو ترجمہ

اور عاقل بادشاہ کے لئے یہ چاروں آدمی
دبیر، شاعر، نجومی، اور طبیب ناگزیر ہیں

مقالۂ اوّل

دبیری کی حقیقت، دبیر کامل کی کیفیت اور
اس فن کے تعلقات کے بیان میں۔ دبیری
وہ فن ہے جو خطابت و بلاغت و قیاسات
پر شامل ہے اور ان خطابات میں کام آتا ہے
جو لوگوں میں بطور بول چال، دشمنی، تعریف
مذمت، تدبیر، مشورہ، چاپلوسی، برانگیختگی اعمال
کو بڑا کرکے دکھانے، اشغال کو چھوٹا ظاہر کرنے
معذرت اور خفگی کے اسباب پیدا
کرنے،
عہدوں کے مضبوط کرنے، گذشتہ
باتوں کو یاد دلانے، اور ہر واقعہ
میں نظم و ترتیب کلام کے اظہار
میں پیش آتے ہیں۔ تاکہ ہر بات
اور اچھے طریقے سے ادا کی جائے
لہذا دبیر کو بزرگ اصل، شریف
آبرو، باریک بین، عمیق الفکر اور
روشن رائے ہونا چاہیئے۔

علم ادب ...

وثمرات آن قسم اکبر وحظِ او فر نصیب او رسیده
باشد. و از قیاسات منطقی بعید و بیگانه نباشد
و مراتب ابنای زمانه شناسد و مقادیر اہلِ
روزگار داند. و بحطامِ دنیاوی و مزخرفات آن
مشغول نباشد و بتحسین و تقبیح اصحاب اغراض و
ارباب اغماض التفات نکند و غرّه نشود. و عرضِ
مخدوم را در مقامات ترسل از مواضع نازل و
مراسم خامل محفوظ دارد و در اثنای کتابت و
مساقِ ترسل بر ارباب حرمت و اصحابِ حشمت
نستیزد. و اگرچه میان مخدوم و مخاطب او مخاصمت
باشد او قلم نگاه دارد و در عرضِ او وقیعت نکند
الا بدانکس که تجاوز حد کرده باشد. وقدم حرمت
از دائرهٔ حشمت بیرون نهاده که فَاحِدَة
بِوَاحِدَةٍ وَالْبَادِیْ اَظْلَمُ و در عنوانات
طریقِ اوسط نگاه دارد. و بهرکس آن نویسد که اصل
و نسب و ملک و ولایت و لشکر و خزینهٔ
او بر آن دلیل باشد الا کسے که درین باره مضایقه
نموده باشد. و تکبرے کرده و خرده فروگذاشته
و انبساطے فزوده که خرد آن را موافقِ مکانتت

اردو ترجمہ

اور اس کے نتائج کا بڑا حصہ اور کامل بہرہ
اس کے حصہ میں آیا ہو اور قیاسات منطقی
سے بھی ناواقف اور بیگانہ نہ ہو۔ اور
زمانہ کے لوگوں کے مرتبہ پہچانتا ہو اور اہل
زمانہ کا اندازہ لگاتا ہو۔ دنیا کے حقیر
مال اور دنیاوی زینت رکھنے والی
چیزوں کی طرف راغب نہ ہو۔ غرض
رکھنے والوں کی مذمت اور چشم پوشی
کرنے والوں کی تعریف پر غور نہ کرے اور
ان کی باتوں سے دھوکہ میں نہ آجائے
مکاتب کے وقت مقامات پستی اور
گمنامی کے کام سے اپنے آقا کی آبرو بچائے
مکاتبت کے دوران اور اثنا مراسلت
میں ارباب عزت سے جھگڑا نہ کرے
اگرچہ اس کے آقا اور مخاطب کے
درمیان دشمنی ہی کیوں نہ ہو۔ مگر وہ
اپنے قلم کو روک دے مگر اس کی تذلیل
نہ کرے لیکن جو شخص اپنی حد سے باہر
ہوگیا اور جس نے حرمت کا قدم حیثیت کے
دائرہ سے باہر کیا ہو اس کی تذلیل کی
جاسکتی ہے کیونکہ جیسے کو تیسا۔ (مسلم) ہے مگر
ابتدا کرنے والا زیادہ ظالم ہوتا ہے۔ آداب
اور القاب میں میانہ روی کا لحاظ رکھے جس کا
وہ اپنے اصل اور نسب ملک و سلطنت
و لشکر اور خزانہ کے اعتبار کے سزاوار ہو لیکن
جس شخص نے اس بارے میں (یعنی حسب حیثیت
تحریر میں) مضائقہ کیا ہو غرور سے کام لیا ہو حد یا
امور میں فروگذاشت کی ہو یا اس درجہ کھلا ہو
یعقل کے نزدیک اصول مکانتت .....

نشمرد و ملائم مراسلت نداند. درین موضع دبیر را
دستوری است و اجازت که قلم بردارد و قدم
درگذارد. و درین مضمار بأقصاے غایت و منتہا
نہایت برسد که اکمل انسان و افضل بشان
صلوات الله وسلامه علیه مے فرماید که
اَلتَّکَبُّرُ مَعَ الْمُتَکَبِّرِ صَدَقَةٌ و البتہ نگذارد
که ہیچ غبارے در فضاے مکاتبت از ہواے
مراسلت بر دامن حرمت مخدوم او نشیند.
و در سیاقت سخن آن طریق گیرد که الفاظ متابع
معانی آید. و سخن کوتاه گردد. که فصحاے عرب گفته
اند. خَیْرُ الْکَلَامِ مَا قَلَّ وَ دَلَّ. زیرا که ہر گاه
که معانی متابع الفاظ افتد. سخن دراز شود و کاتب
را مکثار خوانند و المکثار مهذار. اما سخن دبیر
بدین درجه نرسد. تا از ہر علم بہره ندارد و از
ہر استاد نکته یاد نگیرد. و از ہر حکیم لطیفه
نشنود. و از ہر ادیب طرفه اقتباس نکند. پس بممارست
باید کرد و بخواند کلام رب العزة و اخبار مصطفیٰ
و آثار صحابه و امثال عرب و کلمات عجم و مطالعه
کتب سلف و مناظره صحف خلف چون ترسل

اردو ترجمہ

د مراسلت کے مطابق و مناسب نہ ہو۔
اس کے ساتھ مراسلت میں حفظ مراتب کی
ضرورت نہیں (بلکہ اس جگہ پر دبیر کو اختیار
اور اجازت ہے کہ قلم اٹھالے اور قدم بڑھا لے
اور اس راستے (یعنی مخاطب کے ساتھ اظہار
غرور) میں حد اور انتہا کردے اس لیے کہ
کامل ترین انسان اور فاضل ترین بشر
(یعنی محمد صلعم) ان پر خدا کی رحمت اور سلامتی
ہو) نے فرمایا ہے کہ مغرور کے ساتھ غرور درست
ہے ہرگز ایسا نہ ہونے دے کہ میدان تحریر میں
ہوائے خط و کتابت سے کسی قسم کا غبار اس
کے آقا کے دامن عزت پر بیٹھے اور کلام
کی روش میں وہ طریقہ اختیار کرے کہ
الفاظ معانی کے تابع ہوں اور کلام
مختصر ہو جائے کیونکہ فصحائے عرب نے
کہا ہے کہ بہترین کلام وہ ہے جو مختصر اور
مفہوم پر دال ہو۔ اس لیے کہ جب معانی
الفاظ کے ماتحت ہوں گے تو کلام طولانی
ہو جائے گا اور ایسا منشی زیادہ گو کہلاتا ہے
اور مثل مشہور ہے کہ زیادہ گو بیہودہ گو لیکن دبیر کا
کلام اس وقت تک اس درجہ پر نہیں پہنچتا جب تک
کہ وہ ہر علم سے واقف ہو اور ہر استاد سے کچھ
نکات نہ سیکھ لے اور ہر حکیم سے کچھ لطائف
نہ سنے اور ہر ادیب کی کچھ نادر باتیں اخذ نہ کرے
پس کلام الٰہی و حدیث نبوی و حالات صحابہ و امثال
اہل عرب و کلمات اہل فارس کے پڑھنے کی مشق کرنی
کی کتابیں دیکھنے متاخرین کی تصانیف

. . . .

صاحب و صابی و قابوس و الفاظ حمادی و
امامی و قدامة بن جعفر و مقامات بدیع و
حریری و حمیدی و توقیعات بلعمی و احمد حسن
و ابو النصر کندری و نامهائے محمد عبده و عبدالحمید
و سید الرؤسا و مجالس محمد منصور و ابن عبادی
و ابن النسابة العلوی و از دواوین عرب دیوان
متنبی و ابیوردی و غزی و از شعر عجم اشعار
رودکی و مثنوی فردوسی و مدائح عنصری هر یکے
از اینها که بر شمردم در صناعت خویش یگانه وحده
بودند و وحید وقت و هر کاتب که این کتب
دارد و مطالعهٔ آن فرو نگذارد ـ و خاطر را تشحیذ
کند و دماغ را صقال دهد ـ و طبع را افروزد ـ
و سخن را ببالا کشد و دبیر بدو معروف شود ـ اما چون
قرآن داند بیک آیت از عهده ولایتے بیرون آید
چنانکه اسکافی

اردو ترجمہ

مثلاً صاحب (اسمٰعیل ابن عباد) صابی اور قابوس کی نثر و کتابت حمادی و امامی اور قدامہ ابن جعفر کی انشا الحریری۔ بدیع الزمان ہمدانی اور ابو بکر حمیدالدین) کے مقامات "بلعمی احمد حسن اور ابو النصر کندری کے توقیعات محمد عبدہ، عبدالحمید و سید الرؤسا کے خطوط" محمد منصور و ابن عبادی اور ابن النسابۃ العلوی کی مجالس کے دیوانات میں سے متنبی، ابیوردی۔ اور غزی کے دیوان فارسی کلام میں سے رودکی غزلیات۔ فردوسی کی مثنوی۔ اور عنصری کی مدح خوانی کا مطالعہ کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے کیونکہ جو شخص ہم نے گنائے ہیں ان میں سے ہر ایک اپنے فن میں اکیلا اور زمانہ میں یکتا تھا جس منشی کے پاس یہ کتابیں ہوں اور ان کا مطالعہ نہ چھوڑے تو وہ خیال کو نکھارتا ہے اور ان کو جلا دیتا ہے۔ طبیعت اور کلام کو بلند کرتا اور اسی سے دبیر مشہور ہو جاتا ہے اور اگر قرآن جانتا ہو تو ایک ہی آیت سے دنیا بھر کی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جاتا ہے۔ مثلاً اسکافی

حکایت ۱

اسکافی دبیرے بود از جملهٔ دبیران آل سامان

حکایت

اسکافی آل سامان رحمہم اللہ کے دبیروں میں سے ایک دبیر تھا۔ . . . . . .

رحمهم الله و آن صناعت نیکو آموخته بود و بر شواهق
نیکو رفتے. و از مضائق نیکو بیرون آمدے و در
دیوانِ رسالت نوح بن منصور محرری کردے.
مگر قدر او نشناختند. و بقدرِ فضل او را
ننواختند. از بخارا بهراتِ رفت نزدیک
البتگین و البتگین ترکی خردمند بود و ممیز او را عزیز
کرد. و دیوانِ رسالت بدو تفویض فرمود و کار
او گردان شد. و بسببِ آنکه نوخاستگان
درحضرت پدیدار آمده بودند. بر قدیمان استخفاف
همی کردند. و البتگین تحمل همی کرد. و آخر کار او بعصیان
کشید. باستخفافے که درحق او رفته بود. با غزا
جماعتے که نوخاسته بودند و امیر نوح از بخارا را
بزاولستان بنوشت تا سبکتگین با آن لشکر بیاید
و سیمجوریان از نیشاپور بیایند و با البتگین مقابله و مقاتله
کنند. و آن حرب سخت معروف است. و آن
واقعهٔ صعب مشهور. پس از آنکه آن لشکرها بهرات
رسیدند. امیر نوح علی بن محتاج الکشانی را که حاجب
الباب بود با البتگین فرستاده نامهٔ چون آب و آتش
مضمون او همه وعید و مضمون او همه تهدید. صلح

اردو ترجمہ

اور اپنے فن میں خوب ہوشیار تھا بلندیوں
پر پہنچتا اور مشکلات سے خوب عہدہ
برا ہوتا نوح بن منصور کے دیوان
رسائل میں محرری کرتا تھا۔ مگر اس
کی قدر نہ جانی اور اس کی فضیلت
کے مطابق اس پر نوازش نہ کی۔ لہذا
وہ بخارا سے التگین کے پاس ہرات
چلا گیا اور التگین ایک نہایت دانشمند
اور مردم شناس ترک تھا اس
نے اس کی بہت عزت کی اور دیوان
رسالت اس کے سپرد کر دیا۔ اسکا [illegible]
کے دن پلٹے چونکہ دربار میں نئے امرا
کو رسوخ حاصل ہو گیا تھا اور یہ لوگ
امرائے قدیم کی تحقیر کرتے تھے۔ التگین
کچھ عرصہ تک تو برداشت کرتا رہا مگر
آخر کار نوخاستہ کے ورغلانے سے
دربار شاہی اس کی جو تحقیر ہوئی تھی۔
اسواسطے وہ بغاوت کرنے پر آمادہ
ہو گیا۔ اور امیر نوح نے بخارا سے
زاولستان کو لکھا کہ سبکتگین فوج کے ہمراہ
آئیں اور سیمجوری نیشاپور سے آئیں اور التگین
سے مصروف پیکار ہوں۔ یہ جنگ نہایت
معروف اور شدید معرکہ مشہور ہے پس جب
یہ فوجیں ہرات پہنچ گئیں تو امیر نوح
نے علی بن محتاج الکشانی ناظر دربار کو
التگین کے پاس خط لیکر بھیجا جو آگ پانی کی
مانند تھا سراسر دھمکیاں سراپا تہدید
صلح کی . . . .

را مجال نہ گذاشتہ۔ و آشتی را سبیل رہا کردہ
چنانکہ در چنین واقعہ و در چنین واہیہ خداوند ضجر
قاصی بہ بندگان عاصی نویسد۔ ہمہ نامہ پُر از آنکہ
بیایم و بگیرم و بکشم چون حاجب ابوالحسن علی بن محتاج
الکشانی نامہ عرضہ کرد و پیغام بگفت و ہیچ باز نگرفت
التگین آزردہ بود و آزردہ تر شد۔ بر آشفت و
گفت من بندۂ پدر اویم۔ اما در آن وقت کہ
خواجۂ من از دار فنا بدار بقا تحویل کرد۔ او را بمن سپرد
نہ مرا بدو و اگرچہ از روئے ظاہر مرا در فرمان او
ہمہ باید بود اما چون این قضیت را تحقیق کنی نتیجہ
برخلاف این آید کہ من در مراحل شیبم و او در منازل
شباب و آنہا کہ او را برین بعث ہمی کنند۔ ناقض
این دولت اند نہ ناصح و ہادم این خاندان اند
نہ خادم و از غایت زعارت باسکانی اشارت
کرد کہ چون نامہ جواب کنی۔ از استخفاف ہیچ باز نگیری
و بر پشت نامہ خواہم کہ جواب کنی پس اسکافی بر بدیہہ
جواب کرد و اول بنوشت بسم اللہ الرحمن الرحیم
یا نُوحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَأَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ
کُنْتَ مِنَ الصَّادِقِینَ چون نامہ بامیر خراسان نوح

اردو ترجمہ

گنجائش نہ چھوڑی اور مصالحت کی راہ
بند و کر دی جیسے کوئی رنجیدہ آقا دور
سے ایسے محل اور ایسے نازک موقعہ پر
خطادار غلاموں کو لکھتا ہے۔ سارا خط
اسی سے پر تھا کہ آتا ہوں مار ڈالوں گا
چھین لوں گا جب حاجب ابوالحسن علی
بن محتاج الکشانی نے خط پیش کیا اور
پیغام کہا۔ اور کوئی بات باقی نہ چھوڑی تو
التگین آزردہ تو تھا ہی اور آزردہ ہو گیا
جھنجھلا کر بولا (بیشک) میں اس کے باپ
کا خادم ہوں مگر جب میرا آقا عالم فانی سے
عالم جاودانی کو سدھارا تو اس کو میرے
سپرد کیا۔ مجھے اس کے سپرد نہیں کیا اور اگرچہ
حسب ظاہر مجھے اس کی فرمانبرداری کرنی
چاہیے لیکن جب تم بات کی تہ کو پہنچے تو
نتیجہ اس کے مطابق نکلے گا کہ میرا چل چلاؤ
ہے اور اس کے جوانی کے دن جو شخص اسی
اس کام کے لئے بڑھاتے ہیں وہ اس حکومت
کے دشمن ہیں خیر اندیش نہیں اور اس خاندان
کے بیخ کن ہیں۔ ہوا خواہ نہیں اور نہایت رنج
کیا تھا اسکافی کو ہدایت کی کہ خط کا جواب
لکھنے کے ذلیل و تحقیر میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا
اور میں یہ چاہتا ہوں کہ خط کا بہت ہی جلد جواب
لکھو پس اسکافی نے علم پر دانشتہ جواب لکھا پہلے
لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اے نوح تو نے ہم سے
جھگڑا کیا اور جھگڑے کو بہت طول دیا اچھا تو
کر اگر سچا ہے اور بڑی بات کی تو ہم کو جگہ دیتا ہے تو
کر کے دکھا جب امیر خراسان نوح ۔ ۔ ۔

بن منصور رسید۔ آن نامہ بخواند تعجبها کرد و خواجگان
دولت حیران فرو ماندند و دبیران انگشت بدندان
گزیدند۔ چون کار البتگین یکسو شد اسکافی متواری
گشت و ترسان و هراسان همی بود تا یک نوبت
که نوح کس فرستاده او را طلب کرد و دبیری بدو
داد و کار او بالا گرفت۔ و در میان اهل قلم منظور
و مشهور گشت اگر قرآن نیکو ندانستی دران واقعه
بدین آیت نرسیدی و کار او ازان درجه بدین غایت
نه کشیدی۔

حکایت

چون اسکافی را کار بالا گرفت۔ در خدمت امیر
نوح بن منصور متمکن گشت۔ و ماکان کاکوی در
کوهستان عصیان آغاز کرد و سر از ربقهٔ اطاعت
بکشید۔ و عمال بخوار و سمنک فرستاد و چند شهر از
کومش بدست فرو گرفت۔ و نیز از سامانیان یاد
نکرد۔ نوح بن منصور بترسید از آنکه او مردی
سهمگین و کافی بود۔ و بتدارک حال او مشغول گشت

اردو ترجمہ

بن منصور کے پاس خط پہنچا تو اس نے اسکو
پڑھا اور نہایت متعجب ہوا امرائے
دولت ششدر رہ گئے اور دبیران
انگشت بدندان ہوئے البتگین کا معاملہ
یکسو ہونے پر اسکافی پوشیدہ ہو گیا اور
ڈرتا کانپتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک
مرتبہ نوح نے اس کے پاس آدمی بھیجا
اور اسے طلب کیا اور دبیری اس کے
سپرد کی اسکافی کو سربلندی حاصل ہوئی
اور وہ اہل علم میں ممتاز اور مشہور ہو گیا
اگر وہ قرآن سے اچھی طرح واقف نہ ہوتا
تو اس واقعہ میں اس آیت تک اس کی
رسائی نہ ہوتی اور اس کا مرتبہ اس درجہ
سے اس مرتبہ پر نہ پہنچتا۔

حکایت:۔ جب اسکافی کو وقار
حاصل ہوا اور امیر نوح بن منصور کی خدمت
میں اس کے قدم جم گئے۔ ماکان ابن کاکو
نے اور کوہستان میں بغاوت شروع
کی اور اطاعت کے دائرہ سے سر کھینچ
لیا خوار اور سمنک میں اپنے کارندے
بھیجے کومس کے چند شہروں پر قابض
ہو گیا اور سامانیوں کا بھی کچھ خیال نہ کیا
نوح ابن منصور ڈرا اس لیے کہ ماکان
ایک خوفناک اور قابل آدمی تھا۔ اور
اس معاملہ کے سرانجام میں مصروف
ہوا . . . .

و تانش سپهسالار را با هفت هزار سوار مجرب او نامزد
کرد که برود و آن فتنه را فرو نشاند۔ و آن شغل
گران از پیش برگیرد۔ و بران وجه که مصلحت بیند که تانش
غلام خردمند بود و روشن رائے و در مضائق جنگ
در آمدے و چابک بیرون رفتے و پیروز جنگ
بودے۔ و از کارها هیچ بی مراد باز نگشته بود و از جنگها
هیچ شکسته نیامده بود۔ و تا او زنده بود ملک بنی ساسان
رونقے تمام و کار ایشان طراوتے قوی داشت
پس درین واقعه امیر عظیم مشغول دل بود و پریشان
خاطر کس فرستاد و اسکافی را بخواند۔ و با او بخلوت
بنشست و گفت من ازین شغل عظیم سراسیمه ام که ماکان
مردے دلیر است و با دلیری و مردی کفایت دار
وجود هم و از دیالمه چون او کم افتاده است
باید که با تانش موافقت کنی و هرچه درین
واقعه از لشکر کشی برود بے فرو شود تو با یاد او فرو
دهی و من به نیشاپور مقام خواهم کرد تا پشت لشکر
من گرم گردد و خصم شکسته دل شود باید که هر روز
مشرحے با ملطفه ازان تو بمن رسد۔ و هرچه رفته باشد
نکته ازان بیرون آورده باشی۔ و در آن ملطفه

اردو ترجمہ

سپہ سالار تانش کو سات ہزار سواروں
کے ساتھ ماکان کو لڑنے کے لیے مقرر کیا
تاکہ جائے اور اس فتنہ کو دبا دے۔ اور
اس دشوار مہم کو جسطرح مناسب سمجھے سر کرے
کیونکہ غلام نہایت عقلمند اور سمجھدار آدمی
تھا۔ جنگ کی مشکلات میں گھس پڑتا اور ہوشیاری
کے ساتھ نکل آتا لڑائی میں فتحیاب رہتا اور
کبھی کسی معاملہ میں بے نیل مراد واپس نہ
ہوتا تھا اور جنگ میں کبھی شکست نہ کھائی
تھی جب تک زندہ رہا سامانیوں کی حکومت
نہایت بارونق رہی اور وہ حد درجہ سرسبز
رہی۔ پس اس معاملہ میں امیر نہایت متفکر و
متردد تھا۔ کسی کو بھیجا اور اسکافی کو بلایا
اور علیحدگی میں اس سے کہا کہ میں اس واقعہ
سے نہایت پریشان ہوں، اسلئے کہ ماکان
بہت دلاور شخص ہے اور مردانگی اور شجاعت
کے ساتھ ہی ساتھ قابلیت اور سخاوت بھی
رکھتا ہے دیلمیوں میں اس جیسے بہت کم ہونگے
چاہیے تم غلام کیساتھ ملکر کام کرنا اور اس
موقعہ پر اگر فوج کشی میں اس نے خلل دیا میں
خود نیشاپور میں پڑاؤ کروں گا تاکہ پیچھے سے
فوج کو مدد پہنچ سکے اور دشمن کا دل
ٹوٹ جائے۔ ہر روز ایک مختصر خط
ایک تیز رفتار قاصد کے ہاتھ بھیجتے رہنا جو
واقعات پیش آئے ہوں ان کا حال
اس خط میں لکھ دیا کرنا۔۔۔۔

۔۔۔۔ جلدی ارسال ۔۔۔۔

ثبت کرده چنانکه تسلی خاطر آید. اسکافی خدمت کرد
وگفت فرمانبردارم. پس دیگر روز تاش رایات
بگشاد و کوس زد و بر مقدمه از بخارا بر فت و از
جیحون عبره کرد با هفت هزار سوار و امیر با باقی لشکر
در پئے او به نیشاپور بیامد. پس امیر تاش رو لشکر را خلعت
بداد و تاش در کشید و به بیهق در آمد و بکومش بیرون
شد و در رے بری نهاد با عزمے درست و حزمے
تمام و ماکان باده هزار مرد حربی زره پوشیده بر در ری
نشسته بود بری استناد کرده تا تاش برسید و از
شهر برگذشت و در مقابل او فرود آمد. و رسولان
آمد و شد گرفتند. البتہ هیچ قرار نگرفت. که ماکان مغرور
گشته بود و بدان لشکر دل انگیز که از هر جائے فراهم
آورده. پس بران قرار گرفت. که مصاف کنند.
و تاش گرگ پیر بود. و چهل سال سپهسالاری کرده
بود. و از آن نوع بسیار دیده چنان ترتیب کرد.
که چون دو لشکر در مقابل یکدیگر آمدند و ابطال
و شداد لشکر ماوراء النهر و خراسان از قلب حرکت
کردند. نیمے از لشکر ماکان بجنگ دست کشادند و باقی
حرب نکردند و ماکان کشته گشت. تاش بعد از آنکه

اردو ترجمہ

تاکہ مجھکو تسلی رہے اسکافی نے تعظیم بجالایا
اور عرض کیا کہ حکم کی تعمیل کروں گا پس
دوسرے دن تاش نے علم کھولے نقارہ
بجایا اور بخارا سے مجاذ جنگ کو روانہ
ہوگیا اور اپنے سات ہزار سواروں
سمیت دریائے جیحوں کے پار اتر گیا
اور باقی فوج ملک کے ہمراہ غلام کے پیچھے پیچھے
نیشاپور پہنچی اور فوج اور غلام کو
خلعت دی تاش کوچ کرکے بیہق میں
آیا اور کومش میں جانکلا اور نہایت
ہوشیاری اور مضبوط ارادہ سے کیبا نہ
رے کی جانب متوجہ ہوا ماکان دس ہزار
زرہ پوش فوج لے کر رے کے دروازے
پر جا بیٹھا تھا اور رے کو قائم لشکر بنایا تھا
یہاں تک کہ غلام پہنچ گیا اور شہر سے گذر
کر ماکان کے مقابل ڈیرا ڈالا قاصد گئے
گئے مگر کچھ طے نہیں ہوا۔ اس لئے کہ ماکان
اس دلاور فوج کے بل پر جو اس نے جابجا
اکٹھی کی تھی مغرور ہوگیا تھا آخر یہی فیصلہ
ہوا۔ کہ لڑائی ہو۔
تاش بڑا پرانا گھاگ تھا چالیس سال سپہسالاری
کی تھی اور اس قسم کے واقعات بہت دیکھے تھے
ایسی تدبیر کی کہ جب دونوں لشکر مقابل ہوئے
اور ماوراء النہر و خراسان کی فوجوں کے بہادر
از قلب لشکر سے چلے تو ماکان کی آدھی
فوج مصروف پیکار ہوئی۔ اور باقی
نہ لڑے ماکان مارا گیا۔ . . . .

ازگرفتن وبستن وکشتن فارغ شد روی بااسکافی
کرد وگفت. کبوتر باید فرستاد بر مقدمه تا از پی
او مسرع فرستاده شود اما جملهٔ وقائع را بیک نکته باز
باید آورد. چنانکه بر همگی احوال دلیل بود. وکبوتر بتواند
کشید. ومقصود بحاصل آید. پس اسکافی دو انگشت
کاغذ برگرفت وبنوشت اَمَّا مَا کَانَ فَصَارَ کَاسْمِهٖ
وَالسَّلَامُ ازین ما مای نفی خواست وازکان فعل
ماضی تا پارسی چنان بود. که ماکان چون نام خویش
شد. یعنی نیست شد. چون این کبوتر به امیر نوح بن
منصور رسید. ازان فتح چندان تعجب نکرد
که ازان لفظ واسباب ترفیه اسکافی تازه فرموده
گفت چنین کس فارغ دل باید. تا به چنین نکتها برسد

اردو ترجمہ

غلام جب لوٹ مار گرفتاری سے فارغ ہوا
تو اسکافی سے مخاطب ہو کر کہا کہ پہلے روز
نامہ کبوتر پر بھیجنا چاہیئے۔ تاکہ اس کے پیچھے
ایک تیز پے روانہ کیا جائے مگر کل روداد
کار ایک ہی جملہ میں اسطرح ادا کرنی
چاہیئے کہ تمام حالات کو ظاہر کرسکے اور
کبوتر لیجا بھی سکے اور مطلب حاصل ہو جائے
پس اسکافی نے دو انگل کاغذ لیا اور لکھا
اَمّا ماکان فصار کاسمہ۔ والسلام۔
اس "ما" سے کلمہ نفی مراد لیا اور "کان" سے
فعل ماضی جس کی فارسی یہ ہوئی کہ ماکان
اپنے نام کی طرح ہو گیا۔ یعنی نابود ہو گیا
جب یہ کبوتر امیر نوح بن منصور کے
پاس پہنچا۔ تو وہ اس فتح سے اتنا
متعجب نہ ہوا جتنا کہ اس لفظ سے اسکافی
کی آسودہ حالی کے سامان بڑھائے اور کہا
کہ ایسے شخص کو فارغ البال رہنا ہے تاکہ
ایسی باریکیاں پیدا کرے۔

حکایت ۳

ہر صناعت کہ تعلق بتفکر دارد صاحب صناعت
باید کہ فارغ دل ومرفہ باشد کہ اگر بخلاف این
بود سہام فکر او متلاشی شود وبر ہدف صواب
مجتمع نیاید. زیراکہ جز بجمعیت خاطر بچنان کلمات

حکایت۔ جو فن کہ غور وفکر سے
تعلق رکھتا ہے اس فن والے کو فارغ
البال اور آسودہ حال ہونا چاہیئے۔
اسلئے کہ اگر اس کے خلاف ہوگا تو اس کی
فکر کا تیر خطا ہو جائیگا۔ اور صحیح نشانہ پر
نہ بیٹھیگا کیونکہ جمعیت خاطر کے بغیر ایسے کلمات

بازنتوان خورد آورده اند که یکے از دبیران خلفائی عباس
رضی اللہ عنہم بہ والی مصر نامہ مے نوشت۔ و خاطر جمع
کردہ بود۔ و در بحر فکرت غرق شدہ و سخن مے پرداخت
چون درِ ثمین و یار ثمین ناگاہ کنیزکش در آمدہ گفت
آرد نماند۔ دبیر چنان شوریدہ طبع و پریشان خاطر
گشت کہ آن سیاقت سخن از دست بداد و بدان
صفت منفعل شد کہ در نامہ بنوشت کہ آرد نماند چنانکہ
آن نامہ را تمام کرد و پیش خلیفہ فرستاد و ازین
کلمہ کہ نوشتہ بود ہیچ خبر نداشت۔ چون نامہ بخلیفہ
رسید و مطالعہ کرد۔ چون بدان کلمہ رسید۔ حیران فرو
ماند و خاطر آن را بہ ہیچ حمل نتوانست کرد کہ سخت
بیگانہ بود۔ کس فرستاد و دبیر را بخواند۔ و آن
حال بازپرسید دبیر خجل گشت۔ و براستی آن
واقعہ را درمیان نہاد) خلیفہ عظیم عجب داشت و
گفت اول این نامہ را بر آخر چندان فضیلت و
رجحان است کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ را بر تَبَّتْ يَدَا
أَبِي لَهَبٍ دریغ باشد خاطر چون شما بلغاء را بدست
غوغائے مایحتاج باز دادن و اسباب ترفیہ
او چنان فرمود کہ امثال آن کلمہ دیگر ہرگز بگوش

اردو ترجمہ

تک سمجھنا محال ہے کہتے ہیں کہ خلفائے
عباسیہ رضی اللہ عنہ کا ایک دبیر مصر کے
بادشاہ کو خط لکھ رہا تھا۔ دلجمعی کے ساتھ
فکر کے دریا میں غرق تھا بیش بہا اور انمول
موتی جیسے کلمات سجا رہا تھا کہ یکایک اسکی
لونڈی آئی اور کہا کہ آٹا نہیں رہا دبیر
اسقدر پراگندہ خاطر ہوا۔ اور اس کے خیالات
ایسے منتشر ہوئے۔ کہ وہ پیرایہ کلام اس کے
ہاتھ سے جاتا رہا اور اسدرجہ متاثر ہوا اور
خط میں لکھ دیا کہ آٹا نہیں رہا چنانچہ اس خط
کو ختم کرکے خلیفہ کے پاس روانہ کر دیا اور یہ
کلمہ جو لکھ دیا تھا اس کی اسے کچھ بھی خبر نہ تھی۔
جب وہ خط خلیفہ کے پاس پہنچا اور خلیفہ نے پڑھا
اور جملہ پر پہنچا تو حیران رہ گیا اس کی سمجھ میں
اس جملہ کے معنی ہی کچھ نہ آئے اسلئے کہ نہایت
بے جوڑ تھا آدمی بھیجکر دبیر کو بلایا اور وہ کیفیت
اس نے پوچھی۔ دبیر بہت شرمندہ ہوا
اور سچ سچ سارا واقعہ بیان کیا خلیفہ
نہایت متعجب ہوا اور کہا کہ اس خط کے
ابتدائی حصہ کو اس کے آخری جزو پر وہی
فضیلت و ترجیح حاصل ہے جو سورہ قل ہو اللہ
کو سورہ تبت یدا پر۔ تم جیسے ادیبوں کے
دل کو معاش کی کشمکش میں مبتلا کرنا افسوس
کی بات ہے اور اس کی آسودہ حالی
کے ایسے ایسے سامان مہیا کیے کہ
پھر ویسا کلمہ ہرگز اس کے کان تک

. . . .

. . . .

او فرو نشد. لاجرم آنچنان گشت که معانی گشت
دو کون را در دو لفظ جمع کردی.

حکایت ۴

صاحب کافی اسماعیل بن عباد الرازی وزیر شهنشاه بود. و در فضل کمالے داشت و ترسل و شعر او برین دعوی دو شاهد عدل اند و حاکم را. و نیز صاحب مردی عدلی مذهب بود و عدلی مذهبان بغایت متنسک و متقی باشند و روا ندارند که مومنے بخصمی یک جو جاودانه در دوزخ بماند و خدم و حشم و عمال او بیشتر آن مذهب داشتندے که او ... داشت و قاضی بود بقم از دست صاحب که صاحب را در نسک و تقوی او اعتقادے بود راسخ دیگر یک برخلاف این از وے خبر رسیدا اند و صاحب را استوار نے آمد. تا از ثقات اهل قم دو مقبول القول گفتند. که زمان خصومت که میان فلان و بهمان بود. قاضی پان صد دینار رشوت

اردو ترجمہ

نہ پہنچا لازمی طور پر اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہر دو لفظوں میں دونوں عالم کے معانی پیدا کر دیا کرتا تھا۔

حکایت

صاحب اسماعیل بن عباد الملقب بہ کافی ساکن رے شہنشاہ کا وزیر تھا۔ اور فاضل کامل تھا اس کی انشا اور شاعری اس دعوے کے دو منصف گواہ اور دو سچے جج ہیں مذہبا وہ متعزلی تھا اور متعزلی نہایت پرہیزگار اور متقی ہوتے ہیں ان کے نزدیک یہ جائز ہے کہ ایک مومن ذرا سی معصیت کے پاداش میں ہمیشہ دوزخ میں رہے اس کے بہت سے نوکر چاکر اور کارندوں کا بھی وہی مذہب تھا جو اسکا تھا شہر قم میں صاحب ہی کا مامور کیا ہوا ایک قاضی تھا جس کے زہد اور تقوی کا صاحب بہت معتقد تھا حالانکہ یکے بعد دیگرے سبھی نے اس کے خلاف بیان کیا مگر صاحب کو اعتبار نہ آتا تھا۔

یہاں تک کہ قم کے دو ثقہ اور مقبول آدمیوں نے بیان کیا کہ جس وقت فلاں فلاں کے درمیان جھگڑا ہو رہا تھا۔ تو قاضی نے پانچ سو دینار رشوت لی تھی ....

....

نشستند صاحب را عظیم متنکر آمد بدو وجه یکی از کثرت رشوت و دوم از دلیری و بیدیانتی. قاضی حالے قلم برگرفت و بنوشت بسم الله الرحمن الرحیم ... —
أَيُّهَا الْقَاضِي بِقُمْ قَدْ عَزَلْنَاكَ فَقُمْ و فضلا دانند و بلغا شناسند. که این کلمات در باب ایجاز و فصاحت چه مرتبه دارد و لاجرم از آن روز باز این کلمه را بلغا و فصحا بر دلهاے نویسند. و برجاها همی نگارند ❁

اردو ترجمہ

صاحب کو یہ بات دو وجہ سے ناگوار گذری اول تو کثرت رشوت کے باعث دوسرے قاضی کے جرأت اور بے دیانتی کے سبب فوراً قلم اٹھا کر لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم اے قاضی قم! ہم نے تجھے معزول کیا جا اپنا راستہ لے۔ فضلا جانتے ہیں اور بلغا سمجھتے ہیں یہ کلمات بحیثیت اختصار و فصاحت کس پایہ کے ہیں لازمی طور پر اسوقت سے فصحا و بلغا اس کلمہ کو دلوں پر لکھتے ہیں اور جانوں پر نقش کرتے ہیں۔

حکایت ۵

ملتان شہریست از دیار سند از اعمال غزنین و امروز میان ایشان و کفار کوہے است بلند و پیوسته خائف باشند از تاختن و شبیخون کفار اما ملتانیان مردمان شکوه باشند و جلد و کسوب و با جلدی زعری عظیم تا بغایتے که باک ندارند که بهر عامل بیک من کاه و یک بیضه مرغ کنند. و بیشتر ازیشان چنین بوده اند که متظلم الغزنین آیند و یکسال و دو ماه مقام کنند و بے حصول مقصود باز نگردند.

حکایت

سندھ تو اریخ غزنین کے مضافات میں ایک شہر ملتان ہے اس زمانہ میں کفار اور ملتانیوں کے درمیان ایک اونچا پہاڑ حد فاصل ہے کفار کے دھاووں اور چھاپوں سے ملتانی ہمیشہ ڈرتے رہتے ہیں مگر وہ جرنیلے پھرتیلے اور کماؤ ہوتے ہیں اور جفاکش ہوتے ہیں شریر بھی ایک نمبر ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ من بھر بھوسا اور ایک انڈے کے لئے اپنے عامل کی شکایت کرنے سے نہیں باز آتے۔ بلکہ اس سے کم کے لئے بھی وہ ایسا کرتے ہیں اکثر فریادی بن کر غزنین آتے ہیں۔ مہینہ یا دو مہینہ وہاں ٹھہرتے ہیں اور مطلب پورا ہوئے بغیر نہیں جاتے۔

فی الجمله در لجاج دستی داشتند و از ابرام پشتی و در
عهد یمین الدوله سلطان محمود انار الله برهانهٔ یکی شب
کفار بر ایشان شبیخون کردند۔ و با انواع خرابی حاصل
آمد۔ ایشان خود بے خاک مراغه کردند۔ چون این
واقعه بیفتاد ستی چند از معارف و مشاهیر برخاستند
و بحضرت غزنین آمدند و جامه ها بدریدند۔ و سرها برهنه
کردند۔ و اویلاکنان ببازار غزنین در آمدند و ببارگاه
سلطان شدند و بنالیدند و بزاریدند و آن واقعه
را بر صفتی شرح دادند که سنگ را بر ایشان گریستن آمد
و هنوز این زعارت و جلادت و تزویر و تمویه از ایشان
ظاهر نگشته بود۔ خواجهٔ بزرگ احمد حسن میمندی را بر
ایشان رحمت آمد و خراج آن سال ایشان را
ببخشید و از عوارض ایشان مصون داشت و گفت باز
گردید و بیش کوشید و کم خرج کنید۔ تا سر سال
بجای خویش باز آئید جملهٔ لمغانیان یا فرحی قوی و
رشادتی تمام گشتند۔ و آن سال مرفه بنشستند۔
و آب بکس ندادند و چون سال بسر شد۔ همان جماعت
باز آمدند۔ و قصه خود بخواجه رفع کردند۔ نکتهٔ آن
قصه مقصود برآنکه سال پار خداوند خواجهٔ بزرگ ولایت

اردو ترجمہ

مختصر یہ ہے کہ بڑے جھگڑالو اور ہٹی ہوتے
ہیں یمین الدولہ سلطان محمود کے زمانے
میں (خدا اس کی دلیل کو روشن کرے) ایک
رات کفار نے ان پر حملہ کیا اور انہیں ہر طرح کا
نقصان پہنچا وہ تو خود ہی بغیر خاک کے زمین
میں لوٹتے تھے جب یہ واقعہ ہوا۔ تو چند معزز
اور سربرآوردہ آدمی دربار غزنین میں حاضر
ہوئے تھے۔ پھٹے کپڑے۔ ننگے سر روتے
پیٹتے غزنین کے بازار میں داخل ہوئے اور
بادشاہ کی درگاہ میں پہنچکر نالہ و زاری کی
اور اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا کہ پتھروں
کو بھی ان پر رونا آ گیا اور۔ ابھی ان کی یہ
شرارت اور گستاخی اور مکر و فریب ظاہر نہ
ہوا تھا کہ خواجہ بزرگ احمد حسن میمندی کو ان پر
رحم آیا اور اس سال کی مالگذاری انہیں
معاف کر دی اور دیگر محصولات بھی چھوڑ دئے
اور کہا کہ واپس جاؤ کوشش زیادہ کرو اور
خرچ کم کرو تا کہ اگلے برس کے شروع تک
اپنی اصلی حالت پر آ جاؤ لمغانی نہایت خوش
خوش لوٹ گئے۔ اور اس سال آرام سے
بسر کی اور محصول کے نام سے پانی کی کسی کو
نہ دیا جب سال ختم ہوا تو وہ ہی لوگ
اور خواجہ کی حضور میں انہیں عرضی
پیش کی جس کا ماحصل یہ تھا کہ پچھلے
سال حضور والا نے ......
....
....

مارا برحمت و عاطفت خویش بیاراست و بحمایت وحیاطت خود نگاه داشت۔ و اہل ملتان بدان کرم و عاطفت بجاے خویش رسیدند وچنان شدند کہ دران ثغر مقام توانند کرد۔ اما ہنوز چون مزلزلی اندوے ترسیم کہ اگر مال مواضعت را اسال طلب کنند بعضے متاصل شوند و اثر آن خلل ہم بخزانۂ معمورہ بازگردد خواجہ احمد حسن ہم لطفے بکرد و مال دیگر سال بخشید۔ درین دو سال اہل ملتان توانگر شدند و بر آن بسندہ نکردند۔ در سوم سال طمع کردند کہ مگر ببخشند۔ ہمان جماعت بازبدیوان حاضر آمدند۔ و قصہ عرضہ کردند و ہمہ عالم رامعلوم شد کہ ملتانیان بر باطل اند۔ خواجۂ بزرگ قصہ بر پشت گردانید و بنوشت کہ اَلْخَرَاجُ خَرَاجٌ اَدَاؤُہٗ دَوَاؤُہٗ گفت خراج ریش ہزار چشمہ است گزاردن او دار وے اوست و از روزگار آن بزرگ این معنی مثلے شد و در بسیار جاے بکار آمد۔ خاک بر آن بزرگ خوش باد۔

اردو ترجمہ

اپنے لطف وکرم سے ہمارے ملک کو آراستہ کیا تہا اور اپنی حفاظت اور حمایت کرکے اس کی نگہبانی کی تہی۔ ملتان والے اس نوازش اور عنایت سے اپنی اصلی حالت پہ آگئے اور اتنے ہو گئے کہ سرحد پر ٹہر سکتے ہیں مگر چونکہ ابہی جمے نہیں ہیں۔ اس پہ ہمیشہ اندیشہ ہے کہ اگر امسال مالگذاری کی گئی تو بعض لوگ تباہ ہو جائیں گے اور اس کا اندیشہ شاہی خزانہ پر پڑیگا۔ خواجہ احمد حسن نے مہربانی کی اور دوسرے سال کی مالگذاری بہی معاف کر دی اس دو سال میں ملتان والے دولتمند ہو گئے مگر انہوں نے اسی پر بس نہ کرکے تیسرے سال بہی لالچ کیا کہ شاید (خواجہ) سہ ہیتہ بہی معاف کر دے۔ وہی جماعت پہر حاضر دربار ہوئی اور عرضی پیش کی۔ ساری دنیا کو معلوم ہو گیا کہ ملتان والے حق پر نہیں ہیں خواجۂ بزرگ نے عرضی کو الٹ کر اس کی پشت پر لکہد یا اَلْخَرَاجُ خَرَاجٌ اَدَاؤُہٗ دَوَاؤُہٗ یعنی مالگذاری ایک ناسور ہے اس کی ادائگی ہی اس کا علاج ہے۔ اس بزرگ کے زمانے سے یہ بات ضرب المثل ہو گئی اور بہت سے موقعوں پر کام آئی خدا کرے خاک ....



	حکایت	۶

اردو ترجمہ

خلفائے عباسیہ رضی اللہ عنہم کے عہد حکومت
میں اچھے بڑے نادر الوجود وزرا بروئے کار
آئے چنانچہ برمکیوں کا حال تو مشہور ہے اور ان
کے صلہ اور بخشش کس پایہ اور کس حیثیت کی
تھیں حسن سہل ذوالریاستین اور اس کے
بھائی فضل کا مرتبہ تو آسمان سے بھی بلند تھا
یہاں تک کہ مامون رشید نے فضل کی بیٹی کی
خواستگاری اور شادی کا پیغام دیا وہ لڑکی
بہت حسین اور اعلیٰ درجہ کی قابل تھی یہ طے ہوا
کہ مامون دلہن کے گھر جائے ایک ماہ تک
وہاں رہے اور بعد ایک ماہ کے مع دلہن
کے اپنے گھر آئے جو دن جانے کے لئے
مقرر تھا مامون نے چاہا کہ اس روز دستو
ر کے موافق اعلیٰ درجہ کی پوشاک پہنی جائے
اور مامون ہمیشہ سیاہ پوشاک پہنا کرتا
تھا۔ لوگ خیال کرتے تھے کہ سیاہ لباس
اس لئے پہنا ہے کہ وہ عباسیوں کا مخصوص
رنگ ہے یہاں تک کہ یحیی ابن اکثم نے ایک
روز دریافت کیا کہ کیا سبب ہے کہ امیر المومنین
سیاہ لباس کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں
مامون نے قاضی امام یحیی ابن اکثم
سے کہا کہ کالے کپڑے مردوں اور زندوں
کا لباس ہے کیونکہ کسی عورت کو کالے
کپڑے پہنا کر دلہن نہیں بناتے نہ کسی
مردے کو کالا کفن دے کر دفن کراتے
یحیی ان جوابات سے بہت متعجب ہوا
پس اس روز مامون نے خواہش کی۔

در عہد دولت آل عباس رضی اللہ عنہم خواجگان
شگرف خاستند. وحال برامکہ خود معروف
ومشہور است کہ صلات وبخشش ایشان برچہ درجہ
ومرتبہ بودہ است. اما حسن سہل ذوالریاستین
وفضل برادرش کہ از آسمان در گذشتند تا بدرجہ کہ مامون
دختر فضل را خطبت کرد وبخواست. وآن دختر
بود کہ در جمال برکمال بود ودر فضل بے مثال وقرار
برآن بود کہ مامون بخانۂ عروس رود. یک ماہ آنجا
قیام کند وبعد از یک ماہ بخانۂ خویش باز آید. با
عروس این روز کہ بہشت رفتن بود چنانکہ رسم
است خواست کہ جامۂ بہتر پوشند ومامون پیوستہ
سیاہ پوشیدے ومردمان چنان گمان بردند کہ بدان
ہمے پوشد کہ شعار عباسیان سیاہ است تا یک
روز یحیی اکثم سوال کرد کہ از چیست کہ امیر المومنین بر
جامہ سیاہ اقبال بیش سفر ماید. مامون با قاضی امام
گفت کہ سیاہ جامۂ مردان وزندگان است کہ ہیچ
زنے را با جامہ سیاہ عروس نہ کنند. وہیچ مردہ
را با جامہ سیاہ بگور نہ کنند. یحیی ازین جواب بالتعجب
کرد. پس مامون آن روز جامہ ہا عرض کردن

خواست و از آن ہزار قبائے اطلس معدنی و ملکی وطمیم و بنیج و ممزج و مقراضی و اکسون ہیچ پسندید و ہم سیاہ در پوشید و برنشست و روے بخانۂ عروس نہاد و آن روز فضل سرائے خویش بیارا سۃ بود بر سبیلے کہ بزرگان حیران ماندند ۔ چندان نفائس جمع کردہ بود ۔ کہ انفاس از شرح وصفت آن قاصر بودند ۔ مامون چون بدر سرائے عروس رسید پردۂ دید آویختہ خرم تر از بہار چین و نفیس تر از شعار دین نقش او در دلہا آویخت و رنگ او بجانہا آمیخت ۔ روئے بندہا کرد و گفت ازان ہزار قبا ہر کدام کہ اختیار کردمے اینجا رسوا گشتمی الحمد للہ شکرا کہ برین سیاہ اختصار افتاد و از جملۂ تکلف کہ فضل آن روز کردہ بود یکے آن بود کہ چون مامون بمیان سرائے رسید طبقے پر کردہ بود از موم بہ ہیئت مروارید گردیکے چون فندقے در ہر یکے پارہ کاغذ نام دیہی پر و نبشتہ در پائے مامون ریخت و از مردم مامون ہر کہ ازان موم بیافت ۔ قبالۂ آن دیہ بدو فرستاد ۔ و چون مامون بہ بیت العروس بیامد خانۂ دید مجصص و منقش ابزار جیبی

اردو ترجمہ

کہ توشہ خانے ملاحظہ کرائے جامئہ اطلس اور معدنی اور ملکی و منیرا در بنیج اور ممزج اور مقراضی اور اکسون کی ہزار دولا قباؤں میں سے ایک بھی لپسند نہ کی اور سیاہ ازار سیاہ لباس ہی پہن لیا اور سوار ہو کر دلہن کے گھر کا رخ کیا اس روز فضل نے اپنا گھر خوب آراستہ کر رکھا تھا کہ بڑے بڑے لوگ حیران رہ گئے ۔ نفیس اور نادر چیزیں اسقدر اکٹھی تھیں کہ انسان اس کے بیان اور تعریف نہیں کر سکتے ۔ مامون جب دولہن کے دروازے پر پہنچا تو ایک پردہ پڑا ہوا دیکھا جو بہار چین سے زیادہ خوبصورت اور شعار دین سے زیادہ نفیس اس کے نقش دل میں کھبے جاتے تھے ۔ اور اس کا رنگ روح میں سمایا جاتا تھا اپنے درباریوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ ان ہزار پوشاکوں میں سے آج میں جو بھی پوشاک پہنا تو شرمندہ یہاں شرمندہ ہوتا الحمد للہ شکر ہے کہ میں نے لباس سیاہ ہی پر قناعت کی فضل نے اس روز جو جو تکلفات کئے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ جب مامون گھر میں پہنچا تو اس نے (فضل) نے موتیوں کے وضع کی موم کی گولیوں کا ایک طباق پر رکھا تھا ہر گولی کا حجم فندق کے برابر تھا ہر ایک میں کاغذ کا ایک پرزہ تھا جس پر ایک گاؤں کا نام لکھا ہوا تھا ۔ ان گولیوں کو اس نے مامون کے پیروں میں بکھیر دیا مامون کے آدمیوں میں جسکو وہ موم کی گولی لگی اس گاؤں کا قبالہ اسکو بھیجا ۔ پھر مامون دلہن کے گھر میں آیا ۔

زده خرم تر از مشرق در وقت دمیدن صبح و خوشتر
از بوستان بگاه رسیدن گل دھانہ داری
حصیر از شوشۂ زر کشیدہ افگندہ و بدر دلعل و پیروزہ
ترصیع کردہ و ہم بران ششش بالشی نہادہ و نگار در
صدر او نشستہ از عمر زندگانی شیرین تر و از صحت
و جوانی خوشتر قامتے کہ سرو رعنا تفرید و بندہ نوشتے با
عارضے کہ شمس الانوار را خدا وند خواندے. موئے
او رشک مشک و عنبر بود و چشم او حسد جزع و عبہر بچہ
سرے بر پائے خاست و بجز اسید و پیش مامون
باز آمد و خدمتے نیکو بکرد و عذرے گرم بخواست
و دست مامون بگرفت و بیاورد و در صدر بنشاند
و پیش او بخدمت بایستاد. مامون او را نشستن
فرمود بدو زانو در آمد و سر در پیش آورد و چشم
بر بساط افگند مامون واله گشت. دل در باختہ بود
جان بر سر نہاد دست دراز کرد و از خلال قبا شرده
دانہ مروارید بر کشید. ہر یکے چند بیضۂ عصفوری
از کواکب آسمان روشن تر و از دندان خوب
رویان آبدار تر و از کیوان و مشتری مدور تر بلکہ
منور تر نثار کرد بر روئے آن بساط بحرکت آمدند.

اردو ترجمہ

دیوار دل پر نقد و نشست ہو چینی کی دینٹیں لگی ہیں
طلوع سحر کے وقت مشرق کی جو کیفیت ہوتی
ہے اس سے زیادہ دلفریب اور بفصل بہار
میں باغ کی جو حالت ہوتی ہے اس سے زیادہ خوشگوار
سونے کے تاروں سے بنی ہوئی چٹائی جس میں
موتی اور لعل اور فیروزے جڑے ہوئے
تھے سارے فرش پر بچھی ہوئی ہے اور اس قسم کے
چھ تکیئے اس پر رکھے ہوئے ہیں۔ ایک خود نگار
جس بیٹھی ہے عمر و زندگانی سے زیادہ پیاری
تندرستی اور جوانی سے زیادہ دلپذیر قد و
قامت کہ سرو رعنا خود کو اس کا غلام لکھتا رخسار
کا یہ عالم کہ آفتاب اسے اپنا آقا کہتا بال اس
بلا کے مشک و عنبر پر رشک کریں آنکھیں اس
غضب کی کہ سنگ سلیمانی اور نرگس عبہر
جل جل مریں سرو کی طرح کھڑی ہو گئی ناز سے
قدم اٹھایا اور مامون کے پاس آکر بڑی
خوبی سے تعظیم بجا لائی پر جوش معذرت
پیش کی، مامون کا ہاتھ پکڑ کر لائی اور اس کو
صدر میں بٹھا دیا اور خود اس کے سامنے کھڑی
ہو گئی مامون نے اسے بیٹھنے کے لئے کہا دو
زانو بیٹھ گئی اور سر جھکا لیا اور آنکھیں فرش پر
بچھا دیں مامون دیوانہ ہو گیا، مرشار دل تو دے ہی
چکا تھا جان بھی دل کے ساتھ شامل کر دی ہاتھ
بڑھا کر پوشاک میں سے اٹھارہ موتی نکالے جو کہ
ہر ایک چڑیا کے انڈے کی برابر تھا آسمان کے
ستاروں سے زیادہ چمکدار حسینوں کے دانتوں سے
آبدار اور زحل اور مشتری سے زیادہ گول بلکہ زیادہ
روشن اور نچھاور کر دئے موتی اس فرش پر حرکت کرنے لگے۔

وازاستوا انبساط و تندویر در حرکات متواتر گشت
وسکون را مجال نماند دختر بدان جواہر التفات نکرد
وسر از پیش بر نیاورد۔ مامون مشعوف تر گشت ۔
دست بیازید۔ و در انبساط باز کرد تا مگر معانقہ کند
عارضہ شرم استیلا گرفت و آن نازنین چنان منفعل
شد کہ حالتے کہ بزنان مخصوص است واقع شد و اثر
شرم و خجالت بر صفحات وجنات او ظاہر گشت
بر فور گفت یا اَمِیرَ المُؤمِنِینَ اَتیٰ اَمرُ اللّٰہِ فَلا
تَستَعجِلُوہُ۔ مامون دست باز کشید و خواست کہ اورا
غشی افتد از غایتِ فصاحتِ این آیت و
لطف و بکار بردن او درین واقعہ نیز از و چشم
بر نتوانست داشت و ہژدہ روز از ان خانہ
بیرون نیامد و بہیچ کار مشغول نشد الّا بدو و کار
فضل بالا گرفت و رسید بد آنجا کہ رسید ۔

اردو ترجمہ

فرش کی ہمواری اور اپنی گولائی کے باعث
ان کی حرکت جاری رہی اور وہ کسی طرح نہ
ٹھہرے لڑکی نے ان موتیوں کیطرف مطلق
توجہ نہ کی اور نہ سر اٹھایا۔ مامون اور بھی زیادہ
فریفتہ ہوگیا ہاتھ بڑھا کر سرگرم اختلاط ہوا تا کہ
اسے گلے لگائے (لڑکی پر) شرم غالب ہوئی
اور وہ نازنین ایسی متاثر ہوئی کہ وہ حالت
واقع ہوگئی جو عورتوں کے لئے مخصوص ہے
(یعنی حیض جاری) ہوگیا اور خجالت کا اثر اس
کے گالوں کے صفحوں پر ظاہر ہوگیا معاً اس
نے کہا اے امیر المومنین خدا کا حکم آگیا پس
اس میں جلدی نہ کیجئے۔ مامون نے ہاتھ کھینچ لیا اور
اس آیت کی انتہائی فصاحت اور اس
محل پر اس کی خوبی استعمال کے باعث قریب
تھا کہ اسے غش آ جائے تاہم اس کی حرکت سے نگاہ
نہ ہٹا سکا اٹھارہ روز تک اس گھر سے باہر نکلا
اور سوائے اس کے کہ اپنی محبوبہ کے ساتھ
مصروف عشرت رہا اور کوئی کام نہ کیا
فضل کو عروج حاصل ہوا اور اس حد تک
کہ جس پر کہ آخر کار فائز تھا۔

حکایت ۷

اما در روزگار ماہم از خلفائے بنی عباس ابن المستظہر
المسترشد باللہ امیر المومنین لیہنت اللّٰہ تو بتند و دِ کم

حکایت

ہمارے ہی زمانہ میں خلفائے عباسیہ
میں سے المسترشد باللہ بن امیر المؤمنین
المستظہر باللہ نے اس کی تربیت کو
خوش نہاد . . . .
. . . .

فی الجنان رتبتہٗ از شہر بغداد خروج کرد با لشکرے
آراستہ و تجملے پیراستہ و خزینۂ بے شمار و سلاحے
بسیار متوجہا الی خراسان بسبب استنزادی کہ از
سلطان عالم سنجر داشت و آن صناعت اصحاب
اغراض بود و تمویہ و تزویر اہل شر کہ بدآنجا رسانیدہ
بودند۔ چون بکرمانشاہان رسید روز آدینہ خطبہ کرد کہ
در فصاحت از ذروۂ اوج آفتاب در گذشتہ
بود و بمنتہاے عرش و علیین رسیدہ در اثنائے
این خطبہ از بس دلتنگی و نہایت ناامیدی شکایتے
کرد از آل سلجوق کہ فصحاے عرب و بلغاے عجم
انصاف بدادند کہ بعد از صحابۂ نبی رضوان اللہ
علیہم اجمعین کہ تلامذۂ نبوت بودند و شارح
کلمات جوامع الکلم ہیچ کس فصلے بدین جزالت
و فصاحت نظم ندادہ بود۔ قَالَ اَمِیرُ المُؤمِنِین
اَلمُستَرشِد بِاللّٰہِ فَوَّضنَا اُمُورَنَا اِلٰی آلِ سَلجُوق فَبَرَزُوا
عَلَینَا فَطَالَ عَلَیہِمُ الاَمَدُ فَقَسَت قُلُوبُہُم وَکَثِیرٌ مِنہُم
فَاسِقُون۔ میگوید کارہاے خویش بآل سلجوق باز
گذاشتیم پس بر ما بیرون آمدند و روزگار بر ایشان
بیامد و دراز شد و سخت شد دلہاے ایشان و

اردو ترجمہ

اور جنت میں اس کا رتبہ بلند کرے ہمیشہ
خزانہ بہت سے ہتھیار اور ایک آراستہ
فوج لیکر نہایت شان و شوکت کے
ساتھ بغداد سے نکلا۔ اور خراسان کا
رخ کیا کیونکہ وہ سلطان عالم سنجر کے مقابلہ
میں برتری حاصل کرنا چاہتا تھا۔ خود غرض
لوگوں کے جوڑ توڑ اور شرارت پسند لوگوں
کے مکر و فریب کے باعث یہاں تک نوبت
پہنچی تھی جب خلیفہ کرمان شاہان پہنچا
تو ایک جمعہ کو خطبہ دیا جو فصاحت میں
انتہائے بلندی کو آفتاب سے بھی اونچا
نکل گیا اور عرش الہی اور جنت کی آخری
حد تک جا پہنچ گیا اور اس خطبہ میں نہایت
دلتنگی اور ناامیدی کیساتھ اس انداز سے آل
سلجوق کی شکایت کی کہ ایران عرب کے
فصحا اور بلغا نے داد دی کہ رسول خدا
صلعم کے صحابہ کے بعد ان سب پر خدا کی رحمت
ہو جو مرکز نبوت کے شاگرد اور کلام
نبوی کے شارح تھے کسی شخص نے ایسی
فصاحت اور خوبی کے ساتھ اپنا بیان
مرتب نہیں کیا تھا امیر المومنین المستر
شد باللہ نے کہا۔ فوضنا امورنا الی آل
سلجوق فبرزوا علینا فطال علیہم الامد فقست
قلوبہم وکثیر منہم فاسقون۔ ارشاد ہے کہ ہم
اپنے معاملات آل سلجوق کے سپرد کئے انہوں
نے ہمارے خلاف بغاوت کی۔ اور ان پر زمانہ گذرا
اور ان کے دل سخت ہو گئے

از ایشان بیشتر فاسق‌اند یعنی گردن کشیدند از فرمانهای ما در دین و مسلمانی -

حکایت ۸

گورخان خطائی بدر سمرقند با سلطان عالم سنجر بن ملک شاه مصاف کرد و لشکر اسلام را چنان چشم زخمی افتاد که نتوان گفت ماوراء النهر او را مسلّم شد - بعد از کشتن امام مشرق حسام الدین انار الله برهانه و سعی علیه رضوانه پس گورخان بخارا به اتنگین داد پسر بیابانی - برادرزاده خوارزم شاه اتسز و در وقت بازگشتن وی او را بخواجه امام تاج الاسلام احمد بن عبدالعزیز سپرد که امام بخارا بود و پسر برهان تا هرچه کند باشارت وی کند و بے امر وی هیچ کار نکند و هیچ حرکت بے حضور او نه کند و گورخان بازگشت و به ترکستان باز رفت و عدل وی را اندازه نبود و نفاذ امر او را حدّے نه و الحق حقیقت پادشاهی زین دو بیش نیست اتنگین چون میدان تنها یافت دست تظلم برد و از بخارا استخراج کردن گرفت، بخاریان جمعی چند بوفد سوی ترکستان رفتند و تظلم کردن - گورخان چون بشنید نامه نوشت سوی اتنگین بر طریق اهل اسلام بسم الله الرحمن الرحیم اتنگین بداند که میان ما اگرچه مسافت دور است رضا و سخط ما بدو نزدیک است اتنگین آن کند که احمد فرماید و احمد آن فرماید که محمد فرموده است والسلام ما را این تامل رفته است و این تفکر کرده ایم - هزار مجلد

اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں یعنی انھوں نے دین اور اسلام میں ہمارے حکم سے سرتابی کی -

حکایت

گورخان خطائی نے شہر سمرقند کے دروازہ پر سلطان عالم سنجر بن ملک شاہ سے جنگ کی - اسلامی لشکر کو ایسا نقصان پہنچا کہ قابل بیان نہیں امام مشرق حسام الدین خدا اسکی دلیل کو روشن کرے اور اپنی خوشنودی کو اسکی [illegible] کے قتل کے بعد گورخان ماوراء النہر پر متصرف ہو گیا - اور اس نے بخارا اتنگین کو دیدیا جو ابو بیابانی کا بیٹا - اور خوارزم شاہ اتسز کا بھتیجا تھا - واپسی کے وقت اسے خواجہ امام تاج الاسلام احمد بن عبدالعزیز کے سپرد کیا جو بخارا کے امام اور برہان کے بیٹے تھے تاکہ وہ ہر کام ان کے مشورہ سے کرے اور ان کے حکم کے بغیر [illegible] اور ان کی اطلاع کے بغیر کوئی قدم نہ اٹھائے - گورخان لوٹا اور ترکستان چلا گیا - اور اسکے انصاف کی انتہا نہ تھی اور اسکے حکم کو بھی نفاذ [illegible] حق تو یہ ہے کہ حقیقت میں بادشاہی انہیں دونوں پر منحصر ہے - اتنگین جب میدان خالی [illegible] اور بخارا [illegible] بخاری [illegible] ترکستان [illegible] اور فریاد کی - گورخان نے [illegible] بسم اللہ الرحمن الرحیم [illegible] اتنگین کو معلوم ہو [illegible] اور ہمارے [illegible] ہماری خوشنودی [illegible]

۲ مترجم کہتے ہیں اتنگین کو وہ کام کرنا چاہیے جس کا احمد (تاج الاسلام) حکم دے اور احمد کو وہ حکم [illegible] محمد [illegible] کا ارشاد [illegible]

شرح این نامه است بلکه زیادت و مجملش نهایت هویدا و روشن است و محتاج شرح نیست و من مثل این کم دیده ام

حکایت ۹

نهایت فصاحت قرآن ایجاز لفظ و اعجاز معنی است و هرچه فصحاء و بلغاء را امثال این تضمین افتاده است تا بدرجه ایست که دهشت همی آرد و عاقل و بالغ از حال خویش بیگانه همی گردد و آن دلیل واضح است و حجت قاطع برآنکه این کلام از مجاری نفس هیچ مخلوقی نرفته است و از هیچ کام و زبانی حادث نشده است و رقم قدم بر ناصیه اشارات و عبارات او مثبت است آورده که یکی از اهل اسلام پیش ولید بن مغیره این آیت همی خواند: قِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ فقال الولید بن المغیرة والله ان علیه لطلاوة وان له لحلاوة وان اعلاه لمثمر وان اسفله لمغدق وما هو بقول البشر. چون دشمنان در فصاحت قرآن و اعجاز او در میدان انصاف بدین مقام رسیده اند دوستان بنگر تا خود کجا رسند.

والسلام

اردو ترجمہ

اس سے بھی زیادہ اسکی شرح و تفصیل کیلئے چاہئیں اور اجمالی طور پر نہایت صاف ہے کوئی تشریح کی ضرورت نہیں میں نے ایسے خط بہت کم دیکھے ہیں

حکایت

قرآن مجید کی انتہائی فصاحت اسکا استفسار لفظی اور اعجاز معنوی ہے اور فصحاء و بلغاء کو مذکورۃ الصدر جیسی آیات قرآنی کی جن تضمینوں کا اتفاق ہوا ہے وہ اس پایہ کی ہیں کہ ان سے ڈر معلوم ہوتا ہے یہاں تک کہ عقلمند اور سمجھدار کی حالت کچھ سے کچھ ہو جاتی ہے اور یہ امر اس بات کی صاف دلیل اور قطعی حجت ہے کہ یہ کلام کسی مخلوق کے منہ سے نہیں نکلا۔ اور کسی انسانی زبان سے پیدا نہیں ہوا۔ اور اسکی عبارات اور اشارات کی پیشانی پر قدامت کی تحریر ثبت ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک مسلمان ولید بن المغیرہ کے آگے اس آیت کو پڑھ رہا تھا اور سے کہا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا۔ اور اے آسمان بس کر۔ پانی خشک ہو گیا اور اسطرح کام تمام کیا گیا۔ اور وہ یعنی کشتی نوح کوہ جودی پر رک گئی۔ ولید بن المغیرہ نے کہا۔ خدا کی قسم واقعی اس میں شیرینی اور خوبی ہے اور اس کا اعلیٰ حصہ پھلدار اور ادنیٰ حصہ خوب سیراب والا ہے یہ انسان کا کلام نہیں۔ قرآن کی فصاحت و اسکے اعجاز کے متعلق دشمن انصاف کے میدان میں اس حد پر پہنچ گئے تو ذرا غور تو کرو۔ دوست کہاں تک پہنچیں گے۔ والسلام

حکایت ۱۰

پیش ازین در میان ملوک عصر و جبابرهٔ روزگار پیش چون پیشدادیان و کیان و اکاسره و خلفا رسمی بوده است که مفاخرت و مبارزت بجدل و فضل کردندی و هر رسولی که فرستادندی از حکم و رموز و نکت و مسائل با او همراه کردندی و درین حالت پادشاه محتاج شدی بارباب عقل و تمیز و اصحاب رای و تدبیر و چند مجلس در آن نشستندی و برخاستندی تا آنگاه که آن جوابها بر یک وجه قرار گرفتی و آن لغز و رموز ظاهر و هویدا شدی آنگاه رسول را گسیل کردندی و این ترتیب بر جای بوده است تا بروزگار سلطان عادل یمین الدوله و الدین محمود سبکتگین رحمة الله علیه و چون از وی سلجوقیان آمدند و ایشان مردمان بیابان نشین بودند و از مجاری احوال و معالی آثار ملوک بی خبر بیشتر از رسوم پادشاهی بروزگار ایشان مندرس شد و بسی از ضروریات ملک منطمس گشت یکی از آن دیوان برید است باقی برین قیاس توان کردن آورده اند که سلطان یمین الدوله محمود رحمة الله علیه رسولی فرستاد بماوراء النهر بنزد ایلک خان و در نامه که تحریر افتاده بود و تقریر کرده این فصل که قال الله تعالی

اردو ترجمہ

حکایت: اگلے زمانہ میں سلاطین عصر و بادشاہان سلف مثلاً پیشدادیوں اور کیانیوں، ساسانیوں اور خلفائے عباسیہ میں یہ دستور تھا کہ انصاف اور فضل و کمال میں باہم ایک دوسرے پر مفاخرت اور سبقت کرتے تھے جو قاصد کہ بھیجتے تھے حکمت کی باتیں نکتے اور پیچیدہ سوالات اسکے ہمراہ کر دیتے تھے اس صورت میں بادشاہ ارباب عقل و تمیز و اصحاب رائے و تدبیر کا محتاج ہوتا تھا متعدد مجلسیں برپا ہوتیں اور برخاست ہوجاتیں یہاں تک کہ متفقہ طور پر جوابات معین کر لیے جاتے وہ معمے حل ہوجاتے اور وہ پہیلیاں معلوم ہوجاتیں اسوقت قاصد کو رخصت کرتے سلطان عادل یمین الدولہ والدین محمود سبکتگین رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے تک یہ دستور جاری رہا۔ اسکے بعد سلجوقیوں کا زمانہ آیا کیونکہ وہ تو صحرا نشین لوگ تھے اور بادشاہوں کے طریقے اور اُن کے حالات سابق سے ناواقف تھے اسلئے اُنکے زمانہ میں بادشاہی رسوم اکثر مٹ گئیں اور لوازم حکومت بہت سے جاتے رہے اُن میں سے ایک محکمۂ ڈاک ہے اسی پر اور باتوں کو قیاس کر سکتے ہیں کہتے ہیں کہ ایک روز سلطان یمین الدولہ محمود رحمۃ اللہ علیہ نے ماوراء النہر میں ایلک خان کے پاس قاصد بھیجا۔ اور خط جو لکھا گیا تھا اس میں یہ تحریر تھا کہ خدا نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

وان اکرمکم عند الله اتقاکم — وارباب حقائق واصحاب
دقائق برآن قرار داده اند که این تقیه از جهل هو فرماید که هیچ
نقصانے ارواح انسان را از نقص جهل بتر نیست واز نقص نادانی
بازپس تر نه وکلام ما آفریده گواهی میدهد بر صحت این قضیت
ودرستی این خبر قال الذین اوتوا العلم درجات پس همی خواهیم
که ائمهٔ ولایت ما وراء النهر وعلمائے زمین مشرق تا فاضل حضرت
خاقان از ضروریات این قدر خبر دهند که نبوت چیست؟ ولایت
چیست؟ دین چیست؟ اسلام چیست؟ ایمان چیست؟ احسان
چیست؟ تقوی چیست؟ امر معروف چیست؟ نهی منکر چیست؟
صراط چیست؟ میزان چیست. رحم چیست شفقت چیست؟
عدل چیست؟ فضل چیست؟ چون این نامه بحضرت بغراخان رسید
وبر مضمون ومکنون او وقوف یافت. ائمه ورآء النهر را از دیار وبلاد
باز خواند ودرین معنی بایشان مشورت کرد وچند کس از کبار وعظام
ائمه ما وراء النهر قبول کردند که هر یک درین باب کتابے کنند و
در اثناء سخن ومتن کتاب جواب آن کلمات درج کنند
وبرای این چهار ماه زمان خواستند واین مهلت بانواع مقرر بود
چنانچه قوی تر اخراجات خزینه بود. اخراجات
رسولان وایلچیان ونعت ائمه تا محمد بن عبده الکاتب که دبیر
بغراخان بود ودر علم وفضل وتقوی داشت ودر نظم

اردو ترجمہ

درحقیقت خدا کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ حقیقت کے پہچاننے والوں اور نکتہ سنجوں نے یہ معنی سمجھے ہیں کہ یہ سب کا حکم جہل ہے۔ پرہیز کرنے کے متعلق ہے (اسلئے کہ انسان کی روح کے لئے جہل سے بڑھ کر کوئی نقص نہیں) اور نادانی سے بدتر کوئی عیب نہیں) اس مسئلہ کی صحت اور اس قول کی سچائی پر خود قرآن مجید شاہد ہے جو کہ جن لوگوں کو علم دیا گیا۔ ان کے لئے بڑے درجے ہیں پس ہم چاہتے ہیں کہ ملک ماوراء النہر کے ائمہ اور زمین مشرق کے علماء اور دربار گاہ خاقان کے فضلاء امور ضروریہ متعلق نبوت کی بابت اسقدر بتلائیں کہ نبوت کیا ہے ملک کیا ہے۔ دین کیا ہے؟ اسلام کیا ہے؟ احسان کیا ہے۔ تقوی کیا ہے؟ امر بالمعروف کیا ہے؟ عدل کیا ہے فضل کیا ہے؟ جب یہ نامہ بغراخان کے دربار میں پہنچا اور اسکے مضمون اور مطلب سے آگاہ ہو گیا۔ تو مختلف شہروں اور ضلعوں سے ماوراء النہر کے ائمہ کو بلایا۔ اور اس بارہ میں ان سے مشورہ لیا۔ ماوراء النہر کے ائمہ میں سے بڑے اور زبردست اماموں نے اس بات کو قبول کیا کہ ان میں سے ہر ایک اسکے متعلق ایک کتاب لکھے اور اثنائے کلام اور متن کتاب میں ان کلمات کا جواب لکھے اور اس کام کیلئے چار ماہ کی مہلت چاہی۔ مگر یہ مہلت کئی طرح سے مقرر ہوئی ہے والی [illegible]

و نثر تبحرے واز فضلاء و بلغاء اسلام یکے او بود گفت من این
سوالات را بدو کلمه جواب کنم چنانکه افاضل اسلام و اماثل
مشرق چون ببینند در محل رضا و مقرّون افتد پس قلم برگرفت
و در پایان مسائل بر طریق فتوائے بنوشت که قال رسول
اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّعْظِیْمُ لِاَمْرِ اللّٰهِ وَالشَّفْقَةُ
عَلٰی خَلْقِ اللّٰهِ همه ائمه ماوراء النهر انگشت بدندان
گرفتند و شگفتیها نمودند و گفتند اینست جوابے کامل این
لفظے شامل و خاقان علیم برافروخت که بدبیر کفایت شد و
بائمه حاجت نیفتاد و چون بغزنین رسید همه بپسندیدند پس
ازین مقدمات نتیجه آن همے آید که دبیر عاقل و فاضل مهین
جمالے است از تجمل پادشاه و بهین رفعتے است از ترفع پادشاهی
پس بدین حکایت این مقاله را ختم کنیم والسلام

PR-43	مقالهٔ دوم	۱۲۱۰۸

(۱) ۴	در ماهیت علم شعر و صلاحیت شاعر	"A"

شاعری صناعتیست که شاعر بدان صناعت اتساق
مقدمات موهمه کند والتیام قیاسات منتجه بر آن وجه که
معنئ خرد را بزرگ گرداند و معنی بزرگ را خرد و نیکو را در خلعت

اردو ترجمہ

نثر میں کامل تھا۔ اور فضلا اور بلغا
اسلام میں ایک شہ ہ فضلا میں سے تھا
کہ میں ان سوالات کا جواب دو لفظوں
میں دوں گا۔ اور وہ ایسا ہوگا کہ
فضلائے اسلام اور بزرگان مشرق
جب اسکو دیکھیں گے تو پسند آئے گا۔ اور
تعریف کریں گے۔ پس قلم اٹھایا اور
فتوی کے طور پر اُن سوالوں کے نیچے
لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ خدا کے حکم کی تعظیم اور
خلق خدا پر مہربانی لازم ہے۔ ماوراء
النہر کے تمام اماموں نے انگلیاں انہوں
میں دبالیں۔ اور حیران رہ گئے اور
کہا کہ یہ ہے جواب کامل اور یہ ہے
کلمہ جامع۔ خاقان بہت خوش ہوا
کہ دبیر ہی کام چل گیا۔ اور اماموں
ضرورت نہ پڑی۔ جب یہ جواب
غزنین کو بھیجا تو سب نے پسند کیا
ان مقدمات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دبیر
عاقل اور فاضل شوکت سلطانی کی ایک
سجاوٹ ہے زبردست اور رفعت شاہی
کی بہترین سرفرازی ہے پس اس حکایت
پر ہم اس مقالہ کو ختم کرتے ہیں والسلام

مقالۂ دوم

شعر کی حقیقت اور شاعر کے سلیقہ کا بیان

شاعری ایک ایسی صنعت ہے کہ شاعر اس
سے وہمی مقدمات کو ترتیب دیتا اور نتیجہ خیز
قیاسات کو اس طرح باندھتا ہے کہ ادنیٰ
کو اعلیٰ اور اعلیٰ کو ادنیٰ اور بھلائی
کو برے جامہ میں اور برائی کو بہترین صورت
میں ظاہر کرکے دکھاتا ہے

زشت باز نماید و زشت را در صورت نیکو جلوه کند و با ایہام قوتہائے غضبانی و شہوانی را برانگیزد تا بدآن ایہام طباع را انقباضے و انبساطے بود. و امور عظام را در نظام عالم سبب شود چنانکہ آوردہ اند

حکایت

احمد بن عبداللہ خجستانی را پرسیدند کہ تو مرد خربندہ بودی، بامیری خراسان چون افتادی گفت ببادغیس در خجستان، روزے دیوان حنظلہ بادغیسی ہمے خواندم، بدین دو بیت رسیدم

مہتری گر بکام شیر در است
شو خطر کن زکام شیر بجوئے
یا بزرگی و عز و نعمت و جاہ
یا چو مردانت مرگ رویاروئے

13/9/71

داعیہ در باطن من پدید آمد کہ بہیچ وجہ در آن حالت کہ بودم راضی نتوانستم بود خران بفروختم و اسپ خریدم و از وطن خویش رحلت کردم و

اردو ترجمہ

اور برائی کو بہترین جامہ پہنا کر ظاہر کرے دکھاتا اور بذریعہ صنعت ابہام غضبانی اور شہوانی طاقتوں کو ابھارتا ہے یہاں تک کہ اس ابہام سے طبیعتوں میں قبض و بسط پیدا ہو جاتی ہے اور شاعری دنیا میں بڑے بڑے کاموں کے انتظامات کا باعث ہوتا ہے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے۔

حکایت

احمد بن عبداللہ خجستانی سے لوگوں نے پوچھا کہ تو ایک گدھے والا تھا امیر خراسان کے مرتبہ تک کس طرح پہنچا۔ کہا کہ ایک روز میں خجستان کے بادغیس میں دیوان حنظلہ بادغیسی پڑھ رہا تھا یہاں تک کہ ان دو شعروں تک پہنچا۔
اگر سرداری شیر کے حلق میں ہے تو جا اور آفت برداشت کر کے شیر کے حلق سے ڈھونڈ لا۔ یا تو بزرگی عزت نعمت اور مرتبہ حاصل ہوگا یا جوانمردوں کی طرح مر کر چلا جا۔ میرے دل میں ایسا تقاضا پیدا ہوا کہ کسی طرح سے میں موجودہ حالت میں کسی طرح خوش نہیں رہ سکتا تھا میں نے گدھے بیچ کر گھوڑے خریدے اور اپنے وطن سے نکل دیا۔ اور

Founder of Saffarids

بحکایت علی بن اللیث شدم برادر یعقوب بن
اللیث و عمرو بن اللیث و باز دولت صفاریان
در زرده اوج علیین پرواز همی کرد و علی برادر کهین بود
یعقوب و عمرو را برادر افضل تمام بود. چون یعقوب
از خراسان بغزنین شد از راه جبال. علی بن
اللیث مرا از رباط سنگین باز گردانید و ولایت
بخراسان بشحنگی اقطاعات فرمود و من از آن
لشکر سوارے صد بر راه کرده بودم و سوارے
بیست از خود داشتم و از اقطاعات علی
بن اللیث یکی کروخ هری بود و دوم خواف ...
نیشاپور. چون بکروخ رسیدم فرمان عرضه کردم
آنچه من را سپاه تفرقه لشکر کردم و بلشکر دادم
سوارے من سی صد شد. چون بخواف رسیدم
و فرمان عرضه کردم. خواجگان خواف تمکین
نه کردند و گفتند ما را شحنه باید با ده تن راست من
برآن جمله قرار گرفت که دست از طاعت صفاریان
باز داشتم و خواف را غارت کردم و بروستائی
پشت. بیرون شدم به بیهق در آمدم دو هزار
سوار بر من جمع شد بیامدم و نیشاپور بگرفتم

اردو ترجمہ

اور علی بن اللیث برادر یعقوب بن اللیث
و عمرو بن اللیث کی خدمت میں گیا صفاریوں
کی حکومت کا باز علیین کی چوٹیوں پر پرواز
کر رہا تھا علی سب سے چھوٹا بھائی تھا
یعقوب عمرو کو اس پر بزرگی حاصل تھی
جب یعقوب خراسان سے پہاڑوں
کے راستے غزنین گیا تو علی بن اللیث نے
مجھکو رباط سنگین سے واپس کرکے
خراسان کے پرگنوں کی کوتوالی پر
مقرر کیا۔ میں لشکر کے سو سوار لیکر
چلا تھا۔ اور بیس سوار میرے اپنے تھے
علی بن اللیث کی جاگیریں ایک تو کروخ
ہری میں تھا اور دوسرا خواف نیشاپور۔
جب میں کروخ پہنچا اور فرمان دیا تو جو کچھ
مجھکو وہاں سے ملا میں نے لشکر میں تقسیم
کر دیا۔ اور سپاہ کو دیدیا۔ اور میرے
سوار تین ہزار ہو گئے۔ جب خواف
پہنچا۔ اور فرمان پیش کیا تو خواف کے
سرداروں نے میری عزت کی اور کہا
کہ ہمیں ایک کوتوال اور دس آدمیوں
کی ضرورت ہے اور میں بھی اس پر خوش
ہو گیا۔ یہاں تک کہ میں نے صفاریوں
کی اطاعت سے دست برداری اختیار
کی اور خواف کو لوٹ لیا۔ اور بشت
کے ایک دہقان کے ساتھ چل کر بیہق
آیا یہاں میرے پاس دو ہزار سوار جمع
ہو گئے۔ پھر میں آیا اور نیشاپور فتح کر لیا

وکار من بالا گرفت و ترقی همی کرد تا جملہ خراسان
خویشتن را مستخلص گردانیدم۔ اصل و سبب این دو
شعر بود۔ وسلامی اندر تاریخ خویش همی آرد۔ کہ کار
احمد بن عبداللہ بدرجۂ رسید کہ بہ نیشاپور بیک
شب سی صد ہزار دینار و پانصد سر اسپ و ہزار
تا جامہ بہ بخشید و امروز در تاریخ از ملوک قاہرہ
یکے اوست۔ اصل آن دو بیت شعر بود و در عرب
عجم امثال این بسیار است ⁂

اردو ترجمہ

میرا کاروبار بڑھ گیا اور روز افزوں
ترقی کرتا گیا۔ یہاں تک کہ میں تمام
خراسان سے نجات پائی۔ اور اس کا
سبب یہی دو شعر تھے۔ اسلامی اپنی
تاریخ میں یہی کہتا ہے کہ احمد بن عبداللہ
کا مرتبہ اس قدر بڑھ گیا کہ ایک رات
نیشاپور میں ایک لاکھ دینار۔ پانچ سو گھوڑے
ایک ہزار جوڑے مرحمت فرمائیے اور
آج تاریخ میں منجملہ ان کے ایک وہ بھی
ہے۔ اور اس کا باعث صرف وہی
دو شعر ہیں۔ عرب و عجم میں اس قسم کی
بہت سی مثالیں موجود ہیں ⁂

ایں بسیار است امّا بریں یکے اختصار کردیم۔ پس بادشاہ
را از شاعرِ نیک چارہ نیست کہ بقائے اسمِ او را
ترتیب کند و ذکرِ او در دواوین و دفاتر مثبت گرداند
زیرا کہ چوں پادشاہ بامرے کہ ناگزیر است مامور شود
از لشکر و گنج و خزینہ او آثار نماند و نامِ او بسبب
شعرِ شاعراں جاوید بماند۔ شریف مجلدی گرگانی گوید ؎

ازاں چنداں نعیم ایں جہانی
کہ ماند از آلِ ساسان آلِ سامان

ثنائے رودکی ماند است و مدحت
نوائے باربد ماند است و دستان

و اسامیِ ملوکِ عصر و ساداتِ زمان بنظمِ رائع و شعرِ شائع
ایں جماعت باقی است چنانکہ اسامیِ آلِ سامان باستاد
ابو عبد اللہ جعفر بن محمد الرودکی و ابو العباس الربنجنی و ابو
المثل البخاری و ابو اسحٰق جویباری و ابو الحسن اغجی و طحاوی
و خبازی نیشاپوری۔ و ابو الحسن الکسائی اسا
اسامی ملوکِ آلِ ناصر الدین باقی ماند۔ بامثال عنصری
و عسجدی و فرخی و بہرامی و زینبی و بزرجمہر قاینی
و مظفری و منشوری و منوچہری و مسعودی و قصارامی
و ابو حنیفہ اسکافی و راشدی و ابو الفرج رونی و
مسعود سعد سلمان و محمد ناصر و شاہ ابو رجا و احمد
خلف و عثمان مختاری و مجدود السنائی ا نا اسامی

موجد ہیں مگر ہم اسی پر ہی اکتفا کرتے ہیں
پس بادشاہ کو ایک ایسے نیک شاعر
کی سخت ضرورت ہے جو اس کے بقائے
نام کی ترتیب کرے۔ اور اس کا ذکر
دیوانوں اور دفتروں میں لکھے کیونکہ
جب بادشاہ ایسے کام پر مامور ہو جاتا ہے
کہ جس سے مفر نہیں ہے (مر جاتا ہے) اور
اس کے لشکر و گنج خزانہ کے آثار باقی
نہ رہیں تو اس کا نام شعراء کے اشعار کی وجہ
سے ہمیشہ باقی رہے گا۔ شریف مجلدی
گرگانی کہتا ہے ؎ باوجود دنیا کی اس
قدر نعمتوں کے بھی آلِ ساسان میں کون
کون باقی رہا (صرف رودکی کی مدح
اور ثنا باقی ہے یا باربد کی صدائے
داستان باقی رہ گئی ہے) بادشاہان
زمانہ اور سر دورانِ عالم کے نام اس
جماعت کی نظم دل خوش اور مشہور سے
باقی ہیں صلہ چنانچہ سامانی کے نام
استاد ابو عبد اللہ جعفر بن محمد الرودکی۔
ابو العباس الربنجنی ابو المثل بخاری
ابو اسحاق جویباری ابو الحسن اغجی۔
خبازی نیشاپوری اور ابو الحسن الکسائی سے
باقی رہے۔ اور بادشاہان آلِ ناصر
الدین کے نام عنصری عسجدی فرخی۔
بہرامی زینبی بزرجمہر۔ قاینی۔ منشوری
منوچہری۔ مسعودی۔ قصارامی۔ ابو
حنیفہ۔ اسکافی مظفری راشدی۔
ابو الفرج رونی۔ مسعود سعد سلیمان محمد ناصر
شاہ ابو رجا۔ احمد خلف عثمان مختاری اور مجدود
السنائی [illegible]

آلِ خاقان باقی ماند بلو علوی و گلابی و نجیبی فرغانی و عمعق بخاری
و رشیدی سمرقندی و نجار ساغرجی و علی بانیذی و پسر
درغوش و علی سپهری و جوهری و سغدی و پسر تبیشه و
و علی شطرنجی۔ و اما اسامی آل بویه باقی ماند۔ باستاد
منطقی و کیا غضائری و بندار۔ اما اسامی آل سلجوق
باقی ماند بفرخی [illegible] (۲) [illegible] تانی و جعفر همدانی
و درفیروز فخری و برهانی و امیر معزی و ابو المعالی رازی
و عمید کمالی و شهابی اما اسامی ملوک طبرستان
باقی ماند بقمری گرگانی و رافعی نشاپوری و کفائی گنجه
و کوسه خالی و کورکلهٔ و اسامی ملوک غور آل شنسب
خلد اللہ ملکہم جل لہم باقی ماند۔ بابو القاسم رفیعی و ابو بکر جوهری
و کمترین بندگان نظامی عروضی و علی صوفی و دواوین
این جماعت ناطق است بکمال و جمال و آلت و عدت
و عدل و بذل و اصل و فضل و رائے و تدبیر و
تائید و تاثیر این پادشاهان ماضیه و این مهتران
خالیه نور اللہ مضاجعہم و وسع علیہم مواضعہم بسا
مهتران که نعمت پادشاهان خوردند و بخششهائے
گران کردند۔ و برین شعرائے مفلق سپردند که امروز
ازیشان آثار نیست۔ و از خدم و حشم ایشان

اردو ترجمہ

جیسے شخصوں سے باقی رہے اور آلِ
خاقان کے نام ۔ لولوی ۔ گلابی ۔ نجیبی
فرغانی و عمعق ۔ بخاری ۔ رشید سمرقندی
نجار ساغرجی ۔ علی بانیذی پسر درغوش
علی سپہری ۔ جوہری ۔ سغدی ۔ پسر
تبیشہ اور علی شطرنجی سے باقی رہے
اور آل بویہ کے نام استاد منطقی ۔ کیا
غضائری اور بندار سے باقی رہے ۔
آل سلجوق کے نام فرخی گرگانی لامعی
دہستانی ۔ جعفر ہمدانی فیروز فخری ۔
برہانی امیر معزی ۔ ابو المعالی ۔ رازی
عمید کمالی اور شہابی سے باقی رہے
طبرستان کے بادشاہوں کے نام ۔
قمری ۔ گرگانی ۔ رافعی ۔ نیشاپوری ۔
کفائی گنجہ ۔ کوسہ فالی ۔ اور کور کلہ سے
باقی رہے اور بادشاہان غور آل
شنسب دام اللہ تعالیٰ اس کا ملک ہمیشہ
رہے ۔ کے نام ابو القاسم رفیعی ابو بکر جوہری
کمترین بندگان نظامی ۔ عروضی اور علی
صوفی سے باقی رہے ۔ اور اس جماعت
کے دیوان بادشاہان سلف اور سردا
ران گذشتہ کمال جمال ۔ حاجت روائی ۔
سرداری ۔ انصاف و عنایات ۔ نسب
بزرگی رائے تدبیر امداد اور اثرات
بیان کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی قبر
کو پر نور کرے ۔ اور ان کے مقامات
(جنت) میں وسیع کرے ۔ بہت سے
سرداران نے بادشاہوں کی نعمتیں
حاصل کیں اور بڑی بڑی بخششیں کی اور شعراء
خوشگو کو رخصت فرمائیں ۔ آج ان کا کوئی نشان باقی نہیں اور ان کے خدم و حشم سے کوئی رہنے والا نہیں ۔

و یارنه و بسا کوشکهای منقش و باغهای دلکش
که بنا کردند و بیاراستند که امروز با زمین هموار گشته
است. و با مفازات و اودیه برابر شده (مصنف گوید)

بسا کاخا که محمودش بنا کرد — که از رفعت همی با مه مرا کرد
نه بینی زان همه یک خشت بر پای — مدیح عنصری ماندست برجای

وخداوند عالم علاء الدنیا والدین ابوعلی الحسین
بن الحسین اختیار امیر المومنین که زندگانیش دراز باد و
چتر دولتش منصور بحیین خواستن آن دو ملک شهریار شهید
و ملک حمید بغزنین رفت و سلطان بهرام شاه
از پیش او برفت و برد ره آن دو شهید که استخفافها
کرده بودند وگزافها گفته شهر غزنین را غارت فرمود و
عمارات محمودی و مسعودی و ابراهیمی خراب کرد و
مدایح ایشان بزر همی خرید و در خزینه همی نهاد. کس را
زهره آن نبود که در آن لشکر یا در آن شهر ایشان
را سلطان خواند و بادشاه خود از شاهنامه برمی خواند
آنچه ابوالقاسم فردوسی گفته بود ~

چو کودک لب از شیر مادر بشست ؛ ز گهواره محمود گوید نخست
تن زنده پیل و بجان جبرئیل ؛ بکف ابر بهمن بدل رود نیل
جهاندار محمود شاه بزرگ ؛ بآبشخور آرد همی میش و گرگ

اردو ترجمہ

اور بہت سے محل منقش اور باغ دلکش بنائے اور انہیں آراستہ کیا لیکن آج زمین کے برابر ہو گئے اور جنگلوں اور وادیوں کی طرح ہموار ہو گئے ہیں۔

(مصنف کہتا ہے) ~

بہت سے ایسے محل کہ جنکو محمود نے تعمیر کیا۔ کہ بلندی میں چاند سے گذر رہے تھے لیکن ان میں سے تو ایک اینٹ بھی اپنی جگہ نہ پائے گا۔ صرف عنصری کی تعریف اپنی جگہ قائم رہ گئی ہے۔ جب بادشاہ عالم علاء الدنیا والدین ابوعلی الحسین بن الحسین پسندیدہ امیر المومنین۔ کہ ان کی زندگانی دراز اور ان کی حکومت کا چتر فتحمند ہو۔ دو بادشاہ شہریار اور ملک حمید سے نبرد آزمائی کے لئے غزنین گئے اور سلطان بہرام شاہ ان کے مقابلہ سے ہٹ گئے۔ ان دو شہیدوں کے جانے کے اپکی جنہوں نے مضافات کی لغو باتیں کہیں غزنین کو لوٹا اور محمودی مسعودی ابراہیمی عمارتوں کو ڈھایا۔ اور اس کی مدحیں نقصانات روپیہ دے کر خریدتے اور خزانہ میں رکھتے تھے کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ اس لشکر یا اس شہر میں کوئی ان کو سلطان کہہ سکے۔ حالانکہ بادشاہ خود ابوالقاسم فردوسی کے شاہنامہ سے جو کچھ اس نے کہا پڑھتا تھا ~

جب بچہ ماں کے دودھ سے ہونٹ دھوتا ہے تو پہلے گہوارہ سے محمود کہتا ہے جسم میں مست ہاتھی کی طرح ہے۔ جان میں جبرئیل کی طرح ہے ہتھیلی میں ابر بہمن کی طرح اور دل میں دریائے نیل ~

م۔ جہاں دار بادشاہ محمود شاہ بزرگ ایک گھاٹ پر بکری اور بھیڑئے لاتا ہے۔ (پانی پلاتا ہے)

"همانا خداوندان خرد دانند که اینجا حشمت محمود نمانده بود حرمت فردوسی بود و نظم او. اگر سلطان محمود دانستی همانا که آن آزاد مرد را محروم و مایوس نگذاشتی" انتہیٰ

فصل ۲

در چگونگی شاعر و شعرا

"B"

اما شاعر باید که سلیم الفطرة عظیم الفکرة صحیح الطبع جید الرویة دقیق النظر باشد، در انواع علوم متنوع باشد و در اطراف رسوم مستطرف زیرا که چنانکه شعر در هر علمی بکار همی شود هر علمی در شعر بکار همی شود. شاعر باید که در مجلس محاورت خوش‌گوی بود و در مجلس معاشرت خوش‌روی و باید که شعر او بدان درجه رسیده باشد که در صحیفهٔ روزگار مسطور باشد و بر السنهٔ احرار مقروء و بر سفائن بنویسند و در مدائن بخوانند که حظِ اوفر و قسم افضل از شعر بقای اسم است. و تا مسطور و مقروء نباشد این معنی بحاصل نیاید. و چون شعر بدین درجه نباشد تاثیر او را اثر نبود و پیش از خداوند خود بمیرد. و چون او را خویش اثری نیست

اردو ترجمہ

سرِ دست بعقل جانتا ہے کہ یہاں محمود کی شان و شوکت باقی نہ تھی۔ بلکہ فردوسی کی نظم اس کی عزت تھی۔ اگر سلطان محمود یہ جانتا ہوتا تو اس شریف شخص کو نا امید اور محروم نہ رہنے دیتا۔

فصل

شاعر اور اس کے اشعار کی کیفیت میں۔ شاعر کو سلامتِ عقل، زبردست تخیل، صحیح طبیعت، سنجیدہ فکر اور گہری نظر والا ہونا چاہیے۔ اور ہر قسم کے علوم سے ماہر و واقف اور مختلف رسموں سے باخبر ہونا چاہیے کیونکہ جس طرح ہر علم میں شعر کہا جاتا ہے اسی طرح ہر علم اشعار میں بھی کام آتا ہے۔ شاعر کو چاہیے کہ وہ گفتگو کی مجالس میں خوش بیان اور عیش و مسرت کی محفلوں میں خنداں پیشانی رہے اور چاہیے کہ اس کے اشعار اس پایہ کے ہوں کہ روزگار کے صفحہ پر لکھے جا سکیں اور شرفا کی زبانوں پر پڑھے جائیں اور بیاضوں میں لکھے جائیں اور شہروں میں لوگ پڑھیں۔ کیونکہ اشعار سے بہترین مسرت اور افضل حصہ بقائے اسم ہے۔ جب تک لکھا اور پڑھا نہ جائیگا یہ بات حاصل نہیں ہو سکتی۔ پس یہ کہ جب تک اس درجہ کا نہ ہوگا موثر نہ ہوگا اور وہ اپنے مالک (شاعر) سے پہلے ہی مر جاتا ہے اور جب اس شعر کو اپنی ہی بقا نہیں ہے ...

در بقای اسم دیگری چه اثر باشد. امّا شاعر بدین درجه نرسد
الّا که در عنفوان شباب و در روزگار جوانی بیست هزار
بیت از اشعار متقدمان یاد گیرد و ده هزار کلمه از آثار
متأخران پیش چشم کند. و پیوسته دواوین استادان
همی خواند و یاد همی گیرد که در آمد و بیرون شد ایشان
از مضایق و دقایق سخن بر چه وجه بوده است. تا طرق
و انواع شعر در طبع او مرتسم شود. و عیب و هنر شعر بر
صحیفهٔ خرد او منقّش گردد تا سخنش روی در ترقّی دارد
و طبعش بجانب علو میل کند. هر کرا طبع در نظم شعر راسخ شد
و سخنش هموار گشت روی بعلم شعر آرد و عروض بخواند و گرد
تصانیف استاد ابو الحسن السرخسی البهرامی گردد. و چون
غایة العروضین و کنز القافیه و نقد معانی و نقد الفاظ و
سرقات و تراجم و انواع این علوم بخواند بر استادی را
سزاوار شود و اسم او در صحیفهٔ روزگار پدید آید چنانکه
اسامی دیگر استادان که نامهای ایشان یاد کردیم. تا آنچه
از مخدوم و ممدوح بستاند. حق آن بتواند گزارد در بقای
اسم. امّا بر پادشاه واجب است که چنین شاعر را تربیت
کند تا در خدمت او پدیدار آید و نام او از مدحت او
هویدا شود. امّا اگر ازین درجه کم باشد. نشاید بدو سیم

اردو ترجمہ

تو دوسرے شخص کا نام باقی رکھنے کی کیا
تاثیر ہو سکتی ہے۔ شاعر اس مرتبہ پر اسوقت
تک نہیں پہنچ سکتا جبتک کہ آغاز شباب
اور عالم جوانی میں متقدمین اشعار سے
بیس ہزار شعر اور متاخرین کے رسوم
کے دس ہزار کلمات مستحضر نہ کر لے۔ اور
ہمیشہ استادوں کے دیوان پڑھتا رہے
اور معلوم کرے کہ سخن کی باریکیوں اور
تنگیوں سے ان کی آمد و رفت کس طرح ہوتی
رہی ہے۔ تاکہ اشعار کے اقسام اور طریقے
اس کی طبیعت پر منقش اور شعر کی
بھلائی برائی اس کے صحیفہ عقل پر منقش
ہو جائے جس سے اس کا کلام ترقی
کی طرف مائل اور اس کی طبیعت بلندی
کی طرف مائل ہو۔ جب شخص کی طبیعت
شعر نظم کرنے میں مضبوط ہو جائے اور
اس کا کلام مناسب ہونے لگے تو وہ فن
شعر کی طرف متوجہ ہو۔ اور عروض پڑھے
استاد ابوالحسن سرخسی البہرامی کی تصنیفات
دیکھے مثلاً غایۃ العروضین۔ کنز القافیہ
نقد الفاظ سرقات اور تراجم اور اس علم
کی ہر قسم کو استاد سے جسکو وہ مناسب سمجھتا ہو
پڑھے تاکہ استاد کا نام سزاوار ہو اور
اسکے صفحات روزگار پر (جیسے دوسرے
استاد کہ جنکا نام ہم نے بیان کیا) روشن ہو
تاکہ جو کچھ مخدوم و ممدوح سے حاصل کرے
بقائے نام میں اسکا حق ادا کر سکے لیکن
بادشاہ پر لازم ہے کہ ایسے شاعر کی تربیت
کرے تب اسکی خدمت میں ایسا نام ہو

رابع سخن

صنایع کردن. و بشعر او التفات نمودن خاصه که پیر بود. و درین باب تفحص کرده ام در کل عالم از شاعر پیر بدتر نیافته ام و هیچ سیم ضایع تر از آن نیست که بوے دهند تا جوانمردی که به پنجاه سال ندانسته باشد که آنچه من همیگویم بداست کے بخواهد دانستن. اما اگر جوانے بود که طبع راست دارد اگرچه شعرش نیک نباشد و در شرلیت آزادگی تربیت او واجب باشد و تعهد او فریضه و تفقد او لازم اما در خدمت بادشاه هیچ بهتر از بدیهه گفتن نیست که به بدیهه طبع بادشاه خرم شود و مجلسها برافروزد و شاعر بمقصود رسد و آن اقبال که رودکی از آل سامان دید به بدیهه گفتن و زود شعری کس ندیده است.

حکایت ۲

(۴)

چنین آورده اند که نصر بن احمد که واسطهٔ عقد آل سامان بود و اوج دولت آن خاندان ایام ملک او بود و اسباب تمتع و علل ترفع در غایت ساختگی بود. خزانه آراسته و لشکر جرّار و بندگان فرمانبردار زمستان بدار الملک بخارا مقام کردے. و تابستان به سمرقند رفتے یا بشهرے از شهر

اردو ترجمہ

تاکہ اسکا نام اس (شاعر) کی مدح سے زندہ ہو۔ اگر اس درجہ سے کم ہو تو اس پر مال و زر ضائع کرنا اور اس کے اشعار پر توجہ نہ کرنی چاہیئے خاصکر جبکہ بوڑھا ہو۔ میں نے اسباب میں بہت غور کیا ہے اور تمام دنیا میں بوڑھے شاعر سے بدتر کسی کو نہ پایا اور کوئی روپیہ اس سے زائد کار نہیں ہو سکتا جو اسے دیا جائے جو شخص پچاس سال تک یہ نہ جان سکا کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں درست نہیں تو پھر کب جانے گا۔ لیکن اگر جوان ہو اور طبیعت مناسب رکھتا ہو تو اگرچہ اس کے شعر اچھے نہ ہوں لیکن امید ہے کہ آئندہ اچھے ہو جائیں گے اور شرلیت آزادی اس کی تربیت واجب اور اس کی ذمہ داری فرض اور اسکے ساتھ مہربانی کرنا لازم ہے لیکن بادشاہ کی خدمت میں فی البدیہہ کہنے سے بہتر کوئی طریقہ نہیں کیونکہ بدیہہ سے بادشاہ کی طبیعت خوش ہو جاتی ہے مجالس رونق پاتے ہیں اور شاعر اپنے مقصود پر پہنچتا ہے بدیہہ گوئی اور جلد شعر کہنے میں جو اقبال رودکی نے آل سامان سے پایا کسی کو نصیب نہ ہوا۔

حکایت - کہتے ہیں کہ نصر بن احمد کہ آل سامان کا (لڑی) کا سب سے بڑا موتی تھا گوہر بیش بہا زر ارتفع بلندی تھا۔ موافق خزانے مالا مال لشکر جرار ملازمین فرمانبردار اس کی عادت تھی کہ موسم سرما میں دار الملک بخارا میں قیام کرتا

هائے خراسان مگر یکسال نوبت هری بود بفصل بهار
بادغیس بود که بادغیس خرم تر ین چراخوارهائے خراسان
و عراق است. قریب هزار ناو است. پر آب و علف
که هر یکی لشکرے را تمام باشد. چون ستوران بهار نیکو
بخوردند و بتن و توش خویش باز رسیدند. و شائستهٔ
میدان حرب شدند و نصر بن احمد روئے بهری نهاد و
بدر شهر بمرغ سپید فرود آمد و لشکرگاه بزد و بهارگاه بود
و شمال روان شده میوه هائے مالن و کروخ. در رسید
که امثال آن در بسیار جایها دست نشود و اگر شود بدان
ارزانی نباشد. آنجا لشکر برآسود و هوا خوش بود. باد سرد و
نان فراخ و میوه ها بسیار و مشمومات فراوان و لشکر از
[illegible] از عمر خویش چون
[illegible]
در دم شد انصاف از نعیم [illegible]
عنفوان شباب بدادند مهرگان دیر درکشید و سرما قوت
نکرد و انگور در غایت شیرینی رسید و در سواد هری صد و بیست
لون انگور یافته شود هر یک از دیگرے لطیف تر و لذیذتر
و از آن دو نوع است که در هیچ ناحیت ربع مسکون یافته
نشود یکے پرنیان و دوم کلنجری تنک پوست خرد تکس بسیار

اردو ترجمہ

ہو رہ گرمی میں سمرقند یا خراسان کے کسی
شہر میں چلا جاتا۔ مگر ایک سال ہری
کی باری تھی اور فصل بہار میں باد
غیس خراسان اور عراق کا بہترین
سبزہ زار ہے۔ ایک ہزار ناؤ کے قریب
پانی میں تیرتی ہیں۔ چارہ اسقدر تھا
کہ ہر ایک لشکر کو کافی ہو سکے جب
جانوروں نے بہار کے موسم خوب
اچھی طرح سے چر لیا اور پھر اپنی حالت
فربہی میں آ کر لڑائی اور میدان کے
قابل ہو گئے تو نصر بن احمد نے ہری کا
ارادہ کیا۔ اور شہر [illegible] دروازہ پر سفید
باغ میں اترا۔ اور لشکر گاہ قائم کی بہار
کا موسم تھا نسیم شمالی چلنے لگی مالن کروخ
میوہ انگور [illegible] شروع ہو گئے
کہ ایسے انگور [illegible] میں بہت کم
آتے اور اگر ملتے بھی ہیں تو اسقدر ار
زاں سے نہیں۔ لشکر کو آرام ملا کیونکہ
[illegible]
سے اپنا لطف اٹھایا [illegible]
جب مہرگان آیا تو انگور پک گئے۔ اور گل
ریحان [illegible] اور گل [illegible]
لوگوں نے جوانی کی نعمتوں سے [illegible] حاصل
کی اور عنفوان شباب کو داد دی۔ بہت
لطف اٹھائے) انگور انتہائی شیرینی پر
پہنچ گیا۔ اطراف ہری میں ایک سو بیس
قسم کے انگور پائے گئے اور ہر ایک دوسرے

آب گویی که در وی اجزاء ارضی نیست انگور کلنجری یک خوشه پنج من و
هر دانه پنج درم سنگ بیاید سیاه چون قیر و شیرین چون شکر
و از وی بسیار بتوان خورد بسبب مائیتی که در وست و انواع
میوه هائے دیگر همه خیار چون امیر نصر بن احمد مهرگان و ثمرات
او بدید عظیمش خوش آمد. نرگس رسیدن گرفت کشمش
بیفگندند در مالن و منقی برگرفتند و آونگ ببستند و گنجینها
پر کردند. امیر با آن لشکر بدان دو پاره دیه درآمد که او را غوره و
درواز خوانند سراهائے دیدند هر یکے چون بهشت اعلی و هر
یکے را باغے و بستانے در پیش بر مهب شمال نهاده زمستان
آنجا مقام کردند و از جانب سجستان نارنج آوردن گرفتند
و از جانب مازندران ترنج رسیدن گرفت زمستانے گذاشتند
در غایت خوشی چون بهار درآمد اسپان به بادغیس فرستادند
و لشکرگاه بمالن بیان دو جوئے بردند و چون تابستان در
آمد میوها در رسید امیر نصر بن احمد گفت تابستان کجا رویم
که ازین خوشتر مقامگاه نباشد مهرگان برویم و چون مهرگان در
آمد گفت مهرگان هری بخوریم و برویم همچنین فصلے بفصلے همی انداخت
تا چهار سال برین برآمد چه صمیم دولت سامانیان بود
و جهان آباد و ملک بے خصم و لشکر فرمانبردار و روزگار
مساعد و بخت موافق با این همه ملول گشتند و آرزوی خانه

اردو ترجمہ

ہے لطیف اور لذیذ۔ ان میں سے ۱۰ قسمیں ہیں۔ جو تمام دنیا میں کسی جگہ نہیں پائی جاتی۔ ایک پرنیان دوسرے کلنجری کا ہر خوشہ پانچ من کا اور ہر دانہ پانچ درم کے برابر ہوتا ہے اور وہ اپنی خاصیت سے بہت کھایا جاتا ہے اور ہر قسم کے دوسرے میوے مثلاً ککڑی وغیرہ
(مکمل) جب امیر نصر بن احمد نے زمانہ مہرگان اور اس کے میوے دیکھے تو بہت پسند آئے۔ نرگس آنا شروع ہو گیا لوگوں نے کشمش چھوڑ کر مالن اور منقی اپنا شروع کیا۔ انگنیاں باندھیں اور دوسرے بھر لئے۔ امیر اس لشکر کے ساتھ اس دو حصہ دار گاؤں میں جس کو غورہ کہتے ہیں۔ پہنچا چند سرائیں دیکھیں کہ ہر ایک بہشت بریں کی طرح اور ہر ایک کے سامنے شمالی کی گذرگاہ پر ایک باغ لگا ہوا ہے۔ سردی کے موسم میں وہاں ٹھہرے۔ سیستان سے نارنج اور مازندران سے ترنج آنا شروع ہو گئے۔ الغرض موسم سرما نہایت خوشی کے ساتھ گذرا جب بہار آئی تو گھوڑے بادغیس روانہ کر دیئے اور لشکرگاہ مالن [illegible] دو نہروں کے درمیان [illegible] گرمیوں کا موسم آیا تو میوے آنا شروع ہوئے امیر نصر بن احمد نے کہا گرمیوں میں کہاں جائیں [illegible] کوئی جگہ [illegible] نہیں [illegible] جب مہرگان آیا

خانمان برخاست پادشاه را ساکن دید هوای هری در سر او و عشق هری در دل او در اثنای سخن هری را بهشت عدن مانند کردی بلکه بر بهشت ترجیح نهادی و از بهار چین زیادت آوردی دانستند که سر آن (خیال ۱۲) دارد که این تابستان (گرمی ۱۲) نیز آنجا باشد۔ پس سران لشکر و مهتران ملک نزدیک استاد ابو عبدالله الرودکی رفتند و از ندمای پادشاه هیچکس محتشم تر و مقبول القول تر از او نبود۔ گفتند پنج هزار دینار ترا خدمت کنیم اگر صنعتی بکنی که پادشاه ازین خاک حرکت کند که دلهای ما آرزوی فرزند همی برد و جان ما از اشتیاق بخارا همی برآید۔ رودکی قبول کرد که نبض امیر بگرفته بود و مزاج او بشناخته دانست که به نثر با او در نگیرد (اثر کند ۱۲) روی به نظم آورد و قصیده بگفت و بوقتی که امیر صبوح کرده بود درآمد و بجای خویش بنشست و چون مطربان فرو داشتند او چنگ برگرفت و در پرده عشاق (نام پرده) این قصیده آغاز کرد

(از دو ۱۲)
بوی جوی مولیان آید همی ۞ بوی یار مهربان آید همی

(نام ندی کی خوشبو ۱۲)
پس فروتر شود گوید

ریگ آموی و درشتی راه او ۞ زیر پایم پرنیان آید همی
آب جیحون از نشاط روی دوست ۞ خنگ ما را تا میان آید همی
ای بخارا شاد باش و دیر زی ۞ میر زی تو شادمان آید همی

اردو ترجمہ

لیکن بادشاہ کو مقیم دیکھا۔ کیونکہ ہری کی خواہش اسکے سر میں اور ہری کا عشق اسکے دل میں موجود تھا۔ اسی اثنا ر کلام میں ہری کو جنت عدن سے تشبیہ دیتا بلکہ جنت پر ترجیح دیتا۔ اور بہارستان چین سے بالاتر بیان کرتا۔ لوگوں نے سمجھا کہ اسکو موسم سرما بھی وہیں گذارنے کا خیال ہے۔ پس سرداران لشکر اور ارکان سلطنت استاد ابو عبداللہ الرودکی پاس گئے۔ کیونکہ بادشاہ کے مصاحبوں میں اس سے بڑھکر کوئی بھی ذی عزت اور مقبول سخن نہ تھا اور کہا کہ ہم آپ کو پانچ ہزار دینار دینگے۔ اگر آپ کوئی ایسی صورت اختیار کریں کہ بادشاہ یہاں سے چل پڑے کیونکہ ہمارے دل اہل و عیال سے ملنے کو چاہتے ہیں اور اشتیاق بخارا میں ہماری جانیں نکلی جارہی ہیں۔ رودکی نے منظور کرلیا۔ کیونکہ وہ امیر کی حالت سے واقف تھا اور اسکا مزاج پہچانتا تھا۔ سمجھا کہ نثر اسپر کچھ اثر نکریگی نظم کا ارادہ کیا اور ایسے وقت میں کہ امیر صبوح لئے ہوئے تھا آیا۔ اور اپنی جگہ پر بیٹھ گیا جب قوالوں نے چنگ رکھا تو اسنے اٹھا لیا۔ اور پردہ عشاق میں یہ قصیدہ کہا۔ جوئے مولیان کی بو آرہی ہے کوئی مہربان دوست کی بو آرہی ہے آگے چل کر کہتا ہے

موضع آموکی ریت اور اسکے راستہ کی سختی میرے پیروں کے نیچے ریشمی کپڑا معلوم ہورہی ہے۔ دوست کے دیدار کی خوشی کی وجہ سے دریائے جیحوں کا پانی (باوجود گہرائی کے) ہمارے گھوڑوں کی کمر تک آرہا ہے ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

میر ماہست و بخارا آسمان ٭ ماہ سوئے آسمان آید ہمے
میر سرو است و بخارا بوستان ٭ سرو سوئے بوستان آید ہمے
چون رودکی بدین بیت رسید امیر چنان منفعل گشت کہ از تخت فرود آمد و بے موزہ پائے در رکاب خنگ نوبتی[اتباتر ۱۲] آورد و روئے بہ بخارا نہاد چنانکہ رانین و موزہ تا دو فرسنگ در پئے امیر بردند بہ برونہ و آنجا در پائے کرد و عنان تا بخارا ہیچ جائے باز نگرفت و رودکی آن پانصد[نام مقام ۱۲] ہزار دینار مضاعف از لشکر بستد و شنیدم بسمرقند در سنہ اربع و خمسمائہ از دہقان ابو رجا احمد ابن عبد الصمد العابدی کہ گفت جد من ابو رجا حکایت کرد کہ چون درین نوبت رودکی بسمرقند رسید چہار صد شتر زیر بنہ او بود و الحق آن بزرگ بدین تجمل ارزانی بود کہ ہنوز این قصیدہ را کس جواب نگفتہ است کہ مجال آن ندیدہ اند کہ از این مضایق آزاد توانند بیرون آمد و از عذب گویان لطیف طبعان عجم یکے امیر الشعراء معزی بود کہ شعر او در طلاوت[شیرینی ۱۲] و طراوت[تازگی] بغایت است و در روانی و عذوبت بہ نہایت زین الملک ابو سعد[تری ۱۲] ہندو بن محمد بن ہندو الاصفہانی از وے درخواست کہ آن قصیدہ را جواب گوی گفت نتوانم الحاح[اصرار ۱۲] کرد چند بیت بگفت کہ یک بیت از آن بیتہا این است ٭ رستم از مازندران آید ہمے ٭ زین ملک از اصفہان آید ہمے

اُردو ترجمہ

ہم خیال کرتے ہیں کہ ہم سب آسانی سے گذر سکتے ہیں۔ اے بخارا تو خوش رہ اور دیر تک قائم رہ تیرا بادشاہ خوشی خوشی تیری طرف آرہا ہے۔ بادشاہ چاند ہے اور بخارا آسمان تو چاند آسمان کی طرف آرہا ہے اور اگر امیر سرو ہے اور بخارا باغ تو سرو باغ کی طرف آرہا ہے۔ جب رودکی اس شعر پر پہنچا تو امیر اسقدر شرمندہ ہوا کہ تخت شاہی سے اتر کر بغیر موزے پہنے ہوئے باری کے گھوڑے پر سوار ہو کر بخارا کا ارادہ کیا۔ یہاں تک کہ لوگ پاجامہ اور موزے دو فرسنگ تک امیر کے پیچھے لیگئے۔ وہاں پہنے اور بخارا تک راستہ میں کہیں گھوڑا نہیں روکا۔ اور رودکی نے اس پانچہزار سے دوگنا لشکر سے حاصل کیا۔ میں نے سنہ ۵۰۴ھ میں ابو رجا احمد بن عبد الصمد عابدی زمیندار سے سمرقند میں سنا کہ میرے دادا ابو رجا نے بیان کیا کہ اس مرتبہ جب رودکی سمرقند آیا تو چار سو اونٹ اسکے سامان سے لدے ہوئے تھے۔ بیشک وہ بزرگ اس شان و شوکت سے آراستہ تھا۔ آج تک کسی شخص نے اس قصیدہ کا جواب نہیں کہا کیونکہ اسکی طاقت نہیں دیکھی کہ اس مشکلات سے صاف آسانی سے نکل پاسکیں گے۔ عجم کے شیریں بیان اور پاکیزہ طبیعت لوگوں میں ایک امیر الشعرا معزی تھا کہ اسکے اشعار تازگی اور رنگینی بے حد اور شیرینی و روانی بے حد تھی۔ زین الملک ابو سعد ہندو بن محمد ہندو اصفہانی نے اس سے کہا کہ اس

۴ قصیدہ کا جواب کہیے اسنے کہا کہ یہ میرے سے ناممکن ہے بہت کاوش کی تو چند شعر کہے انمیں ایک بیت یہ ہے ٭ رستم مازندران سے آرہا ہے زین الملک اصفہان سے آرہا ہے ۱۲

همه سخن‌دانان دانند که میان این سخن و آن سخن چه تفاوت (فرق) است و که تواند گفتن بدین عذبی که او در مدح همی گوید

درین قصیده (کدامیه) ؎

آفرین و مدح سود آید همی ؞ گر بگنج اندر زیان آید همی

واندرین بیت از محاسن هفت صنعت است ـ اوّل مطابق دوم متضاد سوم مردف چهارم بیان مساوات پنجم عذوبت ششم فصاحت هفتم جزالت و هر استادے که در علم شعر تبحرے است چون اندرے تفکر کند و انصاف دهد داند که من درین مصیبم ـ والسلام ؞ ؞ ؞

حکایت

عشقے که سلطان یمین الدوله محمود را با ایاز ترک بوده است معروف است و مشهور ـ آورده اند که (زیاده) نیکو صورت نبود ـ لیکن سبز چهرهٔ شیرین بوده است متناسب اعضا و خوش حرکات و خردمند و آهسته و آداب مخلوق بهستی (آداب شاهی) اورا عظیم دست داده بوده است و هر آن یاره از نادر (زیاده) زمانهٔ خویش بوده است (حاصل شده بود) و این همه اوصاف آنست که عشق را العشق کند و دوستی را بر قرار دارد ـ و سلطان (پرستی انگیز) یمین الدوله محمود مردے دیندار و متقی بوده و با عشق

اردو ترجمہ

تمام عقلمند جانتے ہیں کہ اس کلام میں اور اس کلام میں کتنا فرق ہے اور اس شیرینی کیساتھ کون کہہ سکتا ہے کہ اسنے یہ قصیدہ مدح کے سلسلہ میں بیان کیا ہے اگر خزانہ میں نقصان واقع ہوتا ہے (سخاوت کی وجہ سے) مدح اور اشعار فائدہ منصور ہوتا ہے اس شعر میں محاسن شعریہ کی سات صنعتیں ہیں) اوّل مطابقت دوسرے متضاد تیسرے مردف چوتھے بیان مسلسل پانچویں شیرینی چھٹے فصاحت ـ ساتویں استواری ہر استاد کہ جسکو علم شعر میں مہارت ہے جب اس میں فکر کریگا ـ تو معلوم کرے گا کہ میں اسمیں صائب الرائے ہوں ـ والسلام

(حکایت)

عشق سلطان یمین الدولہ محمود کو ایاز کے ساتھ تھا مشہور و معروف ہے کہا جاتا ہے کہ وہ خوبصورت تھا ـ لیکن اس کا چہرہ شیریں سبز (جو کہ خط بر آمدہ) تھا سڈول اعضا خوش حرکات عقلمند نرم گو تھا ـ اور مخلوق پرستی کے آداب خوب حاصل تھے اسی سبب سے اپنے زمانے کے عجائبات میں سے تھا اور یہ تمام اوصاف وہ ہیں کہ عشق کو دلدار اور دوستی کو برقرار رکھتے ہیں ـ

سلطان یمین الدولہ محمود ایک دیندار اور متقی شخص تھا عشق ایاز میں بہت خودداری سے کام لیتا تھا ـ ؞ ؞ ؞ ؞ ؞ ؞ ؞

ایاز بسیار کشتی گرفتے تا از شارع شرع بمنہاج حریت قدمے عدول نکردے شبے در مجلس عشرت بعد از آنکہ شراب در واثر کردہ بود عشق در وعمل نمودہ بزلف ایاز نگریست عنبرے دید بر روئے ماہ غلطان سنبلے دید بر چہرۂ آفتاب پیچان حلقہ حلقہ چون زرہ بند بند چون زنجیر در حلقۂ ہزار دل در ہر بندے صد ہزار جان عشق عنان خویشتن داری از دست صبر او بربود و عاشق وار در خویش کشید محتسب آمنا و صدقنا سر از گریبان شرع بر آوردہ و در برابر سلطان یمین الدولہ بایستاد و گفت ہان محمود عشق را با فسق میامیز و حق را با باطل ممزوج مکن کہ بدین زلت ولایت عشق بر تو بشورد و چون پدر خویش آدم از بہشت عشق بیفتی و بعناء دنیائے فسق در مانی سمع اقبالش در غایت شنوائی بود این قضیۂ مسموع افتاد ترسید کہ سپاہ صبر او بالشکر زلفین ایاز بر نیاید کارد بر کشید و بدست ایاز داد کہ بگیر و زلفین خویش را ببر ایاز خدمت کرد و کارد از دست او بستد و گفت از کجا ببرم گفت از نیمہ ایاز زلف دو تو کردہ تقدیر بگرفت و فرمان بجائے آورد و ہر دو زلف خویش را پیش محمود نہاد گویند آن فرمانبرداری عشق را سببے دیگر شد محمود زر و جواہر خواستہ افزون از رسم معہود و عادت ایاز را بخشش کرد از غایت مستی در خواب رفت و چون نسیم سحرگاہی بر وزید بر سر تخت پادشاہی

[Interlinear glosses: ویا ر ۱۲ — خود داری ۱۲ — برائی شہد ۱۲ — در عقوبت آیند ۱۲ — آدم ۴ — ہر کاری ۱۲ — مقابلہ نتوانند کرد ۱۲ — بدار — بست]

اُردو ترجمہ

ایاز میں بہت خود داری تھی سے کام لیتا تھا یہاں تک کہ شریعت کے طریقے و دستور کے راستہ سے ایک قدم بھی نہ ہٹتا۔ ایک رات مجلس عشرت میں شراب حالانکہ اسمیں اثر کر چکی تھی عشق نے اپنا کرشمہ دکھایا۔ ایاز کی زلف پر نظر ڈالی دیکھا کہ عنبر ہے۔ کہ چاند پر ڈھلکا ہوا ہے اور ایک سنبل ہے کہ آفتاب کے چہرہ پر لپٹا ہوا ہے۔ زرہ کی طرح حلقہ حلقہ زنجیر کی طرح کڑی کڑی ہے حلقہ میں ہزار دل اور ہر کڑی میں ہزار جان عشق نے اسکے صبر کے ہاتھ سے خودداری کی لگام لیلی۔ عاشق کی طرح اپنے سے لپٹا لیا۔ کیلو توال آمنا و صدقنا نے (ایمان لائے ہم اور اور تصدیق کی ہم نے یعنی (جابیہ ایمانی نے) گریبان شرع سے سر نکالا۔ اور گویا بصورت انسانی سلطان یمین الدولہ کی برابر کھڑا ہوا۔ اور کہا کہ خبردار محمود عشق کو گناہ میں نہ ملا۔ اور حق کو باطل سے آلودہ نہ کر۔ کیونکہ اس لغزش سے ولایت عشق تجھپر فتنہ برپا کریگا۔ اور اپنے باپ (آدم) کی طرح بہشت عشق سے دُنیا کے فسق کی تکلیف میں گر پڑیگا اسکا سمع اقبال بہت سننے والا تھا یہ بات سنی اور ڈرا۔ اسکے صبر کی سپاہ ایاز کی زلفوں کے لشکر پر فتح نہیں پا سکتی۔ چھری نکالکر ایاز کے ہاتھ میں دی۔ اور کہا کہ لے اور اپنی دونوں زلفیں کاٹ ڈال۔ ایاز نے آداب بجا لاکر اسکے ہاتھ سے چھری لی اور کہا کو کہاں سے کاٹوں محمود نے کہا کہ آدھوں آدھ سے ایاز نے زلفوں کو دوہرا کر کے اندازہ کیا اور فرمان بجا لایا۔ اور اپنی دونوں زلفیں محمود کے سامنے رکھدیں

از خواب درآمد۔ آنچه کرده بود به یادش آمد۔ ایاز را بخواند و آن زلفین
بریده بدید۔ سپاه پشیمانی بر دل او تاختن آورد و خمار عربده بر دماغ
او مستولی گشت۔ می‌خفت و می‌خاست و از مقربان و مرتبان کس را
زهره آن نبود که بپرسد که سبب چیست۔ تا آخر حاجب علی قریب
که حاجب بزرگ او بود روی به عنصری کرد و گفت پیش سلطان در
شو و خویشتن بدو نمای و طریقی بکن که سلطان خوش‌طبع گردد۔
عنصری فرمان حاجب بزرگ بجای آورد و در پیش سلطان شد
و خدمت کرد۔ سلطان یمین الدوله سر برآورد و گفت ای عنصری این
ساعت از تو می‌اندیشیدم۔ می‌بینی که چه افتاده است۔ ما را در این
معنی چیزی بگو که لایق حال باشد۔ عنصری خدمت کرد و بر بدیهه گفت

کی عیب سر زلف بت از کاستن است ۔ چه جای بغم نشستن و خاستن است
جای طرب و نشاط و می خواستن است ۔ کآراستن سرو ز پیراستن است

سلطان یمین الدوله محمود را این دو بیتی بغایت خوش افتاد۔ بفرمود
تا جواهر بیاوردند و سه بار دهان او پر جواهر کرد و مطربان را پیش
خواست و آن روز تا بشب بدین دو بیتی شراب خوردند و آن
داهیه بدین دو بیتی از پیش او برخاست و عظیم خوش‌طبع گشت
والسلام۔ اما بباید دانست که بدیهه گفتن رکن اعلی است
در شاعری و بر شاعر فریضه است که طبع خویش را بریاضت
بدان درجه رساند که در بدیهه معانی انگیزد که سهم از خزینه بدیهه

اردو ترجمہ

اور جو کچھ اسنے کیا تھا خیال آیا۔ ایاز کو بلایا تو اسکی دونوں زلفیں کٹی ہوئی دیکھیں۔ خجالت کی سپاہ نے اسکے دل پر حملہ کیا۔ اور بدتمیزی کا خمار اسکے دماغ پر غالب ہو گیا۔ کبھی اٹھتا تھا کبھی بیٹھتا تھا۔ ندیموں اور مصاحبوں میں سے کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ وہ دریافت کر سکتا کہ اسکی وجہ کیا ہے یہاں تک کہ آخر کار کہ علی قریب جو اسکا سب سے بڑا دربان تھا۔ عنصری کے پاس گیا اور کہا کہ تو سلطان کے پاس جا کر خود اسکو اپنا ظاہر کر اور کوئی ایسی تدبیر کر کہ بادشاہ خوش ہو جائے۔ عنصری بزرگ دربان کا فرمان بجا لایا۔ اور سلطان کے سامنے جا کر آداب بجا لایا اور یمین الدولہ محمود نے کہا کہ اے عنصری میں تجھکو ابھی یاد کر رہا تھا (کٹی ہوئی زلفوں کی طرف اشارہ کر کے) دیکھتا ہے کہ کیسی بری ہوئی ہیں؟ ہم کو اس بارے میں کچھ حسب حال کہہ کر سناؤ۔ عنصری نے آداب بجا لایا اور فی البدیہہ کہا۔ معشوق کی زلفوں کے سرے کا کٹنا کب عیب میں داخل ہے اور رنجیدہ ہو کر بیٹھنے اٹھنے کا کیا موقع ہے اور یہ تو عیش و عشرت اور شراب پینے کا وقت ہے کیونکہ سرو کو چھانٹنا اور اسکو خوبصورت بنانا ہے۔ سلطان یمین الدولہ محمود کو یہ دو بیت بہت پسند آئے۔ اس نے حکم دیا تو جواہرات حاضر کئے گئے۔ تین مرتبہ اس عنصری کا منہ جواہرات سے بھر دیا۔ گانے والوں کو بلایا۔ اور اس روز شام تک اس دو بیتی کے ساتھ شراب پی گئی اور اسکا غم دو بیتی کے سبب جاتا رہا اور بہت خوش ہوا۔ والسلام۔ واضح ہو کہ شاعری میں بدیہہ گوئی ...

بیرون آید و پادشاه را حسب حال بطبع آرد و این همه از بهر مراعات دل مخدوم و طبع ممدوح است باید و شعرا هر چه یافته اند از صلات معظم بسبب بدیهه و حسب حال یافته اند ٭

حکایت

فرخی از سیستان بود. پسر جولوغ. غلام امیر خلف بانو. طبعی نیکو داشت و شعر خوش گفتی و چنگ تر زدی و خدمت دهقانی کردی از دهاقین سیستان و این دهقان او را هر سال دویست کیل پنج منی غله دادی و صد درم سیم نوحی. او را تمام بودی. اما زنی خواست هم از موالی خلف و خرجش بیشتر افتاد و بیرون زبیل در افزود فرخی بی برگ ماند و در سیستان کسی دیگر نبود مگر امرای ایشان فرخی قصه به دهقان برداشت که مرا خرج بیشتر شده است چه شود که دهقان از آنجا که کرم اوست غله من سیصد کیل کند و سیم پنجاه درم تا مگر با خرج من برابر شود دهقان بر پشت قصه توقیع کرد که این قدر از تو دریغ نیست و افزون از این را روی نیست. فرخی چون بشنید مأیوس گشت و از صادر و وارد استخبار می کرد که در اطراف و اکناف عالم نشان ممدوحی شنود تا روی بدو آرد باشد که اصابتی یابد تا خبر کردند او را از امیر ابوالمظفر چغانی بچغانیان که این نوع را تربیت

یعنی شعراء ۱۲

اردو ترجمہ

بدیہہ دیا جاتا ہے اور بادشاہ کو حسب حال بری پسند آتا ہے اور یہ سب باتیں مخدوم کے دل اور ممدوح کی طبیعت کو خوش کرنے کے واسطے ہونا چاہیے۔ شاعروں نے جب کبھی بڑے بڑے انعامات حاصل کئے ہیں تو بدیہہ گوئی اور حسب حال بیان کرنے سے حاصل کئے ہیں۔

حکایت

فرخی جولوغ امیر خلف کا لڑکا اور سیستان کا باشندہ تھا۔ طبیعت اچھی پائی تھی شعر بھی نہایت بہتر کہتے تھے اور چنگ بھی بہت اچھا بجاتا تھا۔ اور سیستان کے زمینداروں میں سے ایک کی خدمت کرتا تھا۔ اور یہ زمیندار اسکو پانچ من والے پیمانہ سے دو سو پیمانہ غلہ اور سو درم نوحی (چاندی) دیتا تھا۔ جو اسکو کافی ہوتے تھے۔

لیکن اسنے خلف کی لونڈیوں میں سے ایک کیساتھ بیاہ کر لیا۔ اب اسکا خرچ زیادہ ہوگیا۔ اور اسکی مقصود [illegible] ہوئی (مہربان معاف کریں) فرخی بے سامان ہوگیا اور سیستان میں اس خاندان کے امراء کے سوا کوئی دوسرا [illegible] تھا۔ فرخی نے زمیندار کے سامنے درخواست پیش کی کہ میرا خرچ زیادہ ہوگیا ہے کیا ہی اچھا ہو کہ زمیندار اپنی مہربانی سے میرا غلہ تین سو پیمانہ اور نقد [illegible] درم کر دیں تو شاید میرے خرچ کے برابر ہو جائے۔ زمیندار نے عرضی کی پشت پر لکھا کہ [illegible] اسکے [illegible] سے زیادہ دینے کی گنجائش [illegible]۔ جب فرخی نے سنا تو نا امید ہوا اور آنے جانے والوں سے خبریں معلوم کرتا رہا کہ اطراف و اکناف عالم میں کسی ممدوح کا پتہ لگے تو اسطرف [illegible]

می کند و این جماعت را صله و جائزهٔ فاخره بهم دهد و امروز از ملوک عصر و امرای وقت درین باب او را بانبست قصیدهٔ بگفت و عزیمت آن جانب کرد

با کاروان حلّهٔ برفتم ز سیستان ٭ با حلّهٔ تنیده ز دل بافته ز جان

الحق نیکو قصیده ایست و در وصف شعر کرده است و در غایت نیکوئی و مدح بے نظیر است پس برگے بساخت و روی بچغانیان نهاد و چون بحضرت چغانیان رسید بهارگاه بود و امیر بداغگاه و شنیدم که هجده هزار مادیان زهی داشت هر یکے را کرّهٔ در دنبال و هر سال برفتے و کرّگان را داغ فرمودے و عمید اسعد که کدخدائے امیر بود بحضرت بود و نزلے راست می کرد تا در پئے امیر برد ـ فرخی به نزدیک او درشد و او را قصیدهٔ خواند و شعر امیر بر وی عرضه کرد خواجه امیر اسعد مردے فاضل بود و شاعر دوست شعر فرخی را شعرے دید تر و عذب خوش و استادانه فرخی را سگزیی دید بے اندام جبه پیش و پس چاک پوشیده و دستار بزرگ سگزی وار در سر و پائے و کفش بس ناخوش و شعرے در آسمان هفتم، هیچ باور نکرد که این شعر آن سگزی را شاید بود و بر سبیل امتحان گفت امیر بداغگاه است و من میروم پیش او و ترا با خود ببرم بداغگاه که داغگاه عظیم خوش جائے است ـ جهانے در جهانی سبزه بینی ـ پر خیمه و چراغ چون ستاره از هر یکے

اردو ترجمہ

اور اس جماعت کو صلہ و گرانبہا انعام دیتے تھے اور ترجیح دیتے کہ بادشاہوں اور امیروں کو [illegible] اس معاملہ میں کوئی اسکا [illegible] ایک قصیدہ کہا اور اسطرف کا ارادہ کیا

لباس کے قافلہ کے ساتھ میں سیستان سے چلا (اکیلا) اور وہ لباس بھی ایسا تھا کہ جس کا تار دل تھا اور پود جان کا [illegible] میں بیشک قصیدہ بہت اچھا ہے اور اس میں بہت ہی خوبی سے شعر کی تعریف کی ہے اور خود بھی بے نظیر ہے پس سامان تیار کیا اور چغانیاں کی طرف روانہ ہوا جب چغانیان کے دربار میں پہنچا تو بہار کا زمانہ تھا۔ اور امیر داغگاہ (جہاں گھوڑوں کو داغ لگائے جاتے ہیں) میں تھا میں نے سنا ہے کہ اسکے پاس اٹھارہ ہزار بہترین گھوڑیاں تھیں اور ہر ایک کے ساتھ ایک بچھیرا تھا اور ہر سال جا کر بچھیروں کے داغ لگایا کرتا تھا۔ اور عمید اسعد امیر کا وزیر تھا دربار میں موجود تھا اور مہمانداری کا سامان تیار کر رہا تھا کہ امیر کے واسطے لیجائے۔ فرخی اسکے پاس گیا اور اسکو بھی قصیدہ سنایا۔ اور وہ اشعار جو امیر کیواسطے کہے تھے پیش کیے چونکہ عمید اسعد ایک فاضل اور شاعر دوست شخص تھا۔ فرخی کا کلام نہایت [illegible] اور بہترین و استادانہ دیکھا اور فرخی کو دیکھا تو وہ ایک سیستانی اور لاغر [illegible] جبہ آگے پیچھے سے پھٹا ہوا اور ایک بڑی سی سیستانی پگڑی سر پر۔ جوتا اور پاؤں میلے اور خراب اور حالت بری اور اسکا شعر آسمان ہفتم سے بلند۔ ہرگز یقین نہ کیا کہ یہ اشعار اس سیستانی کے لائق ہو سکتے ہیں اور امتحان کے طور پر کہا کہ امیر داغگاہ میں ہے میں

۱۲/ اسکے پاس جاؤنگا اور تجھے بھی اپنے ساتھ لیجاؤنگا کیونکہ داغگاہ بڑی عجیب بے نظیر مقام ہے جہاں [illegible] ایسا سبزہ کا عالم نظر آئیگا [illegible]

آواز رود و سرود آید و حریفان در هم نشسته و شراب همی نوشند و عشرت همی کنند و بدرگاه امیر آتشی افروخته چند کوهی گره کان را داغ همی کنند و پادشاه شراب در دست و کمند در دست دیگر شراب می خورد و اسپ می بخشد قصیده‌ای گوی لایق وقت و صفت داغگاه کن تا پیش امیر برم - فرخی آن شب برفت و قصیده‌ای پرداخت سخت نیکو و بامداد در پیش خواجه عمید اسعد آورد و آن قصیده این است

چون پرند نیلگون بر روی پوشد مرغزار ❊ پرنیان هفت رنگ اندر سر آرد کوهسار

خاک را چون ناف آهو مشک زاید بی قیاس ❊ بید را چون پر طوطی برگ روید بی شمار

دوش وقت نیم شب بوی بهار آورد باد ❊ حبذا باد شمال و خرما بوی بهار

باد گوئی مشک سوده دارد اندر آستین ❊ باغ گوئی لعبتان جلوه دارد در کنار

نسترن لؤلؤی بیضا دارد اندر مرسله ❊ ارغوان لعل بدخشی دارد اندر گوشوار

تا برآمد جامهای سرخ مل بر شاخ گل ❊ پنجهای دست مردم سر فرو کرد از چنار

باغ بوقلمون لباس و شاخ بوقلمون نما ❊ آب مروارید گون و ابر مروارید بار

راست پنداری که خلعتهای رنگین یافتند ❊ باغهای پرنگار از داغگاه شهریار

داغگاه شهریار اکنون چنان خرم بود ❊ کاندرو از خرمی خیره بماند روزگار

سبزه اندر سبزه بینی چون سپهر اندر سپهر ❊ خیمه اندر خیمه بینی چون حصار اندر حصار

هر کجا خیمه است خفته عاشقی با دوست مست ❊ هر کجا سبزه است شادان یاری از دیدار یار

سبزه‌ها با بانگ چنگ و مطربان چربدست ❊ خیمه‌ها با بانگ نوش ساقیان میگسار

اردو ترجمہ

اور ایک خیمے کا نیکی آواز آرہی ہے اور یار دوست طرب کے ساتھ بیٹھے شراب پی رہے ہیں اور عیش و عشرت کر رہے ہیں - اور امیر کی بارگاہ کے قریب آگ جل رہی ہے اور کچھ آدمی پہاڑی گھوڑیوں اور بچھیروں کے داغ لگا رہے ہیں - بادشاہ ایک ہاتھ میں جام شراب اور دوسرے میں کمند لئے شراب پی رہا ہے اور گھوڑے بخش رہا ہے تو ایک ایسا قصیدہ کہہ جو مناسب حال ہو اور داغ گاہ کی تعریف کر - میں تجھے امیر کے پاس لے چلوں گا - فرخی اس رات چلا گیا اور بہترین قصیدہ لکھا اور صبح کے وقت خواجہ عمید اسعد کے پاس لایا - اور وہ قصیدہ یہ ہے -

جب سبزہ زار نیلے کا پرند (موٹی کپڑا) اپنے جسم پر پہن تو اس کے حکمت سے سات رنگ کے پرنیان پہاڑ نظر آتے لگتے ہیں -

پرنیان - ریشمی کپڑا - ہرن کی ناف کی طرح خاک سے بے انتہا مشک پیدا ہوتی ہے - بید میں طوطی کے پروں کی طرح بے شمار پتے نکل رہے ہیں - کل صبح کے وقت نسیم بہار لے آئی - کیا اچھی باد ہے باغ جلوہ کے معشوق اپنی آغوش میں لئے ہوئے ہے - نسترن اپنے ہار میں سفید موتی کی طرح رکھتا ہے اور ارغوان اپنی بالی میں بدخشان کا لعل رکھتی ہے جیسے گل کی شاخ پر سرخ شراب کے پیالے نکل آئے ہیں - آدمیوں کے ہاتھ کے پنجے چنار کی طرف سے کھنچ گئے ہیں - باغ بوقلموں لباس پہنے ہے اور شاخیں نیرنگیاں دکھا رہی ہیں - پانی مانند موتی کے صاف ہے اور ابر موتی برسا رہا ہے - تو خیال کر کہ سرسبز باغوں نے بادشاہ کے داغ گاہ سے رنگین خلعت پائی ہیں - بادشاہ کی داغگاہ اس وقت ایسی شگفتہ ہے کہ اس کی شگفتگی سے زمانہ متحیر ہو گیا - سبزہ کے اندر سبزہ

٭ دیکھیے گا جیسے آسمان میں آسمان خیمہ میں خیمہ اس طرح ہو کہ جس طرح چاند فصیل میں قلعہ میں قلعہ بھی ہر جگہ خیمہ ہے وہاں ایک عاشق اپنے مست دوست کے ساتھ سو رہا ہے اور جہاں

عاشقان بوس و کنار و نیکوان ناز و عتاب * مطربان رود و سرود و خفتگان خواب و خمار

بر در پرده سرای خسرو پیروز بخت * از پی داغ آتشی افروخته خورشیدوار

برکشیده آتشی چون مطرد دیبای زرد * گرم چون طبع جوانی زرد چون زر عیار

داغها چون شاخهای بسد یاقوت رنگ * هر یکی چون ناردانه گشته اندر زیر نار

ریدکان خواب نادیده مصاف اندر مصاف * مرکبان داغ نادیده قطار اندر قطار

خسرو فرخ سیر بر باره دریا گذر * با کمند اندر میان دشت چون اسفندیار

همچو زلف نیکوان مرد گیسو تاب خورده * همچو عهد دوستان سالخورده استوار

میر عادل بوالمظفر شاه با پیوستگان * شادمان و شادخوار و کامران و کامگار

هر کرا اندر کمند شصت بازی درفگند * گشت داغش بر سرین و شانه و رویش نگار

هرچه زین سو داغ کرد از سوی دیگر هدیه داد

شاعران را با لگام و زایران را با فسار

چون خواجه عمید اسعد این قصیده بشنید حیران فرو ماند که هرگز مثل آن بگوشش فرو نشده بود جمله کارها فرو گذاشت و فرخی را برنشاند و روی بامیر نهاد آفتاب زرد و پیش امیر آمد و گفت ای خداوند ترا شاعری آورده ام که تا دقیقی روی در نقاب خاک کشیده است کس مثل او ندیده است و حکایت کرد آنچه رفته بود پس امیر فرخی را بار داد چون درآمد خدمت کرد امیر دست داد و جای نیکو نامزد کرد و بپرسید و بنواخت و بعاطفت خویش امیدوارش گردانید و چون شراب دوری چند درگذشت

اردو ترجمہ

عاشقان بوس و کنار میں اور معشوق ناز و عتاب میں ہیں قوال گانے بجانے اور سونے والے نیند اور خمار میں ہیں فتح مند بادشاہ کے سراپردہ کے پاس داغ کے لگانے کے واسطے آفتاب کی طرح آگ جلا دی آگ کے شعلے دیبائے زرد کی طرح ہیں جو آدمی کی طبع جوانی کی مانند ہیں اور طلائے کی طرح زرد داغ سرخ یاقوت جیسے سرخ مونگے کی شاخ کی طرح ہیں اور ہر ایک ناردانہ کی طرح آگ میں نظر آرہا ہے [illegible] آنکھیں صف میں

مبارک عادت والا بادشاہ دریا سے گذر جانیوالے گھوڑے پر اسطرح بیٹھا ہے جیسے اسفندیار جنگل میں کمان لئے ہوئے ہے۔ مرد معشوقوں کی زلفوں کی طرح گیسو پیچ و تاب کھائے ہوئے ہیں اور پرانے دوستوں کے عہد کیطرح مضبوط ہیں۔ امیر عادل بوالمظفر بادشاہ اپنے متعلقین کے ساتھ خوش و خرم مقصد و مراد ہے جسکو اسنے کمند کے نشانہ میں لیا اسکا نام اسکے سرین شانہ اور چہرے پر لکھ گیا جسکو اسطرف داغ لگایا اور اسطرف سے بخش دیا شاعروں کو لگام کے ساتھ اور دیکھنے والوں کو باگ ڈور کے ساتھ

خواجہ عمید اسعد نے جب یہ قصیدہ سنا تو متحیر رہ گیا کیونکہ کبھی اسنے ایسا قصیدہ نہ سنا تھا تمام کاروبار چھوڑ دئے اور فرخی کو بٹھا کر خود امیر کے پاس گیا [illegible] امیر کے پاس پہنچا اور کہا کہ آپکی [illegible] آپکے لئے ایک ایسا شاعر لایا ہوں کہ [illegible] اپنا [illegible] چھپایا ہے کسی نے اس جیسا شاعر نہیں دیکھا اور جو کچھ گذرا تھا بیان کیا پھر امیر نے فرخی کو

فرخی برخاست و با آوازِ حزین و خوش این قصیده بخواند

باکاروانِ حُلّه برفتم ز سیستان

چون تمام برخواند امیر شعرشناس بود و نیز شعر گفتی از این قصیده بسیار شگفتیها نمود عمید اسعد گفت ای خداوند باش تا بهتر بینی - پس فرخی خاموش گشت و دم درکشید تا غایتِ مستی امیر پس برخاست و آن قصیدهٔ داغ گاه برخواند - امیر حیرت آورد پس در آن حیرت روئے بفرخی آورد و گفت هزار سر کرّه آوردند همه روئے سپید و چهار دست پائے سپید ختلی راهِ تراست تو مرد سگزی و عیّاری چندانکه بتوانی گرفت بگیر ترا باشد فرخی را شراب تمام دریافته بود و اثر کرده بیرون آمد و زود دستار از سر فروگرفت خویشتن را در میان فسیله افگند و یک گله در پیش کرد و بدان روئے دشت بیرون برد و بسیار چپ و راست و از هر طرف بدوانید که یکے نتوانست گرفت - آخرالامر رباطے ویران برکنار لشکرگاه پدید آمد کرگان در آن رباط شدند - فرخی بغایت مانده شده بود - در دهلیز رباط دستار زیر سر نهاد و حالی در خواب شد از غایت مستی و ماندگی کرگان را بشمردند چهل و دو سر بودند - رفتند و احوال با امیر بگفتند امیر بسیار بخندید و شگفتیها نمودند - و گفت مردے مقبل است کار او بالا گیرد - او را و کرگان او را نگاه دارید -

اردو ترجمہ

تو فرخی اٹھا - اور درد ناک اور خوش آواز کے ساتھ یہ قصیدہ پڑھا ۔ ریشمی لباس کے ساتھ قافلہ کے ساتھ سیستان سے چلا - جب تمام پڑھ چکا کیونکہ امیر شعر شناس تھا اور خود بھی شعر کہتا تھا - اس قصیدے سے بہت خوش ہوا - عمید اسعد نے کہا کہ اے خداوند ذرا ٹھہریئے تا کہ آپ اس سے اور بہتر سنیں - پس فرخی خاموش ہوگیا - اور امیر کے انتہائی مخمور ہونے تک چپ رہا - پھر کھڑا ہوا اور وہی داغگاہ والا قصیدہ پڑھا - امیر حیران رہ گیا - اور اسی حیرت میں فرخی کی طرف رخ کیا اور فرمایا کہ ہزار بچھیرے لائے گئے سب سفید منہ اور سفید پیروں والے ختلی تیری راہ پر ہیں تو سیستانی اور چالاک آدمی ہے جس قدر تجھ سے پکڑے جا سکیں لے لے تیرے ہو جائیں گے - فرخی پر شراب چڑھی تھی باہر آیا اور سر سے پگڑی اتار دی اور اصطبل میں [illegible] ایک گلہ ہانکتا ہوا میدان [illegible] لے گیا - دائیں بائیں ہر طرف سے بہت دوڑایا لیکن ایک بھی نہ پکڑ سکا - آخر کار لشکر گاہ کے پاس ایک ویران سرائے دکھائی دی بچھیرے اس سرائے میں چلے گئے - فرخی بہت تھک گیا تھا انتہائی مستی اور تکان کی وجہ سے سرائے کی دہلیز پر پگڑی سر کے نیچے رکھ کر سو گیا - لوگوں نے بچھیروں کو گنا تو ۴۲ تھے اور سارا حال امیر سے جا کر کہا [illegible]

وچون او بیدار شود مرا بیدار کن، به مثال پادشاه امتثال کردند. دیگر روز بطلوع آفتاب فرخی برخاست و خود امیر خاسته بود و نماز کرده. بار داد و فرخی را بنواخت و آن کرّگان را بکسان او سپردند و فرخی را اسپ با ساخت خاصه فرمود و دو خیمه و سه سر استر و پنج سر برده و جامه پوشیدنی و گستردنی و کار فرخی در خدمت او عالی شد و تجمّلی تمام ساخت. پس بخدمت سلطان یمین الدوله محمود رفت و چون سلطان محمود او را متجمّل دید بهمان چشم در وی نگریست و کار او بدانجا رسید که تا بیست غلام سیمین کمر از پس او برنشستندی. والسلام

حکایت

در سنه عشر و خمسمائه پادشاه اسلام سنجر بن ملکشاه اطال الله بقاءه و دام الی المعالی ارتقاءه بحد طوس بدشت تروق بهار داد و دو ماه آنجا مقام کرد و من از هری بر سبیل انتجاع بدان حضرت پیوستم و نداشتم از برگ و تجمّل هیچ. قصیده بگفتم و نزدیک امیر الشعرا معزی رفتم و از او افتتاح کردم و شعر من بدید و از چند نوع مرا بر سخت. مرا او آمدم. بزرگیها فرمود و بر من بهر واجب داشت. روزی پیش او از روزگار استزاده‌ای همی نمودم و گله‌ای کردم. مرا دل داد و گفت تو درین علم رنج برده و تمام حاصل کرده. آن را هر آینه اثری باشد و حال من همچنین بود و ...

اردو ترجمہ

جس وقت وہ اٹھے مجھے بھی اٹھایا۔ بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ دوسرے دن طلوع آفتاب کے وقت فرخی اٹھا اور امیر پہلے ہی اٹھ چکا تھا۔ نماز پڑھ کر دربار میں آنے کی اجازت دی۔ اور فرخی کیساتھ بہت مہربانی فرمائی اور وہ بچھیرے اس کے لوگوں کو دیئے۔ فرخی کو ایک گھوڑا خاصہ کے ساز و سامان کیساتھ۔ اور ایک خیمہ تین خچر پانچ غلام پہننے اور بچھانے کے سامان مرحمت فرمائے۔ اور فرخی کا مرتبہ آپ کی خدمت میں بلند ہوا اور پورا شان و شوکت حاصل کی۔ پھر سلطان یمین الدولہ کی خدمت میں گیا۔ جب سلطان محمود نے اسکو عزت و شان والا دیکھا اور اسکا مرتبہ اس درجہ تک بڑھ گیا کہ بیس غلام چاندی کے پٹکے والے اس کے پیچھے رہتے تھے۔ والسلام

حکایت

۵۱۰ھ میں بادشاہ اسلام سنجر بن ملک شاہ (اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے اور ہمیشہ بلندی کی طرف بڑھاتا رہے) علاقہ طوس کے دشت تراق میں رونق افروز ہوئے اور دو ماہ وہاں پر قیام کیا۔ میں بسلسلہ تلاش معاش اس بارگاہ تک پہنچا۔ میرا ساز و سامان اور شان و شوکت کچھ بھی نہ تھی۔ میں نے ایک قصیدہ کہا۔ اور امیر الشعرا معزی کے پاس گیا۔ پس اسکے افتتاح کی۔ اس نے میرے شعر دیکھے اور مجھے چند طریقوں سے جانچا۔ اسکی منشا کے مطابق کافی بہت تعظیم اور احترام سے پیش آیا۔

اور میں نے اسکے سامنے زمانہ کی زیادتی بیان کی۔ شکایت کی اور اس نے مجھے تسلی دی اور کہا کہ تو نے اس علم پر بہت رنج اٹھایا ہے

هیچ شعر نیک ضایع نمانده است تو درین صناعت حظی داری
و سخن تو هموار و عذب است و روی در ترقی دارد، باش تا ببینی که ازین علم
بکجا رسی ببینی و اگر روزگار در رابست انصاف تو نماید و رثای الحال
کار مراد تو گردد. پدر من امیر الشعراء برهانی رحمة الله علیه در اول دولت
ملک شاه بشهر قزوین از عالم فنا بعالم بقا تحویل کرد و در آن قطعه
که سخت معروف است مرا بسلطان ملک شاه سپرد درین بیت
بیت — من رفتم و فرزند من آمد خلف صدق
او را بخدا و بخداوند سپردم
پس جامگی و اجرای پدر بمن تحویل افتاد و شاعر ملک شاه
شدم و سالی در خدمت پادشاه روزگار گذاشتم که جز
از دور او را نتوانستم دید
و ازان اجرا و جامگی یک من و یک دینار نیافتم و خرج
من زیادت شد و وام بگردن من درآمد و کار در سر من بپیچید
و خواجه بزرگ نظام الملک رحمة الله در حق شعرا اعتقادی
نداشت از آنکه در معرفت او دستی نداشت و از ائمه و
متصوفه بهیچ کس نمی پرداخت روزی که فردای آن رمضان
خواست بود و من از جمله خرج رمضان و عید هیچ
نداشتم در آن دلتنگی بنزد علاء الدوله امیر علی فرامرز رفتم
که پادشاه زاده بود و شعر دوست و ندیم خاص سلطان بود و

اردو ترجمہ

لیکن آج تک کوئی اچھا شعر ضائع نہیں ہوا ہے تجھ کو اس فن میں سلیقہ بھی ہے تیرا کلام شستہ اور شیریں بھی ہے اور ابھی رو بہ ترقی ہے صبر کر تاکہ تو اس علم کی بھلائیاں دیکھے اگر زمانہ ابتدا میں تجھے آسائش دینے میں تنگی کرتا ہے لیکن آخرکار تیری منشا کے مطابق کام ہوگا۔ میرا باپ امیر الشعراء برہانی رحمۃ اللہ علیہ ملک شاہ کے زمانہ میں شہر قزوین میں اس دنیائے فانی سے عالم بقا کو رخصت ہوا اور مجھے اپنے اس قطعہ میں جو بہت مشہور ہے اس بیت سے سلطان ملک شاہ کے سپرد کیا ہے

میں چلا گیا اور میرا فرزند بہتر جانشین رہ گیا میں اسے خدا اور بادشاہ کے سپرد کرتا ہوں

پس میرے باپ کا وظیفہ اور روزینہ مجھ کو ملنے لگا اور میں ملک شاہ کا شاعر ہو گیا۔ اور ایک سال بادشاہ کی خدمت میں اسطرح گذارا کہ سوائے دور سے میں اسے دور سے بھی نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن اس وظیفہ اور روزینہ سے ایک من غلہ یا ایک دینار بھی مجھے نہ ملا۔ میرے اخراجات بڑھ گئے اور میری گردن پر بار قرض ہو گیا اور میرے خیال میں کام بہت مشکل ہو گیا اور یہ حالت تھی کہ خواجہ نظام الملک رحمۃ اللہ علیہ اس سبب سے کہ انہیں شعر سے کوئی قابلیت نہ تھی اسلیے شاعروں کے حق میں اچھا اعتقاد نہ رکھتے تھے اور نیز ائمہ اور صوفیوں کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے ایکدن جبکہ اسکے دوسرے روز رمضان کا چاند دکھائی دینے والا تھا اور میرے پاس رمضان اور عید کے خرچ کیلیے

کچھ نہ تھا میں اسی تنگی میں علاء الدولہ امیر علی فرامرز کے پاس گیا کیونکہ وہ بادشاہزادہ اور شعر دوست اور سلطان کا خاص مصاحب اور اسکا داماد

داماد او حرمت تمام داشت و گستاخ بود و در آن دولت
منصب بزرگ داشت و مرا ترتیب کردے گفتم زندگانی خداوند
دراز باد۔ نہ ہر کارے کہ پدر بتواند کرد پسر تواند کرد۔ آنچہ پدر را
نباید پسر را بباید۔ پدر من مردے جلد و سہم بود۔ و در این صناعت
مرزوق و خداوند جہان سلطان شہید الپ ارسلان را
در حق اعتقادے بودے آنچہ از و آمد از من ہمی نیاید مرا حیلتے
متاع است و نازک طبعی بآن یار است۔ یک سال خدمت کردم
و ہزار و پنجاہ دام برآوردم و دانگے نیافتم۔ و دستوری خواہ
بندہ را تا نیشاپور باز گردد و وام بگزارد و بآن باقی کہ بماند
بسازد و دولت قاہرہ را دعاگوید۔ امیر علی گفت راست است
راست گفتی ہمہ تقصیر کردہ ایم بعد ازین نکنیم۔ سلطان
نماز شام بماہ دیدن بیرون آید۔ باید کہ آنجا حاضر باشی
تا روزگار چہ دست دہد۔ در حالی صد دینار فرمود تا برگ
رمضان سازم و برفور غرسہ بیاوردند صد دینار نیشاپوری
و پیش من نہادند عظیم شادمان بازگشتم و برگ
رمضان بفرمودم و نماز دیگر بدر سراپردۂ سلطان شدم
قضارا علاء الدولہ ہمان ساعت در رسید خدمت
کردم گفت سخت دیر کردی بوقت آمدی پس فرود آمد و پیش
سلطان شد آفتاب زرد سلطان از سراپردہ بدر آمد

اردو ترجمہ

اور اس کا داماد بھی تھا۔ اور بہت گستاخ
اور بیباک تھا۔ اور اس حکومت میں
بڑے عہدہ پر مقرر تھا۔ اور میری سرپرستی
بھی کرتا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ خداوند
کی عمر دراز ہو۔ ہر کام جو باپ کر سکتا
ہے وہ بیٹا نہیں کر سکتا اور جو کچھ
باپ سے ہو سکتا ہے وہ بیٹے سے نہیں
ہو سکتا۔ میرا باپ ایک چالاک دلاور
شخص تھا۔ اس صنعت سے روزی
خوار اور خداوند جہان الپ ارسلان
کا اس کے حق میں بڑا اعتقاد تھا۔ جو کچھ
اس سے ہو سکتا مجھ سے نہیں ہو سکتا
مجھ کو حیا مانع ہے اور نازک طبعی اس کا
رفیق ہے۔ میں نے ایک سال
خدمت کی اور ایک ہزار دینار کا قرضہ
ہو گیا۔ لیکن ایک پیسہ تک بھی نہ ملا۔ مجھے
اجازت دلا دیجئے تاکہ میں نیشاپور چلا جاؤں
اور قرض ادا کر دوں۔ اور جو کچھ باقی
رہے اس پر صبر کروں۔ اور حکومت
عالیہ کو دعا دوں۔ امیر علی نے کہا کہ تو
سچ کہتا ہے ہم سب نے بڑی غلطی کی ہے
اور آئندہ نہ کریں گے۔ بادشاہ مغرب
کے وقت چاند دیکھنے کو باہر آئے گا
تجھے چاہیے کہ وہاں حاضر ہو۔ دیکھئے
زمانہ کیا رنگ دکھاتا ہے۔ اسوقت
مجھے سو دینار دینے کے واسطے کہا تاکہ
میں رمضان کے لئے سامان مہیا کروں
فوراً سو دینار نیشاپوری کے تھال میں
لا کر میرے سامنے رکھے
میں بہت ہی خوش ہوا۔ اور واپس آیا
رمضان کا سامان مہیا کیا اور دوسری
نماز کے وقت سلطان کے سراپردہ پر چلا
گیا۔ اتفاق سے علاء الدولہ بھی اسی وقت
وہاں پہنچ گیا۔ میں آداب بجا لایا فرمایا

شاکر بہت اچھا کیا اور وقت پر پہنچا۔ پھر سواری سے اتر کر سلطان کی خدمت میں چلا گیا۔ دھوپ پیلی ہو گئی تھی قریب مغرب سلطان اس خیمہ سے نکل

کمان گروہہ در دست علاء الدّولہ بر راست من بدویدم و خدمت کردم امیر علی نیکو ستہا پیوست و بماہ دیدن مشغول شدند و اوّل کسے کہ ماہ دید سلطان بود عظیم شاد مانہ شد علاء الدّولہ مرا گفت پسر بُرہانی درین ماہ نو چیزے بگوئے من بر فور این دو بیتے گفتم

اے ماہ چو ابروان یاری گوئی ؛ یا نے چو کمان شہریاری گوئی
نعلے زدہ از زر عیاری گوئی ؛ در گوش سپہر گوشواری گوئی

چون عرضہ کردم امیر علی بسیارے تحسین کرد سلطان گفت برو از آخور ہر کدام اسپ کہ خواہی بکشائے و درین حالت بر کنار آخور بود امیر علی اسپے ؐ اخر کرد بیاوردند و بکسان من دادند ارزید سے سی صد دینار نیشاپوری سلطان بمصلّی رفت و من در خدمت نماز شام بگذاردیم و بخوان نشستیم بر خوان امیر علی گفت پسر برہانی درین تشریفے کہ خداوند جہان فرمود ہیچ نگفتی حالی دو بیتی بگوئے من بر پائے جستم و خدمت کردم و چنانکہ آمد حالی این دو بیتے بگفتم

چون آتش خاطر مرا شاہ بدید ؛ از خاک مرا برزبر ماہ کشید
چون آب یکے ترانہ از من بشنید ؛ چون باد یکے مرکب خاصم بخشید

چون این دو بیتی ادا کردم ۔ علاء الدّولہ احسنتہا کرد و بسبب تحسینِ او سلطان مرا ہزار دینار فرمود ۔ علاء الدّولہ گفت جامگی و اجراش رسیدہ است فردا بر دامن خواجہ خواہم نشست تا جامگیش از خزانہ

اردو ترجمہ

کمان گروہہ ہاتھ میں تھی اور علاؤ الدولہ داہنی جانب کی طرف دوڑا اور اداب بجالایا ۔ امیر علی نے بہت تعریف کی پھر چاند دیکھنے میں مشغول ہوگئے سب سے پہلے بادشاہ نے چاند دیکھا بہت خوش ہوا ۔ علاؤ الدولہ نے کہا پسر برہانی اس نئے چاند کے بارے میں کچھ کہو ۔ میں نے فورًا کھڑے ہو کر یہ رباعی کہی ؎ اے چاند گویا کہ تو معشوقوں کی ابروؤں کی طرح ہے ۔ یا نہیں بادشاہ کی کمان کی طرح ہے یا ایک خالص سونے کا نعل لگا ہے یا تو آسمان کے کان میں ایک بالی ہے ۔ جب میں نے پیش کی تو امیر علی نے بہت تعریف کی سلطان نے کہا کہ جا اور اصطبل سے جو گھوڑا تو چاہے کھول لے اسوقت ہم اصطبل کے پاس ہی تھے امیر علی نے ایک گھوڑا میرے نامزد کیا ۔ اور لوگوں نے حاضر کیا ۔ اور میرے ملازمین کو دیا جو تین ہزار نیشاپوری دینار کی قیمت کا تھا ۔ سلطان مصلّے پر گیا ۔ اور میں نے بھی سلطان کی خدمت میں نماز مغرب ادا کی پھر دستر خوان پر پہنچے دستر خوان پر پہنچ کر امیر علی نے کہا کہ خداوند جہان نے جو تجھے عطا فرمایا ہے اسکے بارہ میں تو نے کچھ نہیں کہا ۔ ایک رباعی کہہ ؎ میں فورًا اٹھا اور آداب بجالا کر جس طرح بھی ہو سکا یہ رباعی فورًا کہی ؎ جب بادشاہ نے میرے دل کی آگ دیکھی پس خاک سے اٹھا کر مجھے چاند کی بلندی پر پہنچا دیا ۔ پانی کی طرح رواں ایک نغمہ مجھ سے سُنی اور ہوا کی طرح تیز ایک خاصہ کا گھوڑا مجھے بخشا جیسا میں نے یہ

یہ دو بیت ادا کئے تو علاؤ الدّولہ نے بہت تعریف کی اور اس تعریف کرنے کی وجہ سے بادشاہ نے مجھے ہزار دینار عطا فرمائے علاء الدّولہ نے کہا کہ اسکا

ظہر باید واجب است پس بسپاهان نویسد گفت مگر تو کنی که دیگران را
این جسارت نیست و او را بلقب من باز خوانید و لقب سلطان
معز الدنیا والدین بود امیر علی مرا خواجه معزی خواند سلطان گفت
امیر معزی آن بزرگ بزرگ‌زاده چنان ساخت که دیگر روز نماز
پیش هزار دینار بمن بخشیده و هزار و دویست دینار جامگی
و برات نیز هزار من غله بمن رسیده بود چون ماه رمضان
بیرون شد مرا بمجلس خواند و با سلطان ندیم کرد و اقبال من روی
در ترقی نهاد و بعد از آن پیوسته تیمار من همی داشت و امروز
هرچه دارم از عنایت آن پادشاه‌زاده دارم - ایزد تبارک و تعالی
خاک او را بانوار رحمت خوش گرداد بمنه و فضله

حکایت

آل سلجوق همه شعر دوست بودند اما هیچکس شعر دوستی تر از
طغانشاه بن الپ ارسلان نبود و محاورت و معاشرت او همه
با شعرا بودند و ندیمان او همه شعرا بودند چون امیر عبدالله قرشی و ابوبکر
ازرقی و ابومنصور ابایوسف و شجاعی نسوی و احمد بدیهی و حقیقی و
نسیمی و اینها مرتب خدمت بودند و آینده و رونده بسیار
بودند همه از او مرزوق و محظوظ۔
مگر روزی امیر با احمد بدیهی نرد همی باخت و نرد ده هزاری

اردو ترجمہ

اور روز نماز ظہر اصفہان سے ادا کر سکو
نکھے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ تو شاید ایسا
کر سکتا ہے۔ دوسروں کی مجال نہیں اور اسکو
میرے لقب سے بلایا جائے۔ بادشاہ کا لقب
معز الدنیا والدین تھا۔ امیر علی نے مجھے
خواجہ معزی کہا۔ لیکن بادشاہ نے امیر
معزی فرمایا۔ الغرض اس بزرگ زادہ
بزرگ نے۔ امیر علی نے مجھے ایسا کام کیا
کہ دوسرے روز ظہر کی نماز کے وقت ہزار
دینار مجھ کو مرحمت فرمائے اور دو ہزار دو سو
وظیفہ ہوئے اور نیز ہزار من غلہ روزینہ
مجھکو لگ گیا جب ماہ رمضان ختم ہوا۔ تو
مجھ کو دربار میں بلایا۔ اور بادشاہ کا
مصاحب کر دیا۔ اب میرا اقبال بلند
ہو گیا۔ اسکے بعد بھی میری خبرگیری
کرتا رہا۔ اور آج میرے پاس جو کچھ
بھی ہے اس بادشاہزادہ کی عنایت
سے ہے خداوند کریم اپنے فضل و کرم
سے اسکی خاک کو رحمت کے نور سے منور کرے

حکایت

تمام آل سلجوق شعر دوست تھے
لیکن طغانشاہ الپ ارسلان سے بڑھ کر
کوئی شعر دوست نہ تھا۔ اسکی مجلس گفتگو
اور محفل عیش سب شعر کیساتھ ہی ہوتی
شعرا اور اسکے مصاحب تمام شعراء تھے
مثلاً امیر عبداللہ قرشی و ابوبکر ازرقی اور
ابومنصور ابو یوسف شجاعی نسوی و
احمد بدیہی حقیقی اور نسیمی یہ تو خدمت میں
تربیت پانے والے تھے اور آنے جانے والے
تو بہت سے تھے اور سب اس کے
روزی خوار اور خوش تھے۔
مگر ایک روز امیر احمد بدیہی کے ساتھ
نرد کھیل رہا تھا۔ اور دس ہزاری

در بیابان کشیده بود و امیر دو مهره در ششگاه داشت احمد بدیهی
دو مهره در یکگاه و ضرب امیر را بود. احتیاط کرد و نرد
بینداخت تا دو ششی زند، دو یک برآمد. عظیم تیره شد و از
طبع برفت و جای آن بود و آن غضب به درجه‌ای کشید که هر ساعت
دست به تیغ می‌کرد و ندیمان چون برگ بر درخت همی لرزیدند
که پادشاه بود و کودک بود و مقمور بچنان زخمی. ابوبکر ازرقی
برخاست و پیش مطربان شد و این دوبیتی بازخواند

ازرقی گوید

گر شاه دو شش خواست دو یک زخم افتاد
تا ظن نبری که کعبتین داد نداد
آن زخم که کرد رای شاهنشه یاد
در خدمت شاه روی بر خاک نهاد

امیر ابو منصور ابو یوسف در سنه ۵۰۹ تسع و خمسمائه که من بهرات
افتادم مرا حکایت کرد که امیر طغانشاه بدین دوبیتی چنان
به نشاط آمد و خوش طبع گشت که بر چشمهای ازرقی بوسه داد و زر
خواست پانصد ۵۰۰ دینار و در دهان او می‌کرد و یک درست مانده
بود. به نشاط اندر آمد و بخشش کرد و سبب آن همه یک دوبیتی
بود. ایزد تبارک و تعالی بر هر دو رحمت کناد بمنه و کرمه.

اردو ترجمہ

باسے میں پہنچ گیا تھا۔ امیر دو باسہ شش در
میں رکھتا تھا۔ اور احمد بدیہی کے
دو پانسے یکے میں رہے اور چال امیر کی تھی
بہت احتیاط سے چلا۔ چاہتا تھا کہ دو چھکے
پڑیں لیکن دو یکے نکلے۔ بہت غصہ ہوا۔
اور از خود رفتہ ہو گیا۔ اور اس کا موقعہ
بھی تھا۔ اور غصہ اس حد تک پہنچ گیا تھا
کہ ہر وقت تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالتا تھا
اور مصاحب درخت کے پتے کی طرح لرزتے
تھے کیونکہ بادشاہ تھا۔ اور بچہ تھا۔ اور
اپنے مال سے ہارا ہوا تھا۔ ابوبکر ازرقی اٹھے
اور قوالوں کے پاس جا کر یہ رباعی پڑھی
کہ اگر بادشاہ نے دو چھکے چلنے چاہے اور
یکے کی چال پڑ گئی تو یہ خیال نہ کرنا کہ پانسو
نے داد نہیں دی۔ اس (پہلی) چال نے
جب بادشاہ کی رائے کو یاد کیا تو بادشاہ
کی خدمت میں خاک پر سجدہ رکھ دیا یعنی
پانسے الٹے ہو گئے (ابو منصور ابو یوسف
نے) ۵۰۹ھ میں جب میں ہرات گیا۔ تو
مجھ سے کہا کہ امیر طغان شاہ اس
رباعی سے اس قدر خوش ہوا کہ ازرقی
کی آنکھوں پر بوسہ دیا۔ اور زر
منگا کر پانچ سو دینار اس کے منہ میں
ڈالنے شروع کئے۔ یہاں تک کہ ایک
دینار باقی رہ گیا تھا۔ اور بہت ہی
خوش ہوا اور انعام دیا۔ اس کا
سبب یہی ایک رباعی تھی۔ خدائے
تعالی اپنے فضل و کرم سے دونوں
پر اپنی رحمت کرے۔

۸ ⊗ **حکایت** ۶ "۱۳"

در شهور سنهٔ ۴۷۲ه اثنین وسبعین واربعمائه (ابن الحسابا صح)
صاحب غرضی قصه بسلطان ابراهیم برداشت که پسر او
سیف الدوله امیر محمود نیت آن دارد که بجانب عراق برود بخدمت
ملک شاه سلطان را غیرت کرد و چنان ساخت که او را ناگاه
بگرفت و ببست و بحصار فرستاد و ندیمان او را بند کرد و
بحصارها فرستاد و از جمله یکی مسعود سعد سلمان بود و او را بوجیرستان
بقلعهٔ نای فرستادند از قلعهٔ نای دو بیتی بسلطان فرستاد۔

(مسعود سعد سلمان فرماید)

در بند تو ای شاه ملک شاه باید تا بند تو پای تاجداری شاید
آن کس که ز پشت سعد سلمان آید گر زهر شود ملک ترا نگزاید

(این دو بیتی علی خاص بر سلطان برد بر وی هیچ اثری نکرد و ارباب تحقیق
و اصحاب انصاف دانند که ابیات مسعود در علو بچه درجه است
و در فصاحت بچه پایه بود وقت باشد که من از اشعار او همی خوانم
موی بر اندام من بر پای خیزد و جای آن بود که آب از چشم من
برود جمله این اشعار بر آن پادشاه خواندند و بشنید که بر هیچ موضع او
گرم نشد و از دنیا برفت و آن آزاد مرد را در زندان بگذاشت
و مدت حبس او بسبب قربت سیف الدوله دوازده سال بود (۱)

اردو ترجمہ

سنہ ۴۷۲ھ چار سو بہتّر ہجری کے مہینوں میں ایک
صاحب غرض نے سلطان ابراہیم سے عرض
کیا کہ آپ کے سیف الدولہ امیر محمود کا ارادہ
ہے کہ ملک شاہ کی خدمت میں عراق کی طرف
چلا جائے۔ بادشاہ کو غیرت آئی تو ایسا
کیا کہ اسکو یکایک گرفتار کر لیا اور باندھ
لیا اور قلعہ میں بھیج دیا۔ اسکے مصاحبوں
کو بھی قید کر کے الگ الگ قلعوں میں بھیجا
ان سب میں سے ایک مسعود سعد سلمان
بھی تھا۔ اسکو وجیرستان کے قلعہ
نامی میں بھیجا گیا۔ اس نے قلعہ نائے کے
متعلق بادشاہ کی خدمت میں ایک رباعی
روانہ کی (مسعود سعد کہتا ہے) اے بادشاہ
تیری قید میں ملک شاہ ہونا چاہیئے تا کہ تیری
بیڑی تاجدار کے پاؤں کا زیور ہو اور جو شخص سعد
سلمان کی اصل سے پیدا ہوا اگر زہر بھی ہو
جائے تو تیرے ملک کو نقصان نہیں پہنچا
سکتا۔ یہ رباعی علی خاص کے پاس لے گیا
لیکن اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ عقلمند اور انصاف
پسند جانتے ہیں کہ مسعود کے خیالات اتنے
بلند اور فصاحت میں کس درجہ پر ہیں اور کبھی ایسا
ہوتا ہے کہ اکثر ایسا ہوا کہ میں اسکے اشعار
پڑھتا ہوں تو میرے بدن کے رونگٹے
کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ
میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے ہیں
یہ سب اشعار اسکے سامنے پڑھے گئے
لیکن وہ کسی موقعہ پر بھی نہ پسیجا اور دنیا
سے چلا گیا اور اس آزاد مرد کو قید خانہ
میں چھوڑ گیا۔ اسکے قید سیف الدولہ
کے قریبی مصاحب ہونے کی وجہ سے
بارہ ۱۲ سال کی تھی۔ ادارہ ......

در روزگارِ سلطان مسعود ابراہیم بسبب قربت آن ابو نصر پارسی را ہشت سال بود و چندان قصائد غرر در نفائس دُرر کہ از طبع وقّاد او نزاده، الّتہ ہیچ مسموع نیفتاد۔ بعد از ہشت سال ثقۃ الملک طاہر علی مشکان او را بیرون آورد وجملہ آن آزاد مرد در دولتِ ایشان ہمہ عمر در حبس بسر برد۔ و این بدنامی در آن خاندانِ بزرگ بماند و من بندہ اینجا متوقفم کہ این حال را برچہ حمل کنم۔ بر ثباتِ رائے یا بر غفلتِ طبع. یا بر قساوتِ قلب یا بہ بددلی درجملہ ستودہ نیست و ندیدم ہیچ خردمند کہ آن دولت را برین حزم واحتیاط محمدت کرد۔ و از سلطان عالم غیاث الدّنیا والدّین محمد بن ملک شاہ بدر ہمدان در واقعۂ شہاب الدین قتلمش الب غازی کہ داماد او بود۔ بجواہر طیّب اللّٰہ تربتہما و رفع فی الجنان رتبہما شنیدم کہ خصم در حبس داشتن نشانِ بددلی است زیرا کہ از دو حال بیرون نیست یا مصلح است یا مفسد اگر مصلح است در حبس داشتن ظلم است و اگر مفسد است مفسد را زندہ گذاشتن ہم ظلم است درجملہ بر مسعود بسر برآمد و آن بدنامی تا دامن قیامت بماند۔

حکایت

(۹) "B"

ملک خانانیان از روزگار سلطان خضر بن ابراہیم عظیم طراوتے داشت و شگرف سیاستے و ہیبتے کہ بیش از آن نبود او پادشاہ

اُردو ترجمہ

اور سلطان ابراہیم کے زمانہ میں بسبب قربت صاحبت، ابو نصر پارسی کو آٹھ سال کی سزا ملی اور جتنے قصائد روشن اور بہترین موتی اسکی نازک طبیعت کی تھے ان میں سے ایک بھی نہ سُنا۔ شریف آدمیوں نے اسکی حکومت میں تمام عمر قیدخانہ میں کاٹی اور یہ بدنامی اس بزرگ خاندان پر باقی رہ گئی۔ لیکن میں یہاں متردّد ہوں کہ اس کیفیت کو کس حالت پر بیان کروں ثباتِ رائے پر یا طبیعت کی غفلت پر یا سختِ دلی یا عداوت پر۔ لیکن یہ کسی حالت میں بھی پسندیدہ نہیں ہے میں نے نہیں دیکھا کہ کسی عقلمند نے اس حکومت کی اس حزم و احتیاط پر تعریف کی ہو میں نے سلطان غیاث الدنیا والدین سے ہمدان کے دروازہ پر امیر شہاب الدّین قتلمش الپ غازی (جو اس کا بہنوئی تھا۔ اللّٰہ تعالیٰ اُنکی قبروں کو پاک کرے اور جنت میں انکے رتبہ کو بڑھائے) کے واقعۂ انتقال میں سُنا کہ دشمن کو قید میں رکھنا بددلی کی علامت ہے کیونکہ دو حال سے خالی نہیں، یا تو مصلح یا مفسد اگر مصلح ہے تو قید میں رکھنا ظلم ہے اور اگر مفسد ہے تو اسے زندہ چھوڑنا ہی ظلم ہے الغرض حیاتِ مسعود اور یہ بدنامی حشر تک باقی رہی ٭٭٭

خاقانیوں کا ملک سلطان خضر بن ابراہیم کے زمانے میں عجیب تروتازگی رکھتا تھا انتظامات و شان و شوکت

خردمند۔ عادل و نیک رائے بود۔ ماوراء النہر و ترکستان او
را مسلّم بود و از جانب خراسان او را فراغتے تمام و خویشی و
دوستی و عہد و شفقت برقرار۔ و از جملہ تجمّل مُلک او یکے
آن بود کہ چون برنشستے بجز دیگر سلاح ہفت صد گرز زرّین و
سیمین پیش اسپ او بردندے۔ و شاعر دوست عظیم بود
اُستاد رشیدی و امیر عمعق و نجیبی فرغانی و نجار ساغرجی و علی
بانیذی و پسر درغوش و پسر اسفراینی و علی سپہری در خدمت
او صلتہائے گران یافتند و تشریفہائے شگرف ستدند و
امیر عمعق امیر الشعراء بود و از آن دولت حظّے تمام گرفتہ و تجمّلے
قوی یافتہ چون غلامان ترک و کنیزکان خوب و اسپانِ راہوار
و ساختہائے زر و جامہائے فاخر و ناطق و صامت فراوان
و در مجلس پادشاہ عظیم محترم بود و بضرورت دیگر شعرا را خدمت
او ہمے بایست کردن و از استاد رشیدی ہمان طمع می داشت
کہ از دیگران و وفا نمے شد۔ اگرچہ رشیدی جوان بود۔ امّا عالم بود
و در آن صناعت ستّی زینب ممدوحہ او بود و ہمگی حرم خضر خان
در فرمانِ او بود و نیز پیش پادشاہ قربتے تمام داشت۔ رشیدی
را او میستودے و تقریب فضلِ او کردے تا کار رشیدی بالا گرفت و سید
الشعرائی یافت و پادشاہ را در وے اعتقادے پدید آمد و صلتہائے
گران بخشید رفتے۔ و در غیبت رشیدی از عمعق پرسید کہ شعر

اُردو ترجمہ

اور راہ ایک عادل نیک آدمی اور عقلمند
شخص تھا۔ ماوراء النہر اور ترکستان
اسکے قبضہ میں تھا۔ اور خراسان کی
طرف سے اُسے پورا اطمینان حاصل تھا
عزیزداری، دوستی، عہد و پیمان قائم
تھا۔ منجملہ اسکے اور شان و شوکت کے
ایک یہ تھا کہ جب وہ بیٹھ کر چلتا تھا
تو علاوہ اور دوسرے ہتھیار والوں
کے سات سو گرز سونے اور چاندی
کے لوگ لے کر اس کے گھوڑے کے
آگے آگے چلتے تھے۔

اور بہت شاعر دوست تھا۔ اُستاد
رشیدی و امیر عمعق و نجیبی و فرغانی نجار
ساغرجی۔ علی بانیذی، پسر درغوش پسر
اسفراینی، علی سپہری نے اسکی خدمت
میں بڑے بڑے صلے حاصل کئے اور
بہترین خلعتیں پائیں۔ امیر عمعق امیر
الشعرا تھا۔ اور اس حکومت سے
بہرہ پائے تھے۔ اور اسباب شان و
شوکت مثلاً ترک غلام خوبصورت
لونڈیاں۔ راہوار گھوڑے۔ زر دوزی
ساز و سامان بہترین خلعتیں پائے
تھا لونڈی غلام زر و زیور نقد کافی
تھا۔ اور بادشاہ کی مجلس میں بہت
محترم تھا۔ بسبب ضرورت دوسرے
شعرا کو اسکی خدمت کرنا لازمی تھی۔
اُستاد رشیدی وہ طبیعت رکھتا تھا
کہ دوسرے کی ہونا مشکل ہے اگرچہ
رشیدی جوان تھا لیکن عالم تھا
معہ مضمون کے اپنے قصیدہ میں اسکی حمد و
تھی۔ اور خضر خان کی تمام حرم
اسکے فرمان میں تھیں۔ اور بادشاہ کے
بہت زیادہ مقرب رہا کرتی تھی۔ رشیدی کی
اسکی تعریف کرتا تھا۔ یہاں تک کہ

عبد الرشید را چون مے بینی گفت شعرے بغایت نیک منقح و منقح
امّا قدرے نمکش درمے باید نہ بس روزگارے برآمد کہ رشیدی
دررسید و خدمت کرد و خواست کہ بنشیند پادشاہ اُورا پیش خواند
و بتقریب چنانکہ عادت ملوک است گفت امیر الشعرا را پرسیدم
کہ شعر رشیدی چون است گفت نیک است امّا بے نمک است
باید کہ درین معنی بیتے دو بگوئی۔ رشیدی خدمت کرد و بجاے
خویش آمد و بنشست و بر بدیہہ این قطعہ بگفت ؎

شعرہائے مرا بہ بے نمکی ٭ عیب کردی روا بود شاید
شعر من ہمچو شکر و شہد است ٭ و اندرین دو نمک نکو ناید
شلغم و باقلیست گفتۂ تو ٭ نمک اے قلتبان ترا باید

چون عرضہ کرد پادشاہ را عظیم خوش آمد و در ماوراء النہر عادت
و رسم است کہ در مجالس پادشاہ و دیگر مجالس زر و سیم در طبقہا
بنقل نہند و آن را سیم طاقا یا جفت خوانند و در مجلس خضر خان
بخشش را (؟) چہار طبق زر سرخ نہادہ بودے، و در ہر یکے دویست
و پنجاہ دینار و آن بمشت بہ بخشیدے این روز چہار طبق رشیدی
را فرمود و حرمتے تمام پیدا آمد و معروف گشت زیرا کہ چنانکہ
ممدوح بشعر نیک شاعر معروف شود شاعر بصلۂ گران معروف
شود کہ این دو معنی متلازمان اند ٭

اردو ترجمہ

کہ عبد الرشید رشیدی کے اشعار کے متعلق تم کیا کہتے ہو کہا کہ شعر تو نہایت پاک و صاف اور عمدہ ہوتے ہیں لیکن انہیں کچھ نمک کی ضرورت ہے زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ رشیدی آ پہنچا اور داب بجا کر چاہتا تھا کہ اپنی جگہ پر بیٹھے لیکن بادشاہ نے اُسے اپنے پاس بلایا اور بطور تمہید جیسا کہ بادشاہوں کی عادت ہے کہا کہ میں نے امیر الشعراء سے دریافت کیا کہ رشیدی کے اشعار کیسے ہوتے ہیں تو اس نے کہا کہ اچھے ہوتے ہیں لیکن بے نمک ضرور ہوتے ہیں۔ اس بارے میں دو ایک شعر کہنے چاہئیں۔ رشیدی آداب بجا لایا۔ اور اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ اور فی البدیہہ یہ قطعہ کہا۔ تو نے میرے اشعار پر بے نمکی کا عیب ظاہر کیا بجا ہے اور درست ہے میرے اشعار تو شہد اور شکر کی طرح ہوتے ہیں اور ان دونوں میں نمک اچھا معلوم نہیں ہوتا تیرا کہا ہوا شلغم اور باقلہ ہے اسے دوث نمک کی تجھے ضرورت ہے جب پیش کیا تو بادشاہ کو بہت اچھا معلوم ہوا۔ ماوراء النہر میں رسم و عادت ہے کہ بادشاہوں کے دربار اور دوسری مجالس میں سونے اور چاندی کے طباق بھر کر رکھے جاتے ہیں اور ان کو سیم طاق یا جفت کہتے ہیں) خضر خان کی مجلس میں بھی چار طباق زر سرخ کے بھر کر رکھے جاتے تھے اور ہر ایک میں دو سو پچاس دینار ہوتے تھے۔ خضر خان ان کو مٹھی بھر کر عنایت کرتا تھا۔ اس روز چار طباق رشیدی کو عنایت کر دیے اسے بہت عزت حاصل ہوئی۔ اور مشہور ہو گیا کیونکہ جس طرح ممدوح شاعر کے اچھے شعر سے مشہور ہوتا ہے اسی طرح
(۱) شاعر بھی بادشاہ کے گرانبہا انعام سے مشہور ہوتا ہے اور یہ دونوں باتیں لازم ہیں ٭

حکایت

۱۰ ۴ ۹ ۸ B

استاد ابوالقاسم فردوسی از دهاقین طوس بود از دیهی که آن دیه را باژ خوانند و از ناحیت طبرستان است بزرگ دیهی است و از وی هزار مرد بیرون آید. فردوسی در آن دیه شوکتی تمام داشت چنانکه بدخل آن ضیاع از امثال خود بی نیاز بود و از عقب یک دختر بیش نداشت و شاهنامه به نظم همی کرد و همه امید او آن بود که از صلهٔ آن کتاب جهاز آن دختر بسازد. بیست و پنج سال در آن کتاب مشغول شد که آن کتاب تمام کرد و الحق هیچ باقی نگذاشت و سخن را به آسمان علیین برد و در عذوبت بماء معین رسانید و کدام طبع را قدرت آن باشد که سخن را بدین درجه رساند که او رسانیده است در نامه‌ای که زال همی نویسد به سام نریمان بمازندران در آن حال که با رودابه دختر شاه کابل پیوستگی خواست کرد

یکی نامه فرمود نزدیک سام ** سراسر درود و نوید و خرام
نخست از جهان آفرین یاد کرد ** که هم داد فرمود و هم داد کرد
ز دو باد بر سام نیرم درود ** خداوند شمشیر و گوپال و خود
چماننده چرمه هنگام گرد ** چراننده کرکس اندر نبرد
فزاینده باد آوردگاه ** فشاننده خون ز ابر سیاه

حکایت

ابوالقاسم فردوسی طوس کے زمینداروں میں سے تھا۔ اور اس گاؤں کا رہنے والا تھا جس کو باژ کہتے ہیں۔ جو طبرستان کے نواح میں واقع ہے اور وہ ایسا بڑا گاؤں ہے کہ اس سے ہزاروں لائق شخص نکلتے تھے۔ فردوسی اس گاؤں میں اچھی شان و شوکت سے رہتا تھا۔ چونکہ اس زمینوں کی آمدنی کی وجہ سے اپنے اخراجات سے بے نیاز تھا اور اپنے بعد ایک لڑکی کے سوا اور کوئی (اولاد) نہ رکھتا تھا۔ شاہنامہ نظم کر رہا تھا۔ اور اسکو یہ امید تھی کہ اس کتاب کے صلے میں لڑکی کا جہیز تیار کرے۔

اور پچیس سال تک اس کتاب میں لگا رہا اور حقیقتاً کچھ باقی نہ چھوڑا اور کلام کو آسمان علیین تک پہنچایا۔ شیرینی میں چشمہ شیریں کے برابر کر دیا۔ اور کس طبیعت کو یہ قدرت ہو سکتی ہے کہ کلام کو اس رتبہ تک پہنچائے جس مرتبہ تک اسنے پہنچایا۔ اس خط میں کہ زال نے سام نریمان کو مازندران لکھا۔ حالانکہ وہ بادشاہ کابل کی لڑکی رودابہ سے شادی کرنا چاہتا تھا لکھتا ہے۔

ایک خط سام نریمان کو روانہ فرمایا۔ جو سراپا سلام۔ خوشی اور رخصتی تھا۔ پہلے جہان کے پیدا کرنے والے خدا کو یاد کیا کہ جس نے انصاف فرمایا یا انصاف کیا۔ اسکی طرف سے سام نریمان کو سلام پہنچے جو صاحب شمشیر گرز و خود ہے۔ جو گرد و غبار (لڑائی) کے موقعہ پر گھوڑے کا چلانے والا ہے۔ جنگ کے تصرف کا خیال کرتا ہے اور میدان جنگ میں زیادتی قتل

بمردی هنر در هنر ساخته ۝ سرش از هنر گردن افراخته
من در عجم سخنی بدین فصاحت نمی بینم و در بسیاری از سخن
عرب هم چون فردوسی شاهنامه تمام کرد نساخ او علی دیلم بود و
راوی ابودلف و شکر حیی قتیبه که عامل طوس بود و بجای
فردوسی ایادی داشت نام این سه بگوید

از این نامه از نامداران شهر ۝ علی دیلم و بودلف راست بهر
نیامد جز احسنتشان بهره ام ۝ بگفت اندر احسنتشان زهره ام
حیی قتیبه است از آزادگان ۝ که از من نخواهد سخن رایگان
نیم آگه از اصل و فرع خراج ۝ همی غلطم اندر میان دواج

حیی قتیبه عامل طوس بود و این قدر او را واجب داشت و
از خراج فرو نهاد لاجرم نام او تا قیامت بماند و پادشاهان
همی خوانند پس شاهنامه علی دیلم در هفت مجلد بنبشت دوسی
بودلف را برگرفت و روی بحضرت غزنین نهاد و بپایمردی
خواجه بزرگ احمد حسن کاتب عرضه کرد و قبول افتاد و سلطان محمود
از خواجه منتها داشت اما خواجه بزرگ منازعان داشت
که پیوسته خاک تخلیط در قدح جاه او همی انداختند محمود با آن
جماعت تدبیر کرد که فردوسی را چه دهیم گفتند پنجاه هزار درم
و این خود بسیار باشد که او مردی رافضی است و معتزلی
مذهب و این بیت بر اعتزال او دلیل کند که او گفت

اردو ترجمہ

جوانمردی سے ہنر میں ہنر پیدا کئے ہوئے اسکا سر ہنر کی وجہ سے بلند ہے میں عجم میں اس فصاحت کے ساتھ کلام پاتا اور زیادہ سے زیادہ کلام میں بھی عرب میں بھی نظم کی اتنی فصاحت کتاب کوئی نہیں ہے جب شاہنامہ ختم کیا۔ اس کا محرر علی دیلم راوی نقال یا پڑھنے والا ابودلف کو شکر کرنے والا۔ حیی قتیبہ جو طوس کا عامل تھا اور فردوسی پر بہت احسان کرتا تھا۔ ان تینوں کے نام بیان کرتا ہے شہر کے مشہور لوگوں سے اس حصے سے علی دیلم اور ابودلف کا حصہ ہے مجھے سوائے ان کی تعریفوں کے اور کچھہ ہو سکا میں انکی تعریفیں بیان کرتیں بہرہ ہوں حیی قتیبہ ان شریفوں میں سے ہے جو مجھ سے میرا کلام مفت لینا نہیں چاہتا میں خراج کی شاخ وجڑ سے آگاہ نہیں ہوں رضائی اپنے لحاف میں خوش ہوں حیی قتیبہ طوس کا عامل تھا اور وہ اسکی بہت عزت کرتا تھا اس کا خراج معاف کر دیا تھا بے شک اسکا نام قیامت تک باقی رہے گا اور بادشاہ پڑھتے ہیں پس شاہنامہ کو علی دیلم نے سات جلدوں میں لکھا اور فردوسی ابودلف کو لیکر غزنین کی طرف چلا اور خواجہ بزرگ احمد حسن کاتب کی وساطت میں پیش کیا جو کہ قبول ہوا سلطان محمود خواجہ بزرگ کے بہت احسانات رکھتا تھا لیکن خواجہ بزرگ چند مخالف رکھتا تھا جو ہمیشہ اسکے مرتبہ کی تعریف پر خاک جھونکا کرتے تھے محمود نے اسی جماعت سے مشورہ کیا

کہ فردوسی کو کیا دیا جائے [illegible]

بہ بینندگان آفرینندہ را ✽ نہ بینی مرنجان دو بینندہ را

و بر فضل و این بیتہا دلیل است کہ او گفت

خردمند گیتی چو دریا نہاد ✽ برانگیختہ موج از و تند باد

چو ہفتاد کشتی درو ساختہ ✽ ہمہ بادبانہا برافراختہ

میانہ یکے خوب کشتی عروس ✽ برآراستہ ہمچو چشم خروس

پیمبر بدو اندرون با علی ✽ ہمہ اہل بیت نبی و وصی

اگر خلد خواہی بدیگر سرائے ✽ بنزد نبی و وصی گیر جائے

گرت زین بد آید گناہ منست ✽ چنین دان و این راہ راہ منست

برین زادم و ہم برین بگذرم ✽ یقین دان کہ خاک پئے حیدرم

و سلطان محمود مردے متعصب بود درین تخلیط بگرفت و مسموع افتاد۔ در جملہ بیست ہزار درم بفردوسی رسید بغایت رنجور شد و بگرمابہ رفت و برآمد فقاعے بخورد و آن سیم میان حمامی و فقاعی قسم فرمود۔ سیاست محمود دانست بشب از غزنین برفت و بہری بدکان اسمعیل وراق پدر ازرقی فرود آمد و شش ماہ در خانہ او متواری بود تا طالبیان محمود بطوس رسیدند و باز گشتند و چون فردوسی ایمن شد از ہری روئے بطوس نہاد و شاہنامہ برگرفت و بطبرستان شد بنزدیک سپہبد شہریار کہ از آل باوند در طبرستان پادشاہ او بود و آن خاندانے است بزرگ نسبت ایشان بیزدگرد شہریار پیوندد۔ پس محمود

(بمکے گھر میں پوشیدہ رہا یہانتک کہ محمود کیطرف سے ڈھونڈنے والے طوس سے گئے اور واپس ہوگئے جب فردوسی مطمئن ہوگیا تو ہری سے طوس

اردو ترجمہ

دونوں دیکھنے والیوں (آنکھوں) سے پیدا کرنے والے کو نہیں دیکھ سکے گا۔ لہٰذا دونوں دیکھنے والیوں (آنکھوں) کو تکلیف نہ دے اور اسکے رفض پر یہ اشعار جو اسنے کہے ہیں دلیل ہیں۔ جب قضا و قدر جہان آفرین نے دریا پیدا کیا۔ تو موج نے اسمیں تیز اور تند جھونکے شروع کئے۔ جب اسمیں ستر کشتیاں بنائیں تو ہر ایک نے اپنا اپنا بادبان بلند کیا۔ اسمیں ایک کشتی دلہن کی سی سجی ہوئی تھی اور مرغ کی آنکھ کی طرح آراستہ آنحضرت مع حضرت علیؑ اور آنحضرت کے گھر کے لوگ اور حضرت علی کی اولاد اسمیں تشریف لئے بیٹھے تھے۔ اگر تو عاقبت میں جنت چاہتا ہے تو نبی اور حضرت علی کے پاس جگہ ڈھونڈ۔ اگر تجھے اسمیں نقصان ہے تو میرا گناہ تو یہی ہے۔ یہی جان اور یہی طریقہ میرا ہے اسی میں پیدا ہوا ہوں اور اسی پر میں مر جاؤنگا یقین سے جان کہ میں حضرت علی کے پیر کی خاک ہوں۔ اور سلطان محمود ایک متعصب شخص تھا اسے بھی یہ خیال ہوگیا۔ اور یہ باتیں منظور کرلیں۔ الغرض فردوسی کو بیس ہزار درم ملے۔ بیحد رنج ہوا حمام گیا اور واپس آکر شراب پی وہ درم حمام والے اور شراب بیچنے والے کو دیدیئے اور چونکہ سلطان محمود کی سیاست جانتا تھا اسلئے رات میں ہی غزنین سے چلا گیا۔ اور ہری ازرقی کے باپ اسمعیل وراق کی دوکان پر اترا اور چھ ماہ تک اسکے

را ہجا کرد در دیباچہ بیتے صد و بر شہریار خواند و گفت من این کتاب را از نام محمود با نام تو خواہم کردن کہ این کتاب ہمہ اخبار و آثار جدان تست شہریار او را بنواخت و نیکوئیہا فرمود و گفت یا استاد محمود را بر آن داشتند و کتاب ترا بشرطے عرضہ نکردند و ترا تخلیط کردند و دیگر تو مرد شیعی و ہر کہ تولی بخاندان پیامبر کند او را دنیاوی ہیچ کارے نرود کہ ایشان را خود نرفتہ است۔ محمود خداوندگار من است تو شاہ نامہ بنام او رہا کن و ہجو او بمن دہ تا بشویم و ترا اندک چیزے بدہم۔ محمود خود ترا خواند و رضائے تو طلبد۔ و رنج چنین کتاب ضائع نماند و دیگر روز صد ہزار درم فرستاد و گفت ہر بیتے بہزار درم خریدم آن صد بیت بمن دہ و با محمود دل خوش کن۔ فردوسی آن بیتہا فرستاد بفرمود تا بشستند فردوسی نیز سواد بشست و آن ہجو مندرس گشت و از آن جملہ این شش بیت بماند

مرا غمز کردند کان پر سخن ٭ بمہر نبی و علی شد کہن
اگر مہر شان من حکایت کنم ٭ چو محمود را صد حمایت کنم
پرستار زادہ نیاید بکار ٭ وگر چند باشد پدر شہریار
ازین در سخن چند رانم ہمے ٭ چو دریا کرانہ ندانم ہمے
بنیکی نبد شاہ را دستگاہ ٭ وگرنہ مرا برنشاندے بگاہ

اردو ترجمہ

فردوسی نے دیباچہ میں ایک سو شعر میں محمود کی ہجو کی۔ اور بادشاہ طبرستان کے سامنے سنائی۔ اور کہا کہ میں اس کتاب کو تیرے نام محمود کے نام سے کرون گا کیونکہ یہ کتاب بالکل تیرے اجداد کے واقعات اور یادگار ہے۔ شہریار نے اسکے ساتھ نوازش فرمائی۔ اور کہا کہ اے استاد محمود کو لوگوں نے اسپر مجبور کیا۔ اور تیری کتاب کسی شرط کیساتھ پیش نہیں کی اور تیرے کلام میں عیب نکالے دوسرے یہ کہ تو شیعہ ہے جو شخص کہ پیغمبر کے خاندان سے محبت رکھتا ہے اسکی دنیا میں کوئی مراد بر نہیں آتی۔ کیونکہ ان کی بھی دنیا میں کوئی مراد نہیں پوری ہوئی۔ محمود میرا سرتاج ہے۔ اور تو شاہنامہ اسی کے نام پر رہنے دے اور اسکی ہجو مجھے دیدے تاکہ میں اسے دھو ڈالوں اور تجھکو کچھ تھوڑا معاوضہ دیتا ہوں محمود خود تجھے بلائے گا۔ اور تیری خوشنودی حاصل کرے گا۔ اور اس کتاب کی محنت ضائع نہوگی۔ دوسرے روز ہزار دینار بھیجے۔ اور کہا کہ میں نے ہر شعر ہزار میں خریدا مجھے دیدے اور محمود سے خوش ہوجا۔ فردوسی نے ان اشعار کو بھیجدیا۔ اور شہریار کے حکم سے دھو دیئے گئے۔ فردوسی نے بھی انکی سیاہی دھو دی منجملہ ان کے یہ چھ شعر باقی رہے۔ مجھے عیب لگایا کہ وہ قادر الکلام نبی اور علی کی محبت میں بوڑھا ہوگیا۔ اگر میں (حقیقت میں) ان کی محبت بیان کروں۔ تو محمود جیسے سو کی مدد کروں لونڈی زادہ کام نہیں آتا۔ اگرچہ اس کا باپ بادشاہ ہی کیوں نہ ہو۔ میں اسی قسم کی حقیر باتیں بیان کرتا ہوں اور دریا کی طرح کنارہ نہیں جانتا۔ بادشاہ کو نیکی

چو اندر تبارش بزرگی نبود ٭ ندانست نام بزرگان شنود

الحق نیکو خدمتے کرد شہریار مر محمود را و محمود از و منتہا داشت
در سنہ اربع عشرۃ و خمسمایہ بنیشاپور شنیدم از امیر معزی کہ او گفت
از امیر عبد الرزاق شنیدم کہ بطوس کہ او گفت وقتے محمود بہندوستان
بود و از آنجا باز گشتہ بود و روے بغزنین نہادہ مگر در راہ او متمردے
بود حصارے استوار داشت و دیگر روز محمود را منزل بر در حصار
او بود، پیش او رسولے بفرستاد کہ فردا باید کہ پیش آئی و خدمتے
بیاری و بارگاہ ما را خدمت کنی و تشریف بپوشی و باز گردی دیگر
روز محمود برنشست و خواجہ بزرگ بر دست راست ہمے راند
کہ فرستادہ باز گشتہ بود و پیش سلطان ہمے آمد سلطان با خواجہ
گفت چہ جواب دادہ باشد خواجہ این بیت فردوسی بخواند

اگر جز بکام من آید جواب ٭ من و گرز و میدان و افراسیاب

محمود گفت این بیت کراست کہ مردی از وے ہمے زاید گفت
بیچارہ ابو القاسم فردوسی است و بیست و پنج سال رنج برد و چنان
کتابے تمام کرد و ہیچ ثمرہ ندید محمود گفت سرہ کردی کہ مرا از آن
یاد آوردی کہ من از آن پشیمان شدہ ام آن آزاد مرد
از من محروم ماند بغزنین مرا یاد دہ تا او را چیزے فرستم
خواجہ چون بغزنین آمد بر محمود یاد کرد، سلطان گفت شصت
ہزار دینار ابو القاسم فردوسی را بفرماے تا بنیل دہند

اردو ترجمہ

چونکہ اسکی ذات میں بزرگی نہ تھی۔
اسلئے وہ بزرگوں کا نام سن سکا
بیشک شہریار نے اچھی خدمت کی
اور محمود اسکا احسانمند تھا۔ ۵۱۴ھ
میں میں نے نیشاپور میں امیر معزی سے
سنا۔ اس نے کہا کہ میں نے طوس میں
امیر عبد الرزاق سے سنا وہ کہتا تھا
کہ ایک مرتبہ محمود ہندوستان گیا
تھا اور وہاں سے واپس غزنین آرہا
تھا۔ راستہ میں ایک سرکش تھا اسکا
قلعہ بہت مضبوط تھا۔ دوسرے دن
محمود کا قیام قلعہ کے دروازہ پر تھا
لہذا اسکے پاس ایک قاصد بھیجا اور
کہلا دیا کہ تم کو لازم ہے کہ کل ہمارے
پاس حاضر ہوکر ہدیہ پیش کرو اور
ہماری بارگاہ کے آداب بجالاؤ۔ اور
خلعت پہنکر واپس چلے جاؤ۔ دوسرے
روز محمود اور خواجہ بزرگ۔ اسکا وزیر
اعظم بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ قاصد
واپس آیا۔ اور سلطان کے سامنے
حاضر ہوا سلطان نے خواجہ سے کہا کہ
کیا جواب دیا ہوگا۔ خواجہ نے فردوسی
کا یہ شعر پڑھا

اگر میرے مقصد کے سوا کوئی جواب آیا
تو میں ہوں اور میدان ہے اور افراسیاب
ہے۔ محمود نے کہا یہ شعر کس کا ہے
کہ اس سے بہادری ٹپکتی ہے عرض کیا
کہ بیچارہ فردوسی کا کہ جسنے پچیس سال
تک محنت کر کے ایسی کتاب لکھی
لیکن اسکا کچھ فائدہ نہ اٹھایا محمود نے کہا
کہ تو نے بہت اچھا کیا کہ مجھے یاد دلایا میں
اسلئے شرمندہ ہوں کہ وہ شریف مجھ سے
محروم رہ گیا غزنین مجھے یاد دلانا [illegible]

[illegible]

واشتر سلطانی بطوس برند و از عذر خواهند خواجه سالها بود تا
درین بند بود - آخر آن کار را چون زر بساخت و اشتر گسیل کرد
و آن نیل بسلامت بشهر طبران رسید از دروازهٔ رودبار اشتر
در مے شد و جنازهٔ فردوسی بدروازهٔ رزان بیرون ہے بردند
در آن حال مذکرے بود در طبران تعصب کرد گفت من رها نکنم
تا جنازهٔ او در گورستان مسلمانان برند که او رافضی بود و هر چند
مردمان بگفتند با آن دانشمند درنگرفت - درون دروازه باغے بود
ملک فردوسی او را در آن باغ دفن کردند امروز در آنجا است
و من در سنه عشر و خمسمائة آن خاک را زیارت کردم -
گویند از فردوسی دخترے ماند سخت بزرگوار - صلهٔ سلطان
خواستند که بدو سپارند قبول نکرد و گفت بدان محتاج نیستم
صاحب برید بحضرت بنوشت و بر سلطان عرضه کردند مثال
داد که آن دانشمند از طبران برود بدین فضولی که کرده است
و خانمان بگذارد و آن مال بخواجه ابوبکر اسحق کرامی دهند تا رباط
چاهه که بر سر راه نشاپور و مرو است در حد طوس عمارت کنند
چون مثال بطوس رسید فرمان را امتثال نمودند و عمارت چاهه
از آن مال است

١١ ⊗	حکایت	۹٧ "B"

در آن تاریخ که من بنده در خدمت خداوند ملک الجبال بودم

ازاں وقتہ ۱۱

اُردو ترجمہ

اونٹ شاہی طوس تک لے جائیں اور معذرت کریں خواجہ عرصہ سے اسی فکر میں تھا - آخر اس کام کو نقد ہی تک پہنچا دیا - اونٹ لاد کے گئے اور وہ انعام صحیح سلامت شہر طبرستان تک پہنچ گیا - دروازہ رودبار سے اونٹ اندر جا رہے تھے - اور دروازہ رزان سے فردوسی کا جنازہ باہر لایا جا رہا تھا - اسوقت طبران میں ایک شخص تھا اس نے تعصب کیا - کہا کہ میں ہرگز اجازت نہ دونگا کہ فردوسی کا جنازہ مسلمانوں کے قبرستان میں لیجائیں کیونکہ وہ رافضی تھا - لوگوں نے ہر چند کہا لیکن اس عقلمند نے ایک نہ سنی - دروازہ کے باہر فردوسی کی ملکیت سے ایک باغ تھا - فردوسی کو اسمیں دفن کیا - اور آج تک وہیں ہے - میں نے ۵۱۰ھ میں اسکی خاک کی زیارت کی کہتے ہیں کہ فردوسی کی ایک لڑکی باقی رہی جو بہت نیک تھی - لوگوں نے چاہا کہ بادشاہ کا صلہ اسکے سپرد کریں لیکن اس نے قبول نہ کیا - اور کہا کہ میں اسکی محتاج نہیں ہوں - ڈاک منشی نے بارگاہ میں لکھا - لوگوں نے بادشاہ کی درگاہ میں پیش کیا - حکم ہوا کہ وہ عقلمند طبرستان سے نکالا جائے اور اسکی بیہودگی پر کہ اس نے اپنے خاندان کو چھوڑ دیا اور وہ مال خواجہ صاحب ابوبکر اسحٰق کرامی کو دیا جائے اور علاقہ طوس میں ایک سرائے جو نیشاپور اور مرو کے درمیان راستہ پر ہے تعمیر کی جائے - حکم طوس پہنچا تعمیل کی گئی

اور تفصیل ... اور ... عمارت ... ملک الجبال پر نور کرے ... اسکی تربت

ازاں وقتہ

نورالله مضجعه و رفع فی الجنان موضعه و آن بزرگوار در حق من
بنده اعتقادی قوی داشت و در تربیت من همتی بلند بگماشت از مهتران
و مهتر زادگان شهر بلخ عمرها الله امیر عمید صفی الدین ابو بکر محمد بن الحسین
الروانشاهی روز عید فطر بدان حضرت پیوست جوان فاضل مفضل
دبیرے نیک مستوفی بشرط و با ادب و ثمرات آن با بهره در دلها
مقبول و در زبانها ممدوح و درین حال من بخدمت حاضر نبودم
در مجلس بر لفظ پادشاه رفت که نظامی را بخوانید امیر عمید صفی الدین
گفت که نظامی منیری است گفت شاعرے نیک و مردے معروف
چون فراشش رسید و مرا بخواند موزه در پای کردم و چون در آمدم
خدمت کردم و بجای خویش بنشستم و چون دورے در گذشت
امیر عمید گفت نظامی نیامد ملک جبال گفت آمد اینک آنجا نشسته
است امیر عمید گفت من نه این نظامی را می گویم آن نظامی
دیگر است و من این را خود نشناسم عمید دون پادشاه را دیدم
که متغیر گشت و در حال روی سوی من کرد و گفت جز تو جای
نظامی هست گفتم بلی خداوندا دو نظامی دیگر اند یکی سمرقندی
است و او را نظامی منیری گویند و یکی نیشاپوری و او را نظامی
اثیری گویند و من بنده را نظامی عروضی خوانند گفت تو بهی یا
ایشان امیر عمید دانست که بد گفته است و پادشاه را متغیر دید
گفت خداوندا آن هر دو نظامی معربد اند و مجلسها بر هم زنند بعربده

اردو ترجمہ

اللہ تعالی انکی قبر اور جنت میں اسکے
مراتب بڑھائے یہ وہ بزرگ میرے
حق میں بہت اچھا اعتقاد رکھتے اور
میری تربیت کرتے تھے بلند ہمت
شخص تھا۔ شہر بلخ کے سردار اور
امیرزادوں میں سے عمرہا اللہ امیر عمید
صفی الدین ابوبکر محمد بن الحسین
الروانشاہی عید الفطر کے روز اس
بارگاہ میں حاضر ہوا۔ جوان فاضل
بزرگ اور دبیر نیک کامل شرط
ادب میں مناسب اور اس تہذیب والے
کے فوائد دلوں میں مقبول اور زبانوں
پر ممدوح تھا۔ اس وقت میں خدمت
میں حاضر نہ تھا۔ مجلس میں بادشاہ
کی زبان سے نکلا کہ نظامی کو بلاؤ۔
امیر عمید صفی الدین نے کہا کہ نظامی
یہاں موجود ہے لوگوں نے کہا کہ ہاں
ہم نے اپنے دل میں خیال کیا کہ
نظامی منیری ہے (یہ خیال کیا ہے)
کہنے لگا کہ کیا اچھا نیک شاعر مشہور
شخص ہے جب فراش آیا اور
مجھکو بلایا تو میں موزے پہن کر چلا
اور دربار میں حاضر ہوا اور آداب
بجا لاکر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا جب چند
دور شراب کے گذر گئے تو امیر عمید
نے کہا کہ نظامی نہیں آیا ملک جبال نے
کہا کہ آگیا وہاں بیٹھا ہے امیر عمید نے کہا
کہ میں اس نظامی کو نہیں کہتا وہ نظامی
دوسرا ہے میں تو اسکو پہچانتا ہی نہیں اس
وقت بادشاہ کیطرف دیکھا کہ اسکے
چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا اور میری

طرف دیکھکر کہا کہ تیرے سوا کوئی اور نظامی ہے عرض کیا کہ ہاں خداوند دو نظامی اور ہیں ایک سمرقندی ہے اسکو نظامی منیری کہتے ہیں

برهم شورند و بریان آرند. ملک بر سبیل طیبت گفت باش تا این را به بینی که پنج قدح سیکی بخورد و مجلس ابرهم زند. اما ازین دو نظامی شاعرتر کیست. امیر عمید گفت من آن دو را دیده ام و بحق المعرفه شناسم اما این را ندیده ام و شعر او نشنیده ام، اگر درین معنی که رفت دو بیت بگوید و من طبع او به بینم و شعر او بشنوم. بگویم که کدام شاعر است. زین هر ملک روی سوی من کرد و گفت هان اے نظامی تا مارا خجل نکنی و چون گوئی چنان گوئی که امیر عمید خواهد. اندر آن وقت مرا در خدمت پادشاه طبعی بود فیاض و خاطرے وهاج و اکرام و انعام آن پادشاه مرا بدانجا رسانیده بود که بدیهه من رویت گشته بود. قلم برگرفتم و تا دو بار دور درگذشت این پنج بیت بگفتم ؎

در جهان سه نظامیم ایشاه ٭ که جهانے زما بافغانند
من بورشاد پیش تخت شهم ٭ وآن دو در مرو پیش سلطانند
بحقیقت که در سخن امروز ٭ هر یکے مفخر خراسانند
گرچه همچون روان سخن گویند ٭ ورچه همچون خرد سخن دانند
من شرابم که چون شان دریابم ٭ هر دو از کار خود فرو مانند

چون این بیتها عرض کردم امیر عمید صفی الدین خدمت کرد و گفت اے پادشاه نظامیان را بگذار من از جملهٔ شعراء ماوراء النهر و خراسان و عراق هیچکس را طبع آن نشناسم که بداه

اُردو ترجمہ

ایسی شرارت سے برہم اور خراب کرتے ہیں بادشاہ نے بطور مزاح فرمایا صبر کرتا کہ اسکو دیکھ لے کہ چار یا پانچ قدح شراب آتشہ کے پی کر مجلس کو خراب کر رہا ہے لیکن ان تینوں نظامیوں میں بہتر شاعر کون ہے امیر عمید نے کہا کہ میں نے ان دونوں شاعروں کو دیکھا ہے اور جیسا طرح پہچاننے کا حق ہے پہچانتا ہوں لیکن نہ تو اسکے شعر کو اور نہ اسکو دیکھا۔ اگر اسبارے میں جو ابھی گذرا ایک دو شعر کہے تو میں اسکی طبیعت دیکھوں اور شعر سنوں تو پھر بتا سکتا ہوں کہ تینوں میں کون اچھا ہے بادشاہ نے میری طرف توجہ کر کے کہا کہ خبردار نظامی ہمیں شرمندہ نہ کرنا۔ اور جب کہے تو ایسا ہی کہنا جیسا امیر عمید چاہتا ہے اس زمانہ میں بادشاہ کی خدمت میں یا رہ کہ میری طبیعت فیاض اور دل روشن تھا اور بادشاہ کے انعام و اکرام نے مجھے اس حد تک پہنچا دیا تھا کہ فی البدیہہ کہنا میری عادت ہو گئی تھی میں نے قلم اٹھایا۔ اور جب تک دو چار دور گذرے میں نے پانچ شعر کہے ؎ اے بادشاہ جہان میں ہم تین نظامی ہیں کہ ایک جہان ہم سے شور و فغان میں ہے میں ورسا ویس بادشاہی تخت کے حضور ہوں اور وہ دونوں مرو میں سلطان کے قریب ہیں اور در حقیقت یہ ہے کہ از روئے سخن ایک ایک فخر خراسان ہے اگر چہ وہ روان کی طرح شعر کہتے ہیں اور اگر چہ وہ عقل کی طرح باتیں کرتے ہیں

لیکن میں ایک ایسی شراب ہوں کہ اگر وہ مجھے پالیں تو وہ اپنے کام سے عاجز ہو جائیں۔ جب میں یہ بیت پڑھ چکا امیر عمید صفی الدین

انجال چنین پنج بیت تواند گفت خاصه بدین متانت و جزالت
و عذوبت مقرون بالفاظ عذب و مشحون بمعانی بکر شاد
باش اے نظامی ترا بر بسیط زمین نظیر نیست الحمد خداوند بادشاه
(نام شاعر ہے ۱۲)
طبع لطیف دارد و خاطرے قوی و فضلے تمام و اقبال بادشاه
وقت و همت او رفعها الله در افزوده است تا در عہد گردد و ازین
هم زیادت شود که جوان است و روز افزون رخے بادشاه
عظیم بر افروخت و بشاشتے در طبع لطیف او پدید آمد مرا تحسین
کرد و گفت کان سرب در شاد ازین عید تا عید گوسفند کشان
بتو دادم عاملے بفرست چنان کردم و اسحٰق یهودی را فرستادم
در صمیم تابستان بود و وقت کار و گوهر بسیارے گداختند در مدت
هفتاد روز دوازده هزار من سرب از آن خمس بدین دعاگوے
رسید و اعتقاد بادشاه در حق من بنده یکے هزار شد. ایزد تبارک
و تعالی خاک عزیز او را بشمع رضا پرنور کناد و جان شریف
او را بجمیع غنا مسرور بمنه و کرمه ۞

احمد حسن سواتی الہاری باعی عفی عنہ الغنی

اُردو ترجمہ

کہ فی البدیہہ ایسے پانچ شعر کہہ سکے
خاصکر اس متانت، اس فصاحت
اور شیرینی کیساتھ الفاظ شیریں ہیں
اور معانی لطافت سے پیوستہ ہوں
شاباش اے نظامی روئے زمین پر کوئی
تیری نظیر نہیں ہے الحمد بادشاہ لطیف
طبیعت و دل قوی اور اچھی لیاقت
رکھتا ہے اور بادشاہ کا اقبال اور
اسکی دعا را اللہ تعالی ان دونوں کو
بلند کرے جسنے اسکو بلند کیا۔ اسلئے
نادر زمانہ ہو جائیگا۔ اور اس سے
زیادہ بہتر ثابت ہوگا کیونکہ جوان
ہے اور روز بروز ترقی رکھتا ہے بادشاہ
کا چہرہ چمک اٹھا۔ اور اسکی نازک
طبیعت میں مسرت ظاہر ہوئی
میری تعریف کی اور فرمایا کہ در شاد
کے سیسہ کی کان اس عید سے
عید اضحی تک تجھکو مرحمت فرمائی
اپنا کارکن بھیج میں نے ایسا ہی
اور اسحٰق یہودی کو بھیجا۔ یا سخت
گرمی کا زمانہ تھا اور صبح کا وقت
بہت سا گلا لیا اور ستر روز کی
مدت میں اسکا پانچواں حصہ بارہ
بارہ ہزار من سیسہ اس دعاگو کو
ملا۔ اور بادشاہ کا اعتقاد میرے
حق میں ہزار گنا ہو گیا۔ اللہ
تعالی اپنے فضل و کرم سے اسکی عزیز
خاک کو شمع رضا سے پرنور کرے
اور اسکی جان شریف جملہ نوا سے
مسرور فرمائے ۞

مقالۂ سوم

در علم نجوم و غزارت منجم در آں علم

ابوریحان بیرونی در کتاب التفہیم فی صناعۃ التنجیم باب

اوّل بگوید کہ مرد نام منجّم را سزاوار نشود تا در چہار علم او را
غزارتے نباشد یکے ہندسہ دوم حساب سوم ہیأت چہارم
احکام - امّا ہندسہ صناعتے است کہ اندرو شناختہ شود حالِ
اوضاع خطوط و اشکالِ سطوح و مجسّمات و آں نسبتِ کلّی
کہ مر مقادیر را است بدانچہ او مقادیر است و آن نسبتے کہ مرا
او را است بدانچہ او را اوضاع است و اشکال و مشتمل است
بر اصول و کتاب اقلیدس نجّار کہ ثابت بن قرہ درستی
کردہ است - امّا حساب صناعتے است کہ اندرو شناختہ
شود حالِ انواعِ اعداد و خاصہ ہر نوعے اندر نفس خویش
و حالِ نسبت اعداد یکدیگر و تولّد ایشاں از یکدیگر و فروع او چوں
تنصیف و تضعیف و ضرب و قسمت و جمع و تفریق و جبر و مقابلہ
و مشتمل است اصول او را کتاب ارثماطیقی و فروع او را تکملہ
ابو منصور بغدادی یا صد باب سجزی - امّا علم ہیئات علمے
است کہ شناختہ شود اندرو حالِ اجزاءِ عالم علوی
و سفلی و اشکال و اوضاع ایشاں و نسبت ایشاں با یکدیگر و

اردو ترجمہ

مقالہ سوم

علم نجوم اور اس میں نجومی کی مہارت
کا بیان - ابوریحان بیرونی کتاب
التفہیم فی صناعۃ التنجیم باب اوّل
میں بیان کرتا ہے کہ آدمی منجم کے
نام سے قابل نہیں ہوتا جب تک چار
علوم میں اس کو مہارت نہ ہو (۱)
علم ہندسہ (۲) علم حساب (۳) علم
ہیئات (۴) علم احکام (۱) ہندسہ
وہ فن ہے جس کے خطوط کے طریقے
و جسم کی صورتوں کا حال و رو ...
بھی جو اسکو مقدار ... کیا ... شے
المقادیر ہے اور وہ نسبت جو اسکو
اپنی اوضاع اور اشکال کیا ...
پہچانی جاتی ہے اور اسکے اصول کی
جامع الکتاب اقلیدس اشیا ہے
جسکو ثابت ابن قرہ نے مرتب کیا ہے
(۲) حساب وہ فن ہے جس سے اعداد
کی اقسام کی کیفیت پہچانی جاتی ہے
اور اسکی ہر ایک قسم کا خاصہ بذاتہٖ
خود اور دوسرے اعداد کیسا تھ اور
ایک دوسرے سے پیدا ہوتا اور
اسکی فروع مثلاً تنصیف تضعیف
ضرب قسمت جمع تفریق جبر و
مقابلہ پہچانی جاتی ہیں اس کے
اصول پر کتاب ارثماطیقی اور
اسکے فروع پر تکملہ ابو منصور
بغدادی یا صد باب سجزی دال ہو
سکے (۳) علم ہیئات وہ علم ہے
جس سے عالم علوی اور عالم سفلی
کے اجزاء اور ان کی اشکال اور
اوضاع اور ان کی باہمی نسبت
اور مقدار ہیں ...

مقادیر وابعاد است که میان ایشان است و حال آن حرکات
که مر کواکب است و افلاک را و تعدیل کرها و قطعهاست دایره‌ها که
بدو این حرکات تمام میشود و مشتمل است مر این علم را کتاب
مجسطی و بهترین تفسیرها و بهترین شرحهاست و تفسیر تبریزی است
و مجسطی شفا. اما فروع علم طبیعی است و خواص تقویم‌ها است
و مقصود از و استدلال است از اشکال کواکب بقیاس با یکدیگر
و بقیاس در درج و بروج بر فیضان آن حوادث که بحرکات
ایشان فایض شود. از احوال دول عالم و ملک و ممالک و بلدان
و موالید و تحاویل و تسابیر و اختیارات و مسائل و مشتمل است
بر آنچه بر شمردیم تصانیف ابومعشر بلخی و احمد عبدالجلیل سنجری
و ابوریحان بیرونی و کوشیار جیلی پس منجم باید که مرتب بود ذکی
النفس. ذکی الخلق رضی الخلق و گویی عند و جنون و کهانت از
شرایط این باب است و از لوازم این صناعت. و منجم
که احکام خواهد گفتن باید که سهم الغیب در طالع دارد یا حجابی
نیک از طالع و خداوند خانه سهم الغیب مسعود در موضع محمود تا
آنچه گوید از احکام بصواب نزدیک باشد و از شرایط
منجم یکی آنست که مجمل الاصول کوشیار یاد دارد و کار همی‌بود
مطالعه می کند و قانون مسعودی و جامع شاهی مگر و تا
معلوم است و منظور است او تازه باشد۔

اردو ترجمہ

اور وہ فرق جو ان میں ہے اور
ان حرکات کا حال جو کہ کواکب اور افلاک
کے لئے ہیں کرے اور تعدیل اور دائرہ
کے حصے جن سے یہ حرکات تمام
ہوتی ہیں اور پیمائی جاتی ہیں)
کتاب مجسطی اس علم پر حاوی ہے
اور تفسیر تبریزی و مجسطی شفا
اسکی بہترین تفسیریں اور شرحیں ہیں
اس علم کی فروع علم طبیعی اور علم
تقویم ہے (۲) علم احکام علم طبیعی
کی ایک شاخ ہے اسکی خاصیت
تخمینہ کرنا ہے اور اس سے مقصد
تاروں کی اشکال سے باہمی قیاس
درجوں اور برجوں کے قیاس کے
ساتھ ان حادثات کو جو انکی
حرکات سے پیدا ہوتے ہیں ان کے
حالات اور عالم ملک اور ممالک شہروں
اور مولود اور تحاویل و تسابیر
اختیارات اور مسائل پیدا ہوتے ہیں
ہم نے اوپر جو کچھ گنایا ہے وہ سب
ابومعشر بلخی اور احمد عبدالجلیل
سنجری اور ابوریحان بیرونی اور
اور کوشیار جیلی کی تصانیف
حاوی ہے اور منجم ایک ذکی النفس
(تیز طبع) ذکی الخلق (یا اچھے اخلاق)
رضی الخلق پسندیدہ اخلاق والا
آدمی ہونا چاہئے اسباب کی شرائط
اور اس فن کے لوازم سے ہوتی ہے
اور فال کو [illegible] جو منجم حکم لگاتا ہے
اسکے طالع میں سہم الغیب یا طالع سعد
ہونا لازم ہے اور خانہ سہم الغیب کا
[illegible]
[illegible]

حکایت ۱

یعقوب اسحق کندی یہودی بود امّا فیلسوف زمانۂ خویش بود و حکیم روزگار خود بخدمت مامون اور اقرابتے بود، روزے پیش مامون درآمد و برزبردست یکے ائمہ اسلام بنشست آں امام گفت تو مردے ذمّی باشی چرا زبر ائمۂ اسلام نشینی یعقوب جواب داد کہ از برائے آنکہ آنچہ تو دانی من دانم تو ندانی، آں امام اورا نجوم شناخت و از دیگر علمش خبر نداشت، گفت بر پارۂ کاغذ چیزے نویسم، اگر تو بیرون آری کہ چہ نبشتم، ترا مسلم دارم۔ پس گرو بستند از امام بردائے واز یعقوب اسحق باستر ے و ساختے کہ ہزار دینار آنرا بہا بود، بر در سرائے ایستادہ بود، پس دوات خواست و بر پارۂ کاغذ نوشت چیزے و در زیر نہالیٔ خلیفہ نہاد و گفت بیار۔ یعقوب اسحق تختۂ خاک بخواست و ارتفاع بگرفت و طالع درست کرد و زائچہ بروئے تختۂ خاک بر کشید و کواکب را تقویم کرد و در بروج ثابت کرد و شرائطہی وضمیر بجائے آورد گفت یا امیرالمؤمنین بر آں کاغذ چیزے نبشتہ است کہ آں چیز اوّل نبات بودہ است و آخر حیوان شدہ مامون دست در زیر نہالی کرد و آں کاغذ برگرفت و بیرون آورد و

اردو ترجمہ
حکایت

یعقوب اسحق کندی یہودی تھا لیکن اپنے زمانہ کا فلسفی اور حکیم تھا۔ مامون کے پاس اسکو قرب حاصل تھا۔ وہ ایک دن مامون کے پاس آیا۔ اور ائمۂ اسلام میں سے ایک امام سے اونچی جگہ بیٹھ گیا۔ اس امام نے کہا کہ تو ایک ذمی ہے اور ائمۂ اسلام سے اونچے کیوں بیٹھتا ہے۔ یعقوب نے کہا کہ اسواسطے کہ تو جو کچھ جانتا ہے وہ میں بھی جانتا ہوں اور جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تو نہیں جانتا۔ امام اسکو صرف نجومی ہی جانتا تھا۔ اور اسکے دوسرے علم سے بے خبر تھا۔ کہا امام نے کہ میں ایک کاغذ کے پرچہ پر کچھ لکھتا ہوں اگر تو بتا دے کہ میں نے کیا لکھا ہے تو میں تجھکو مان لونگا۔ پھر امام کی طرف سے ایک چادر اور یعقوب کی طرف سے ایک خچر شرط لگائی گئی جس کے ساز و سامان کی ایک ہزار دینار قیمت ہو سکتی تھی۔ وہ جو محل کے دروازہ پر کھڑا ہوا تھا۔ پھر قلم۔ کاغذ۔ دوات منگا کر ایک پرچہ پر امام نے کچھ لکھ کر خلیفہ کی مسند کے نیچے رکھدیا۔ اور کہا کہ بتاؤ۔ یعقوب ابن اسحق نے تختۂ خاک منگایا اور ارتفاع قائم کر کے طالع درست کیا۔ اور تختۂ خاک پر زائچہ کھینچا۔ ستاروں کی تقویم اور بروج ثابت کیا اور پوشیدہ تحقیقی شرائط بجا لایا۔ اور کہا کہ یا امیرالمؤمنین اس کاغذ پر کوئی ایسی

چیز لکھی ہے جو پہلے نبات اور پھر حیوان ہو گئی ہے۔ مامون نے مسند کے نیچے ہاتھ ڈالکر اور وہ کاغذ اٹھا کر دیا

آں امام نوشته بود بر آن جا که عصائے موسیٰ مامون عظیم تعجب
کرد و آن امام شگفتها نمود پس ردا او بستند و تبسم کرد
پیش مامون وگفت نی و پادشاهم این سخن در بغداد فاش گشت
و از بغداد تا العراق و خراسان سرایت کرد و منتشر گشت
شخصے از فقهائے بلخ از آنجا که تعصب دانشمندان بود کارد
برگرفت و در میان کتابے نجومی نهاد که به بغداد رود و بدرس
یعقوب اسحق کندی شود و نجوم آغاز کند و فرصت همی جوید
پس ناگاه او را بکشد بدین همت منزل بمنزل همی کشید تا به
بغداد رسید و بگرمابه رفت و بیرون آمد و جامه پاکیزه در پوشید و
آن کتاب در آستین نهاد و روئے بسرائے یعقوب
اسحق آورد و چون بدر سرائے رسید مرکبهائے بسیار
دید با ساخت زر بدر سرائے وے ایستاده چه از بنی هاشم و
چه از معارف دیگر و مشاهیر بغداد. سر بزد و اندر رفت و در حلقه
پیش یعقوب در رفت و ثنا گفت و گفت همے خواهم از علم نجوم
بر مولانا چیزے خوانم یعقوب گفت تو از جانب مشرق بکشتن من
آمدهٔ نه بعلم نجوم خواندن ولیکن از آن پشیمان شوی و
نجوم بخوانی و در آن علم بکمال رسی و در امت محمد صلی الله
علیه وسلم از منجمان بزرگ یکے تو باشی آن همه بزرگان که نشسته
بودند از آن سخن عجب داشتند و ابو معشر مقر آمد و کارد از میان

اردو ترجمہ

کہ اس امام نے اسپر لکھا تھا کہ عصائے
موسیٰ مامون نے بہت تعجب کیا۔ اور امام
نے بھی بہت تعجب ظاہر کیا۔ پھر اسنے امام کی
چادر لیکر مامون کے سامنے دو ٹکڑے کئے
اور کہا کہ دو پاشاہے بناؤنگا۔ یہ بات بغداد
سے عراق و خراسان تک پہنچی اور پھیل گئی
چونکہ دانشمندوں سے تعصب منع کرتا ہے۔
فقہائے بلخ میں سے ایک نجومی نے کتاب
میں چھری رکھی تاکہ بغداد پہنچکر یعقوب
اسحق کندی کے سبق میں شامل ہوکر علم
نجوم شروع کرے۔ اور فرصت کا منتظر
رہکر ناگاہ اسکو قتل کر ڈالے اس ارادے
سے منزل بہ منزل طے کرتا ہوا بغداد
آگیا۔ اور حمام میں جاکر صاف لباس پہنکر
وہ کتاب آستین میں رکھی اور یعقوب
اسحق کے گھر کا راستہ لیا جب مکان
کے دروازہ پہنچا تو دیکھا کہ بنی ہاشم و
دیگر معززین و امرائے بغداد کے بہت
سے گھوڑے بہت سے ساز و سامان
کیساتھ اسکے مکان کے دروازے پر
کھڑے ہوئے ہیں اپنے خیال میں اندر
پہنچا۔ اور یعقوب کے سامنے حلقہ میں
گیا۔ اور تعریف کرکے کہنے لگا کہ میں
مولانا سے کچھ علم نجوم پڑھنا چاہتا ہوں
یعقوب نے کہا کہ تو جانب مشرق سے
میرے مارنے کو آیا ہے علوم نجوم پڑھنے
کو نہیں آیا۔ لیکن تو پشیمان ہوگا۔ اس سے
اور نجوم پڑھکر اس علم میں کمال کو
پہنچے گا۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کی امت میں بڑے منجموں میں سے ایک
تو ہوگا۔ وہ سب بزرگ بیٹھے ہوئے
تھے اس بات سے متعجب ہوئے اور ابو معشر

کتاب بیرون آورد و بشکست و بینداخت و زانو خم داد و پانزده
سال تعلم کرد تا در علم نجوم رسید بدان درجه که رسید۔

حکایت ۱

آورده‌اند که یمین الدوله سلطان محمود بن ناصرالدین بشهر غزنین
بر بالای کوشکی در چهار دری نشسته بود بباغ هزار درخت
روی با ابوریحان کرد و گفت من ازین چهار در از کدام در بیرون
خواهم رفت حکم کن و اختیار آن بر پاره کاغذ بنویس و در زیر
نهالی من نه و این هر چهار در ره گذر داشت۔ ابوریحان اصطرلاب
خواست و ارتفاع بگرفت و طالع درست کرد و ساعتی اندیشه
نمود و بر پاره کاغذ بنوشت و در زیر نهالی نهاد۔ محمود گفت حکم
کردی گفت کردم محمود بفرمود تا کلند و تیشه و بیل آوردند و بر دیواری
که بجانب مشرق است دری بکندند و از آن در بیرون رفت
و گفت آن کاغذ پاره بیاورند۔ ابوریحان بر وی نوشته بود که
ازین چهار در هیچ بیرون نشود۔ بر دیوار مشرق دری کنند و از آن
در بیرون شود۔ محمود چون بخواند طیره گشت و گفت او را بمیان
سرای فرو اندازند چنان کردند۔ مگر با بام میانگین دامی بسته بود
ابوریحان بر آن دام آمد و دام بدرید و آهسته بزمین فرود آمد چنانکه
بر وی افگاری نشد۔ محمود گفت او را بر آرید و برآوردند گفت یا ابوریحان

اردو ترجمہ

کتاب ہیچے باہر نکالی اور توڑ کر پھینک دی
اور زانوئے شاگردی طے کر کے پندرہ
سال تعلیم حاصل کی اور علم نجوم
سے جو مرتبہ پایا۔ اس پر پہنچ گیا۔

حکایت

کہتے ہیں کہ یمین الدولہ سلطان محمود
بن ناصرالدین قلعہ شہر غزنین کے
باغ ہزار درخت میں ایک چہار دری
میں بیٹھا ہوا تھا۔ ابوریحان کی طرف
مخاطب ہو کر کہا کہ میں ان چار دروازوں
میں سے کون سے دروازے سے باہر
جاؤں گا حکم لگا کر اس کا اصل نتیجہ ایک
پرچہ پر لکھ کر میری مسند کے نیچے رکھ دو
اور ان ہی چاروں دروازوں سے ہو کر
گذرنے کا راستہ تھا۔
ابوریحان نے اصطرلاب منگا کر ارتفاع
قائم کی اور طالع درست کر کے
تھوڑی دیر فکر کی اسو نچا اور ایک
پرچہ لکھ کر مسند کے نیچے رکھ دیا۔ محمود
نے پوچھا کہ حکم لگا دیا۔ اس نے کہا کہ
لگا دیا۔ محمود نے کدال، سلاسل تیشہ
اور بیلچہ منگایا گیا۔ اور مشرقی دیوار میں
پائیں طرف دروازہ بنایا گیا۔ اور دروازہ
سے باہر گیا۔ اور حسب منشا پرچہ
لایا گیا۔ ابوریحان نے اس پر لکھا تھا کہ
ان چاروں دروازوں میں سے کسی
سے باہر نہیں جائے گا۔ مشرقی دیوار میں
ایک دروازہ بنایا جاوے گا اور اس
دروازے سے باہر جائے گا۔ محمود نے جب
اسے پڑھا تو برہم ہو گیا اور کہا کہ اسکو
مکان کے اندر گرا دیا جائے ایسا ہی

از این حال باخبر نداشته بودی گفت ای خداوند دانسته بودم گفت
دلیل کو غلام را آواز داد، و تقویم از غلام بستد و تحویل خویش
از میان تقویم بیرون کرد. و در احکام آن روز نوشته بود که مرا از جای
بلند بیندازند ولیکن بسلامت بزمین آیم و تندرست برخیزم این حکم
نیز موافق رای محمود نیامد طیره تر گشت، گفت او را بقلعه برید و باز
دارید. او را بقلعهٔ غزنین باز داشتند و شش ماه در آن حبس بماند.

حکایت ۲

آورده اند که درین شش ماه کس حدیث ابوریحان پیش
محمود نیارست کرد و از غلامان او یک غلام نامزد بود که
او را خدمت همی کرد و بحاجت او بیرون همی شد و در همی آمد
روزی این غلام بسیر مرغزار غزنین همی گذشت فال گوئی
او را بخواند و گفت در طالع تو چند سخن گفتنی همی بینم هدیه بیار
تا ترا بگویم غلام دو درم بدو داد. فال گوی گفت عزیزی
از آن تو در رنجی است از امروز تا سه روز دیگر از آن رنج
خلاص یابد و خلعت و تشریف پوشد و باز عزیز و مکرم گردد.
غلام که می رفت تا بقلعه و بر سبیل بشارت آن حادثه با خواجه
بگفت. ابوریحان را خنده آمد گفت ای ابله ندانی که چنان
جایها نباید ایستاد، دو درم بباد دادی. گویند خواجهٔ بزرگ

اردو ترجمہ

شاید تجھے یہ حال معلوم نہیں تھا کہا
خداوند مجھے معلوم ہو گیا تھا۔ محمود نے
کہا کہ اسکی دلیل (ثبوت) کیا ہے ابو ریحان نے
غلام کو آواز دی اور اس سے تقویم
لیکر اپنی تحویل تقویم سے نکالی جس
دن کے احکام میں لکھا ہوا تھا کہ مجھکو
ایک بلند جگہ سے گرا دینگے۔ لیکن میں
سلامتی کیساتھ آجاؤں گا اور تندرست
اٹھوں گا۔ یہ بات بھی محمود کو پسند نہ
آئی اور زیادہ برہم ہو کر کہا کہ اسکو
قلعہ میں قید کر لو اور اس کو قلعہ غزنین
میں قید کر دیا۔ چھ ماہ تک وہ اس قید میں
رہا۔

حکایت

کہتے ہیں کہ اس چھ مہینے میں محمود کے
سامنے کوئی شخص ابو ریحان کا ذکر نہ
کر سکا۔ اور اسکے غلاموں میں سے
ایک مقرر تھا جو اسکی خدمت کرتا تھا
اور اسکی ضرورت سے باہر آتا جاتا
ہے۔ ایکدن غزنین کی سبزہ زار پر
یہ غلام جا رہا تھا ایک فال گو نے
اسکو بلا کر کہا کہ طالع میں چند باتیں
ہیں جو کہ کہنے کے قابل دیکھتا ہوں
نذرانہ دے تاکہ میں تجھے بتلا دوں
غلام نے اسکو [illegible]
فال گو نے اس سے کہا کہ تیرے
متعلقین میں سے کوئی عزیز کسی
تکلیف میں ہے آج سے تین دن کے
اندر اس رنج سے چھوٹ جائے گا
اور خلعت پہن کر پھر عزیز و مکرم ہو جائیگا
غلام اسیوقت قلعہ گیا اور خوشخبری
کے طور پر یہ واقعہ خواجہ سے کہا ابو ریحان
ہنس پڑا اور کہا کہ اے بیوقوف [illegible]

جانتا تھا کہ ایسی جگہ نہیں ٹھہرنا چاہئے تو نے دو درم ضائع کئے - کہتے ہیں کہ خواجہ بزرگ [illegible]

احمد حسن میمندی درین شش ماه فرصتی همی طلبید تا حدیث
ابوریحان بگوید آخر در شکارگاه سلطان را خوش طبع یافت سخن
را گرد ان گردان همی آورد تا بعلم نجوم آنگاه گفت بیچاره ابوریحان
که چنان دو حکم بدان نیکوئی بکرد و بدل خلعت و تشریف بند
و زندان یافت محمود گفت خواجه بداند که من این دانسته‌ام و
همه گویند این مرد را در عالم نظیر نیست، مگر بوعلی سینا لکن هر دو
حکمش بر خلاف رائے من بود و پادشاهان چون کودک خرد باشند
سخن بر وفق رائے ایشان باید گفت تا از ایشان بهره مند باشند
آن روز که آن دو حکم بکرد اگر از آن دو حکم یکی خطا شدی
به اُفتادی اُو را فردا بفرمائے تا اُو را بیرون آرند و اسپ ساخت
زر و جبه ملکی و دستار قصب دهند و هزار دینار و غلامی و
کنیزکی پس همان روز که فالگوی گفته بود ابوریحان را بیرون
آوردند و این تشریف بدین تفصیل بوی رسید و سلطان از وعذر
خواست و گفت یا ابوریحان اگر خواهی که از من برخوردار باشی سخن
بر مراد من گوی نه بر سلطنت علم خویش، ابوریحان از آن پس سیرت
بگردانید و این یکی از شرائط خدمت پادشاه است، در حق
و باطل با او باید بودن و بر وفق کار او تقریر باید کرد اما چون ابوریحان
بخانه رفت و افاضل بتهنیت او آمدند حدیث فالگوی
با ایشان بگفت عجب داشتند کس فرستادند و فالگوی را بخواندند

اُردو ترجمہ

احمد حسن میمندی اس چھ ماہ میں
ابوریحان کا تذکرہ کرنے کی فرصت کو
ڈھونڈھ رہا تھا۔ آخرکار ایک دن شکار
گاہ میں سلطان کو خوش طبع پایا بات
پھیر پھار کر علم نجوم تک لایا۔ اس وقت
کہا کہ ابوریحان بیچارہ نے دو حکم
صحیح لگائے۔ اور اس نے
خلعت و تشریف عوض قید و مجلس
پایا۔ محمود نے کہا کہ خواجہ سمجھ لیں کہ
مجھے معلوم ہے اور کہتے ہیں کہ سوائے
ابوعلی سینا کے اس آدمی کا عالم میں نظیر
نہیں ہے لیکن اسکے دو حکم میری رائے
کے خلاف ہے اور بادشاہ چھوٹے
بچے کی طرح ہوتے ہیں انکی رائے کے
مطابق بات کرنی چاہیئے تاکہ ان سے
مستفید ہوں۔ اسدن اسنے دو حکم
لگائے۔ اگر اسکے ان دو حکموں میں سے
ایک خطا ہوتا تو اسکے لئے بہتر ہوتا۔
کل حکم دیدینا کہ اسکو (قید سے) باہر
لے آئیں) اور گھوڑا مع ساز زرین
اور شاہی جبہ اور عمامہ اور چادر اور
ایکہزار دینار اور ایک غلام اور ایک کنیز
اسکو دیدیں جسدن کے لئے فالگو نے کہا تھا
اسی دن ابوریحان کو لایا گیا۔ اور یہ
بزرگی حسب تفصیل اسکو ملی۔ اور سلطان
نے اس سے معافی مانگی۔ اور فرمایا کہ
اے ابوریحان اگر تو مجھ سے مستفید
رہنا چاہتا ہے تو میرے مقصد کے
موافق بات کہا کر نہ کہ اپنے علم کی سلطنت
کے موافق۔ ابوریحان نے اسکے بعد اپنی روش

بدل دی اور بادشاہ کی شرائط خدمت میں سے ایک یہ ہے حق و باطل میں اسکے ساتھ رہنا چاہیئے اور اسکے مقصد کے مطابق تقریر کرنا چاہیئے جب ابوریحان

سخت الاعلم بود و هیچ چیز نمی دانست ابوریحان گفت طالع مولود داری گفت دارم طالع مولود بیاورد ابوریحان بنگریست سهم الغیب بر حاق درجه طالعش افتاده بود تا هر چه می گفت اگرچه بر عمیا همی گفت به صواب نزدیک بود ٭

حکایت ۲

این بنده را عجوزه‌ای بود و لادت او در بیست و هشتم صفر سنه احدی عشرة و خمسمایة بود و در آن وقت با آفتاب بود و میان ایشان هیچ حایلی نبود پس سهم السعادة و سهم الغیب بدین علت هر دو بر درجه طالع افتاده بودند چون سن او به سیزده کشید او را علم نجوم بیاموختند و در این باره چنان شد که سوالات مشکل این علم جواب همی گفت و احکام او بصواب نزدیک همی آمد و منجمان روی بوی نهادند و سوال همی کردند و هر چه گفت بیشتر با قضا برابر افتاد تا یک روز پیرزنی بر او آمد و گفت پسر از آن من چهار سال است تا بسفر است و از وی هیچ خبر ندارم نه از حیات و نه از ممات بنگر تا از زندگان است یا از مردگان آنجا که هست مرا از حال وی آگاه کن منجمه برخاست ارتفاع بگرفت و در طالع درست و زائچه برکشید بود یک بگرد و نخستین سخن این بگفت که پسر تو باز آمد پیرزن طیره شد و گفت ای فرزند آمدن او را امید نمیدارم

در غضب شدن ۱۲

اردو ترجمہ

وہ بالکل جاہل تھا اور کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ ابوریحان نے اس سے کہا کیا تیرے پاس طالع مولود ہے کہا ہے اور طالع مولود پیش کیا۔ ابوریحان نے دیکھا کہ سہم الغیب اسکے درجہ طالع پر صادق بر واقع تھا اگرچہ بے سمجھے بوجھے ہی کہتا تھا لیکن قریب صواب ہوتا تھا ۱۲

دوسری حکایت

اس بندہ علی (نظامی) عروضی کی ایک لڑکی تھی جسکی پیدائش ۲۸ صفر ۵۱۱ھ میں ہوئی تھی اور آفتاب کا قران تھا ... اور سہم السعادت اور سہم الغیب دونوں درجہ طالع پر واقع ہوئے تھے جب اسکی عمر تیرہ سال کی ہوئی تو اسکو علم نجوم سکھایا اسی وجہ سے وہ ایسی ہو گئی تھی کہ اس علم کے مشکل سوالات کا جواب دیتی تھی۔ اور اسکے احکام بہت ہی درست ہوتے تھے۔ اور عورتیں اسکی طرف متوجہ ہیں اور اس سے سوال کرتی تھیں اور وہ جو کچھ کہتی تھی اکثر وہی ہوتا تھا۔ ایک دن ایک بڑھیا اسکے پاس آئی کہ میرا لڑکا چار برس سے باہر چلا گیا ہے جسکی کچھ بھی خبر نہیں ... دیکھ کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا ہے اور جس جگہ ہے اسکے حال سے آگاہ کر ... اس نے ارتفاع ... تا ... در طالع درست کیا اور زائچہ کھینچ کر ... زندوں کی رفتار ثابت کی

۱۲ اور پہلی بات یہ کہی کہ تیرا لڑکا واپس آ گیا ہے بڑھیا غصہ ہو گئی۔ اور کہا کہ اسکے آنے کی امید نہیں ہے ۱۲

همین قدر بگوے که زنده است یا مرده گفت می گویم که پسرت آمد
برو، اگر نیامده باشد باز آئے تا بگویم که چون است. پسر زن بخانه شد،
پسر آمده بود و بار از دراز گوش فرود می گرفتند پسر را در کنار گرفت
و دو مقنعه بر گرفت و نزدیک من آورد و گفت است گفتی پسر من آمد
و با هدیه بسیار شکر کرد اورا. آن شب چون بخانه رسیدم و این خبر بشنیدم
از وے سوال کردم که چه دلیل گرفتی و از کدام خانه حکم کردی گفت بنها
نرسیده بودم الّا چون صورت طالع تمام کردم یکے در آمد
بر حرف درجهٔ طالع بنشست بدین غلبه بر خاطر من چنان رفت
بود که این پسر رسید چون بگفتم و مادر او استقصا کرد، آمدن او برمن
چنان محقق گشت که گوئی می بینم که بار از خر فرود میگیرد مرا معلوم شد
آن همه سهم الغیب بر درجهٔ طالع است که دو این جز ازان جا نیست

حکایت

محمود داؤدی پسر ابوالقاسم داؤدی عظیم معتوه بود بلکه مجنون از علم
نجوم بیشتر حظّے نداشت و از اعمال نجوم مولودگری دانستے و در
مقومیش اشکالے بود که سخت باشد و خدمت امیر داد ابوبکر بن
مسعود کردے. به پنج دیه آنجا احکام او بیشتر قریب صواب
بودے و در دیوانگی تا بدرجه بود که خداوند من ملک الجبال امیر داد
را حقهٔ سنگ غوری فرستاده بود سخت بزرگ و بسیار

اُردو ترجمہ

صرف یہی بتلا دے کہ زندہ ہے یا مر گیا۔ اس نے کہا کہ میں کہتی ہوں کہ تیرا لڑکا آگیا ہے جا اگر نہ آیا ہو تو پھر آنا جب میں کہوں کہ وہ کیسا ہے بڑھیا گھر گئی۔ لڑکا آگیا تھا۔ لوگ اس کا سامان گدھے سے اُتار رہے تھے اُس نے لڑکے کو آغوش میں لیکر دو تحفے لئے اور اسکے پاس لائی۔ اور کہا کہ تو نے سچ کہا۔ میرا لڑکا آگیا ہے شکر کیا بیٹے اور تعریف کرنے لگا۔

رات کو جب گھر پہنچا اور یہ خبر سنی تو میں نے اس سے سوال کیا کہ تو نے کس ثبوت سے کہا تھا اور کونسے خانہ سے حکم لگایا تھا۔ اس نے کہا کہ میں یہاں تک نہیں پہنچی تھی لیکن جب میں نے طالع کی صورت تمام کرلی تو ایک مکھی درجہ طالع کے حرف پر آکر بیٹھ گئی۔ تو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ لڑکا آگیا ہے جب میں نے کہا تو اس نے معلوم کیا تو اس کا آنا میرے نزدیک اسقدر محقق ہوا کہ گویا میں دیکھ رہی ہوں کہ وہ اپنا سامان گدھے سے اُتار رہا ہے اور مجھے نظام معلوم ہوا کہ یہ سب کے درجہ طالع پر سہم الغیب ہوا ہے اور یہ سوائے وہاں کے نہیں ہے۔

حکایت

محمود داؤدی پسر ابوالقاسم داؤدی بہت ہی بیوقوف بلکہ دیوانہ تھا۔ اور علم نجوم میں زیادہ کمال نہ رکھتا تھا اور نجوم کے کاموں میں سے مولودگری جانتا تھا۔ اور اسکی تقویم بنایا ایسی مشکل تھی (جس سے) یا تھوں کا جواب پلیتا تھا

۵ اور امیر داد ابوبکر بن مسعود کی خدمت کرتا تھا۔ پنج دیہ کا ؤں میں بیان اسکے احکام اکثر صحیح ہوتے تھے اور دیوانگی میں یہاں تک پہنچا تھا کہ میرے آقا ملک الجبال

امیر داد کو سنگ غوری کا ایک حقہ بھیجا تھا جو بہت بزرگ اور

باختیار خویش باآن هر دو سگ جنگ کرد و از ایشان بسلامت
جست و بعد از آن بسالها در هری ببازار عطاران بردکان مقری
عماد طبیب با جماعتی از اهل فضل نشسته بودیم و از هر جنس سخن
میرفت بگر بلفظ یکی از آن افاضل برفت که بزرگ مردی ابوعلی
سینا بوده است اورا دیدم که در خشم شد و رگهای گردن
از جای برخاست و متغیر شد و همه امارات غضب بر وی پدید آمد
۴ و گفت ابوعلی سینا که بوده است من هزار چند آن
علی ام که هرگز بوعلی با گربه جنگ نکرد من پیش امیر داود
غوری جنگ کردم مرا آن روز معلوم گشت که او دیوانه است
این دیوانگی دیدم که در سنه ثمان و خمسمائة که سلطان سنجر
بخراسان فرود آمد و روی بما وراء النهر داشت بحرب محمد خان
امیر داد سلطان را در پنجده میزبانی کرد عظیم شگرف روز سوم بکنار رود
اندر کشتی نشست و نشاط شکار ماهی کرد و در کشتی داود را پیش
خواند تا از آن جنس سخن دیوانگان همی گفت و او همی خندید و امیر
داود همی رنج و دشنام داد یکبار سلطان داود را گفت
حکم کن که این ماهی که این بار بگیرم نصیب من بود گفت نشست
بر کشتی سلطان نشسته بر کنار آ و از نشاط بگرفت و ساعتی
با ایشان و گفت اکنون در آنکه سلطان نشسته دام انداخت
گفت حکم میکنم که این بار که در کشتی رنج من بود امیر داد گفت اینجا امر شود

اردو ترجمہ

محمود داودی خود جو دانے دو بڑے
کتوں سے لڑا۔ اور بسلامت رہا۔
اور اس کے کئی سال بعد ہری میں بازار
عطاران میں مقری عماد طبیب کی دکان
پر ہم اہل فضلا کی ایک جماعت کے ساتھ
بیٹھا ہوا تھا۔ اور طرح طرح کی
باتیں ہو رہی تھیں کہ ان میں سے ایک
فاضل نے یہ لفظ کہا۔ بزرگ مرد
کہ بوعلی سینا ہوا ہے میں نے اسکو
محمود کو دیکھا کہ غصہ میں آگیا ہے
اور گردن کی رگیں پھول گئی ہیں۔
اور انتہائی غصہ میں اس پر ہو گیا
اس نے کہا کہ ابوعلی سینا کون
تھا ہے میں بوعلی سینا سے ہزار درجہ
زیادہ ہوں کیونکہ بوعلی سینا ایک
بلی سے بھی نہیں لڑا۔ میں امیر داود کے
سامنے دو غوری کتوں سے لڑا ہوں
مجھے اس دن معلوم ہوا کہ وہ دیوانہ ہے
اور اس دیوانگی کے آثار میں نے
دیکھا کہ سنہ ۵۰۸ھ میں سلطان سنجر
نے خراسان میں اترا تھا اور
ماوراء النہر کا عازم ہوا تھا محمد
خان کے ساتھ لڑائی کو امیر داود نے سلطان
کی پنجدہ میں عظیم الشان میزبانی کی
تیسرے روز وہ نہر کے کنارہ
آکر کشتی میں بیٹھا اور مچھلی کے شکار سے
دل بہلا رہا تھا کشتی میں داودی
کو اپنے پاس بلایا وہ اس قسم کی
دیوانوں جیسی باتیں کرتا تھا۔ اور سلطان
محمود امیر داد کو صاف گالیاں دیتا
تھا ایکبار سلطان نے امیر داود کی
سے کہا حکم لگا کہ اب کی مرتبہ میں پکڑوں
کانٹے [illegible]

دریں رود ماهی پنج منی از کجا باشد. داؤدی گفت خاموش
باش تو چه دانی میرداد خاموش شد ترسید که اگر استقصا کرد
دشنام دهد چون ساعتی بود شست گران شده اما راست
آنکه صیدے درافتاده است ظاهر شد سلطان شست (دام برداشت)
برکشید ماهی سخت بزرگ افتاده بود چنانکه برکشیدند شش بود
بود همه در تعجب بماندند و سلطان عالم شگفتها نمود الحق جای
شگفتی بود. گفت داؤدی چه خواهی خدمت کرد و گفت (سلام کرد گفت ۱۲) اے
پادشاه روئے زمین جوشنے خواهم و سپرے و نیزهٔ تا با باوردی
جنگ کنم و این باوردی سرہنگے بود ملازم در سرائے امیرداؤد
را با وے تعصب بود بسبب لقب که او را شجاع الملک
نوشتند و داؤدی را شجاع الحکما. و داؤدی مضایقت
میکرد که او را شجاع چه نویسند و آن را امیرداد بدانسته بود
پیوسته داؤدی را با او در انداختے و آن مرد مسلمان در دست
او درمانده بود فی الجمله در دیوانگی محمود داؤدی هیچ اشکالے
نبود و این فصل بدان آوردم تا پادشاه را معلوم باشد
که در احکام نجومی جنون و شیخوخه از شرائط آن باب است
(ارتفاع است ۱۲) (دیوانگی ۱۲)

حکایت ۶

حکیم موصلی از طبقهٔ منجمان بود در نیشابور و خدمت خواجه

اُردو ترجمہ

اس نہر میں پانچ من کی مچھلی کہاں آئی
داؤدی نے کہا چپ رہ تجھے کیا
معلوم امیرداؤد خاموش ہو گیا اور
ڈرا کہ اگر تو نے تشدد کی تو یہ گالیاں
دیگا۔ تھوڑی دیر کے بعد بنسی بھاری
ہوا اور شکار پھنسنے کے آثار ظاہر
ہوئے سلطان نے جو بنسی کھینچا
تو بہت بڑی مچھلی پھنسی تھی جب نکالی
تو چھ من تھی سب کو تعجب ہوا اور
سلطان نے بہت تعجب کیا اور حقیقت
میں یہ تعجب کی ہی بات تھی سلطان نے
کہا کہ داؤدی کیا [illegible] چاہتا ہے
تو اس نے سلام کر کے کہا اے بادشاہ روئے زمین
میں ایک جوشن اور سپر اور نیزہ چاہتا
ہوں تاکہ باوردی سے لڑوں۔
یہ باوردی امیرداؤد کی ڈیوڑھی
کا ایک سپاہی تھا محمود اسکے ساتھ
اس لقب کی وجہ سے کہ اسکو شجاع
الملک لکھتے تھے اور داؤدی کو
شجاع الحکماء [illegible] عداوت رکھتا تھا
داؤدی کو ناگوار معلوم ہوتا تھا کہ اسکو
شجاع الملک کیوں لکھتے ہیں؟
اور امیرداد کو معلوم ہو گیا تھا وہ
ہمیشہ داؤدی کو اس سے لڑایا
کرتا تھا اور مسلمان آدمی اسکے ہاتھ
سے عاجز ہو گیا تھا الغرض محمود
داؤدی کی دیوانگی میں کسی قسم کا شک
نہیں تھا اور یہ حکایت میں نے
اسلئے لکھی ہے کہ بادشاہ کو معلوم
ہو جائے کہ نجومی کے احکام میں جنون
[illegible]

بزرگ نظام الملک طوسی کردی و در مهمات خواجه او مشورت

کردی و رای و تدبیر او خواستی موصلی را چون سال برآمد

و ضعف قوی ظاهر شدن گرفت و استرخاء بدن پدید آمد و نیز

سفرهای دراز نتوانست کرد از خواجه استعفا خواست تا به نیشاپور

شود و بنشیند و هر سالی تقویم و تحویلی می فرستد و خواجه

در این عمر و بقایای زندگانی بود گفت تسییران و بنگر که

انحلال طبیعت من کی خواهد بود و آن قضا لابد و حکم ناگزیر کدام

تاریخ نزول خواهد کرد حکیم موصلی گفت بعد از وفات من به شش ماه

خواجه اسباب ترفیه او بفرمود و موصلی به نیشاپور شد و مرفه بنشست و

هر سال تقویم و تحویل می فرستاد و هرگاه که کسی از نیشاپور

بخواجه پیوستی نخست این پرسیدی که موصلی چون است

تا خبر [illegible] و [illegible] یافت و [illegible]

[illegible]

نیشاپور رسید خواجه از موصلی پرسید آن کس گفت

گفت صدر اسلام وارث اعمار باد موصلی کالبد خالی کرد

گفت که گفت نیمه ماه ربیع الاول جان بصدر اسلام داد خواجه

عظیم رنجه دل شد و بیدار گشت و بکار خود باز نگریست اوقاف

را مسجل کرد و ادرارات را توقیع کرد و وصیت نامه بنوشت

و بندگان که دل فارغ حاصل کرده بود آزاد کرد و قرضه که

اردو ترجمہ

خواجہ بزرگ نظام الملک طوسی کی خدمت

میں تھا۔ اور اہم امور میں خواجہ اس

سے مشورہ کرتا تھا۔ اور رائے لیا

کرتا تھا۔ موصلی ضعیف ہو گیا

اور قویٰ میں شور پیدا ہونے لگا اور

بدن کی ہڈیاں ڈھیلی ہو گئیں اور لمبا

سفر بھی نہیں کر سکتا تھا۔ تو خواجہ

سے استعفیٰ چاہا کہ نیشاپور جا کر

بیٹھ رہے۔ اور ہر سال تقویم و تحویل

بھیجتا رہے۔ (خواجہ زندہ و بقید حیات

تھا) اسے کہا کہ ستاروں کی رفتار پر نظر

کر کے دیکھو کہ میری طبیعت کب

بگڑے گی اور حکم مرگی و موت کا فرمان

کونسی تاریخ میں نازل ہوگا۔ حکیم موصلی

نے کہا کہ میرے مرنے کے چھ ماہ بعد۔ خواجہ

نے اس کی فارغ البالی کا اسباب آمادہ کر دیا

پھر موصلی نیشاپور پہنچ کر [illegible]

اور ہر سال تقویم و تحویل بھیجتا رہا۔

لیکن جب کوئی شخص نیشاپور سے

خواجہ کے پاس آتا تھا تو پہلے پوچھتا

تھا کہ موصلی کیسے ہیں [illegible]

اور زندگی [illegible]

[illegible] ایک شخص نیشاپور سے

خواجہ نے موصلی کا حال دریافت کیا

اس نے [illegible]

(خواجہ) عمروں کا وارث ہو موصلی

انتقال ہو گیا۔ خواجہ نے کہا کب

کہا کہ درمیان ماہ ربیع الاول میں

صدر الاسلام پر جان قربان کر دی

خواجہ سخت افسردہ دل ہوا اور ہوشیار

ہو کر اپنے کام پر نظر ڈالی۔ وقف شدہ

اشیا صاف کر کے وظائف کے احکام

جاری کئے اور وصیت نامہ لکھا

غلاموں کو آزاد کیا [illegible]

ادا کر دیا

داشت بگذارد و آن جا که دست رسید خوشنود کرد و خصمان را بحلی خواست و کار بپرداخت و منتظر بنشست تا که رمضان اندر آمد و بعد از بیست روز آن جماعت شهید شدند اَنَارَ اللّٰهُ بُرهَانَهُ وَ وَسَّعَ عَلَیْهِ رِضْوَانَهُ اما چون طالع طالع مولود رصدی و کدخدائی و هیلاج درست بود و منجم حاذق و فاضل آن حکم هر آئینه راست آمد ؛؛ وَهُوَ اَعْلَمُ ؛

حکایت

PR-6

1976-77

در سنه ۵۰۶ ست و خمسمایه بشهر بلخ در کوی بردہ فروشان در سرای امیر ابو سعد جره خواجه امام عمر خیامی و خواجه امام مظفر اسفزاری نزول کرده بودند و من بدان خدمت پیوسته بودم در میان مجلس عشرت از حجة الحق عمر شنیدم که او گفت گور من در موضعی باشد که هر بهاری شمال بر من گل افشان می‌کند مرا این سخن مستحیل نمود و دانستم که چنوی گزاف نگوید چون در سنه ثلثین به نیشاپور رسیدم چهار سال بود تا آن بزرگ روی در نقاب خاک کشیده بود و عالم سفلی از و یتیم مانده و او را بر من حق استادی بود آدینه بزیارت او رفتم و یکی را با خود ببردم که خاک او بمن نماید مرا بگورستان حیره بیرون آورد و بر دست چپ گشتم در پایان دیوار باغی خاک او دیدم

اردو ترجمہ

اور جہاں تک ہو سکا فائدہ پہنچایا اور دشمنوں کا قصور معاف کر دیا۔ مراد اپنی موت کا منتظر رہا یہانتک کہ ماہ رمضان آگیا ماہ رمضان کے بعد اس جماعت کے ہاتھ سے شہید ہوا خدا اسکی دلیل کو روشن کرے اور اپنی بہشت کو اس پر کشادہ کرے لیکن چونکہ طالع مولود رصدی کدخدائی اور ہیلاج میں درست تھا اور منجم حاذق و فاضل تھا اس لیے [illegible] وہ حکم درست ہوا۔ واللہ اعلم

حکایت

سنہ ۵۰۶ھ میں شہر بلخ بردہ فروشوں کی گلی میں امیر ابو سعد جرہ کے مکان میں خواجہ امام عمر خیام اور خواجہ امام مظفر اسفزاری مقیم تھے اور میں بھی ان کی خدمت میں رہتا تھا میں نے بزم عشرت میں حجة الحق عمر سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ میری قبر ایسی جگہ میں ہوگی جہاں ہر بہار میں شمالی ہوا میرے اوپر پھول افشانی کرے گی مجھے یہ بات ناممکن معلوم ہوئی میں نے سمجھ لیا کہ ایسا آدمی بیہودہ نہ بکے گا جب ۵۳۰ھ میں نیشاپور پہنچا تو چار سال گذر چکے تھے کہ اس بزرگ کا چہرہ نقاب خاک میں چھپ گیا تھا اور دنیائے فانی اس سے یتیم ہوگئی تھی چونکہ اسکا استادی کا حق تھا میں جمعہ کے دن اسکی زیارت کو گیا اور ایک شخص کو اپنے ساتھ لے گیا تاکہ وہ اس کی قبر مجھے بتلادے وہ مجھے حیرہ کے قبرستان میں لے گیا اور بائیں ہاتھ کی جانب مڑ کر باغ کی دیوار کے نیچے اس کی قبر [illegible] زرد آلو کے درخت [illegible]

نهاده و درختان امرود و زردآلو سر از آن باغ بیرون کرده و چندان
برگ شکوفه بر خاک او ریخته بود که خاک او در زیر گل پنهان شده بود
و مرا یاد آمد آن حکایت که بشهر بلخ از و شنیده بودم. گریه بر من
افتاد که در بسیط عالم و اقطار ربع مسکون او را هیچ جای نظیری
نمی دیدم. ایزد تبارک و تعالی جای او در جنان کناد بمنه و کرمه

(عبارت از دنیای آباد)

حکایت ۸

اگرچه حکم حجة الحق عمر بدیدم اما ندیدم او را در احکام نجوم هیچ
اعتقادی و از بزرگان هیچ کس ندیدم و نشنیدم که در احکام نجوم اعتقادی
داشت. در زمستان سنه ۵۰۸ ثمان و خمسمائه بشهر مرو سلطان کس
فرستاد بخواجه بزرگ صدرالدین محمد بن المظفر رحمه الله که خواجه امام
عمر را بگوی تا اختیاری کند که بشکار رویم که اندر آن چند روز برف
و باران نیاید. خواجه امام عمر در صحبت خواجه بود و در سرای او فرود
آمده. خواجه کس فرستاد و او را بخواند و ماجرا با وی بگفت. برفت
و دو روز در آن کرد و اختیاری نیکو کرد و خود برفت و باختیار سلطان
را برنشاند و چون سلطان برنشست و یک بانگ زمین برفت ابر در
کشید و باد برخاست و برف و دمه درایستاد. خنده ها کردند. سلطان
خواست که باز گردد. خواجه امام گفت پادشاه دل فارغ دارد که همین
ساعت ابر باز شود و در این پنج روز هیچ نم نباشد. سلطان براند

اردو ترجمہ

اور امرود اور زردآلو کے درختوں کی
شاخیں اس باغ سے باہر نکلی ہوئی
تھیں اور اس قدر پھولوں کی پنکھڑیاں
اسکی قبر پر پڑی ہوئی تھیں کہ قبر پھولوں
میں چھپ گئی تھی مجھے وہ حکایت
جو شہر بلخ میں اس سے سنی تھی
یاد آئی مجھے رونا آیا کیونکہ بسیط عالم
اور ربع مسکون میں کسی جگہ اسکی
نظیر نہیں دیکھتا تھا برکت دینے والا
اور بزرگ خدا اپنے احسان و کرم سے
اسکی جگہ جنت میں کرے

حکایت

اگرچہ میں نے حجة الحق عمر کا حکم دیکھا
لیکن احکام نجوم میں اسکا بالکل اعتقاد
نہیں دیکھا اور بزرگوں میں سے
کسی کو میں نے دیکھا اور نہ سنا کہ
احکام پر اعتقاد رکھتا تھا ۵۰۸ ہجری
میں شہر مرو میں موسم سرما میں سلطان
نے ایک آدمی کو خواجہ بزرگ صدر
الدین بن مظفر کے پاس بھیجا کہ
خواجہ امام عمر سے کہنا کہ وہ ایسا وقت
مقرر کرے کہ ہم شکار کو جائیں اور ان
چند روز میں برف باری و باران نہ ہو
خواجہ امام عمر خواجہ صدرالدین محمد
کی صحبت میں تھا اور انہیں کے یہاں
ٹھہر گیا تھا۔ خواجہ صدرالدین محمد
نے ایک آدمی کو بھیج کر اسکو بلایا اور
یہ ماجرا اس سے کہا وہ چلا گیا۔ اور دو
دن اس میں صرف کئے اور اچھا
معلوم کیا وہ روز بتایا اور سلطان کو
اٹھایا جب سلطان سوار ہوا تو زمین
پر ایک آواز گئی بادل چھا گیا ہوا چلی
برف باری ہونے لگی اور لوگ ہنسے
سلطان نے چاہا کہ واپس ہو جائے

۱۲ خواجہ امام نے کہا۔ بادشاہ اطمینان رکھیے اسی وقت ابر کھل جائیگا اور ان پانچ روز میں کچھ نم نہ ہوگا۔ سلطان نے سواری آگے بڑھائی ۱۲

ابر باز شد و در آن پنج روز هیچ نم نبود و کس اثر ندید. احکام نجوم
اگرچه صفتی معروف است اعتماد را نشاید و باید که منجم در آن اعتماد
بیشتر نکند و هر حکم که کند حواله با قضا کند۞

حکایت ۹

بر پادشاه واجب است که هرجا که ندیم و خدمت‌گار
دارد او را بیازماید اگر شرع را معتقد بود و فرائض و سنن آن
قیام کند و اقبال نماید او را قریب و عزیز گرداند و اعتماد کند و اگر
خلاف این بود او را مهجور گرداند و حواشی مجلس خود را از سایهٔ او
دور دارد که هر که در دین خدای عزّ و جلّ و شریعت محمد مصطفی صلی الله
علیه وسلم اعتقاد ندارد او را بهیچ کس اعتقاد نبود و شوم باشد
بر مخدوم در اوائل ملک سلطان غیاث الدنیا والدین محمد
ملکشاه قسیم امیرالمؤمنین نور الله تربته ملک عرب صدقه عصیان
ورزید و گردن از ربقهٔ طاعت بکشید و با پنجاه هزار مرد عرب از حله
به بغداد رفت و امیرالمؤمنین المستظهر بالله نامه در نامه و پیک در پیک
روان کرده بود با صفاهان و سلطان را به خود می‌خواند و سلطان از منجمان
اختیاری می‌خواست هیچ اختیاری نبود و صاحب طالع
سلطان راجع بود گفتند ای خداوند اختیاری نمی‌یابیم گفت
جوشید و تشدید کرد و دل تنگی نمود منجمان بگریختند غزنوی با من

اردو ترجمہ

ابر کھل گیا اور ان پانچ روز میں مطلق نم نہ رہا اور کسی نے بادل بھی نہ دیکھا احکام نجوم اگرچہ ایک مشہور فن ہے لیکن قابل اعتماد نہیں اور منجم کو چاہیے کہ ان پر زیادہ اعتماد نہ کرے اور جو حکم بھی لگائے وہ سپرد قضا کر دے

حکایت

بادشاہ پر واجب ہے کہ اسکے جو مصاحب اور خدمت گار ہوں، جہاں جائے انکو آزمائے۔ اگر وہ شرع کے پابند ہوں اور فرائض و سنن پر قائم رہیں اور قبول کریں۔ تو ان کو مقرب و عزیز کرے انپر اعتماد کرے اور برعکس اسکے ہوں تو ان کو دور کر دے اور اپنی مجلس اور لوگوں کو اسکے سایہ سے بچائے رکھے۔ کیونکہ جو شخص خدائے غالب و برتر کے دین اور شریعت محمد مصطفی صلعم پر اعتقاد نہیں رکھتا ہے اسکو کسی کے اعتقاد نہیں ہوتا ہے اور ایسا آدمی اپنے اور مخدوم دونوں کیلئے منحوس ہوتا ہے سلطان غیاث الدنیا والدین محمد بن ملک شاہ قسیم امیرالمومنین نور اللہ مرقدہ کے ابتدائی عہد میں ملک عرب صدقہ نے سرکشی کی اور اطاعت سے گردن کھینچ لی۔ اور پچاس ہزار عربوں کو ساتھ لیکر حلہ سے بغداد کو گیا امیرالمومنین المستظہر باللہ نے پے در پے خط اور قاصد اصفہان روانہ کئے۔ سلطان نجومیوں سے اچھا دن چاہتا تھا کوئی مہورت نہ تھا سلطان کے طالع کا صاحب الٹا تھا۔ اور انہوں نے کہا کہ اے خداوند کوئی اچھا دن نہیں ملتا سلطان نے غصہ کیا اور سختی اور تنگدلی ظاہر کی منجم بھاگ گئے ایک غزنوی تھا

که در کوئے گنبد و کلانے داشت و فال گوئی کردے و زنان برو
شدندے و تعویذ دوستی نوشتے علم او غورے نداشت آشنائی
غلامے از آن سلطان خویش پیش سلطان انداخت و گفت که
من اختیاری بکنم بدان اختیار بیرو و اگر مظفر نشوی مرا گردن بزن
حالی سلطان خوشدل گشت و باختیار او برنشست و دویست
و پنجاه نیشاپوری بوے داد و برفت و با صدقه مصاف کرد و لشکر را
بشکست و صدقه را بگرفت و بکشت و بظفر و منصور با صفاهان
باز آمد فال گوئے را بنواخت و تشریف گران داد و در قریب گردانید
بهمان انجمن خواند و گفت شما اختیار نکردید این غزنوی اختیارے کرد
بشنیم و خدائے عزوجل راست آورد چرا چنین کردید بدیها نا
صدقه شما را رشوتے فرستاده بود که اختیارے نکنید همه فرو خاک
یاد کردند و بنالیدند و گفتند بدان اختیار هیچ منجم راضی نبود و اگر
خواهند بنویسند و بخراسان فرستند تا خواجه امام عمر خیامی چه گوید سلطان
دانست که آن بیچارگان راست همی گویند ندمای خویش فاضلی را
بخواند و گفت فردا بخانه خویش شراب خور و منجم غزنوی را
بخوان تا او را شراب دهد و در نهایت مستی از وی بپرس که این اختیار
که تو کردی نیکو بود و منجمان عیب همے کنند سر آن مرا بگوے
آن ندیم چنان کرد و مستی از وے بپرسید غزنوی گفت من دانستم
که از دو بیرون نباشد یا آن لشکر شکسته شود یا این شود اگر آن

اردو ترجمہ

جو کوئی گنبد میں شہ کا کن لگاتا تھا اور
فال گوئی کیا کرتا تھا اور اسکے پاس عورتیں
آیا کرتی تھیں اور وہ سب کے تعویذ لکھا کرتا
تھا۔ اور اسکے علم کی انتہا نہ تھی بادشاہ
کے ایک غلام کے وسیلے سے
بادشاہ کے پاس جا پہنچا اور کہا کہ میں
اچھا دن معلوم کرتا ہوں۔ اور اس بہتر
روز میں جا۔ اگر تو فتح مند نہ ہو تو
میری گردن کاٹ دینا فوراً سلطان
خوش ہو گیا اور اسکے بتلائے ہوئے
دن سوار ہو گیا اور دو سو پچاس
نیشاپوری اسکو دے کر روانہ ہوا
صدقہ سے لڑا اور لشکر کو شکست
دیکر صدقہ کو پکڑ لیا اور قتل کیا
جب مظفر و منصور اصفہان آیا
تو فال گو کو انعام و خلعت بہت سا
دیا اور مصاحب کر لیا اور نجومیوں
کو بلا کر کہا کہ تم نے بہتر دن نہیں بتایا
اس نے ایک اچھا دن بتلایا ہم
اور خدائے بزرگ و برتر نے اسکو
راست کر دیا تم نے ایسا کیوں کیا معلوم
ہے کہ صدقہ نے تمہارے پاس رشوت
بھیجی تھی کہ کوئی اچھا دن نہ بتانا
[illegible]
[illegible] اس نے جو دن بتلائے ہوئے
[illegible] اگر
آپ چاہیں تو لکھ کر خراسان بھیجیں
کہ خواجہ امام عمر خیام اسکے متعلق
کیا کہتا ہے سلطان سمجھا کہ یہ
[illegible] مصاحبین میں سے
ایک فاضل کو بلایا اور کہا کہ [illegible]

چاہی اور غزنوی کو بلا کر اسکو بھی شراب پلائی اور انتہائی مدہوشی میں اس سے دریافت کر کے تو نے جو بہتر دن بتایا تھا [illegible]

لشکر شکسته شود تشریف یابم و اگر این لشکر شکسته شود که بمن پراز(د)
پس دیگر روز ندیم با سلطان بگفت سلطان بفرمود تا کاهن غزنوی
را اخراج کردند و گفت این چنین کس که او را در حق مسلمانان این
اعتقاد باشد شوم باشد و منجم خویش را بخواند و برایشان اعتماد
کرد و گفت من خود آن کاهن را دشمن داشتم که یک نماز نکردی و هر که
شرع را نشاید ما را هم را نشاید

حکایت ۱۰

در شهور سنه ۵۴۷ سبع و اربعین و خمسمائه میان سلطان عالم سنجر بن ملکشاه
خداوند سلطان علاء الدنیا والدین مصاف افتاد و بدر باوبه مصاف
غور شکسته شد و خداوند سلطان مشرق خلد الله ملکه گرفتار گشت و
خداوند زاده ملک عالم عادل شمس الدوله والدین محمد بن مسعود گرفتار شد
بدست امیر اسفهسالار یرنقش هریوه و پنجاه هزار دینار فدا افتاد که کسان
بحضرت بامیان بودند استخلاص آن مال کنند چون مال بهری رسید
آن خداوند زاده را اطلاق کنند و از جانب سلطان عالم او خود مطلق
بود و بوقت حرکت کردن از هری تشریف نامزد کرده بود و من بنده
درین حال بهرات [illegible] روزی در غایت
دلتنگی بنده را اشارت فرمود که آخر این کشایش کی خواهد بود
و این شغل بچه انجامد [illegible] از بدین اختیار ارتفاع گرفتم

اردو ترجمہ

اگر اس لشکر نے شکست پائی تو
میں خلعت پاؤں گا اگر اس لشکر
نے شکست پائی تو میری جانب
کوئی مشغول ہوگا۔ دوسرے روز
مصاحب نے بادشاہ سے کہہ دیا سلطان
کے حکم سے غزنوی فال گیر کا اخراج
کر دیا گیا اور کہا کہ جس شخص کا
مسلمانوں کے متعلق ایسا اعتقاد ہو تو
منحوس ہوتا ہے اور اپنے نجومیوں
کو بلا کر معتمد علیہ بنایا اور کہا کہ خود
میں اس فال گیر کا دشمن تھا کیونکہ
یہ ایک نماز بھی نہیں پڑھتا تھا اور جو
آدمی شرع کو چاہے ہمیں بھی نہیں چاہئے
حکایت ۵۴۷ھ میں سلطان
عالم سنجر بن ملکشاہ خداوند سلطان
علاء الدنیا والدین سے باہم دو بدو
لڑائی ہوئی۔ غور کی فوج کو شکست
ہوئی اور خداوند سلطان مشرق خلد اللہ
ملکہ (خدا اس کا ملک ہمیشہ رکھے) گرفتار
ہو گیا اور خداوند زادہ ملک عالم عادل
شمس الدولہ والدین محمد بن مسعود امیر
سپہ سالار یرنقش ہریوہ کے ہاتھ گرفتار ہو
اور پچاس ہزار دینار مقرر ہوئے کہ اسکے
آدمی اسکی درگاہ میں پہنچیں اور وہ مال لا کر
اور جب مال ہری پہنچے تو خداوند زادہ
کو چھوڑ دیں سلطان عالم کی جانب سے وہ خود
مطلق [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

طالع برکشیدم و مجهود بجای آوردم سوم روز آن سوال را
دلیل کشایش بود دیگر روز بیامدم و گفتم فردا نماز پیشین کس رسد
آن پادشاهزاده همه روز درین اندیشه بود دیگر روز بخدمت آمدم
گفت امروز وعده است گفتم آری تا نماز پیشین هم در آن خدمت
بایستادم چون بانگ نماز برآمد از سر ضجرت گفت، دیدی که
نماز پیشین رسید و خبر نرسید. آن پادشاهزاده
درین بود که قاصدی در رسید و این بشارت داد که محل آن ورود
پنجاه هزار دینار و گوسپند و چیزهای دیگر. عزالدین محمود حاجی
آقای خداوندزاده حسام الدوله والدین صاحب حال است
دیگر روز خداوندزاده شمس الدوله والدین خلعت سلطان عالم پوشید
مطلق شد و برو ترین جائی روی بمقر عز خویش نهاد و هم
روزگارها بر زیادت است و بر زیادت باد و درین شبها بود
که بنده را بخدمت [illegible] گفت نظامی یاد داری که بهری آن حکم
کردی و چنان است باز آمد خواستم که هاران نویسد گفتم آنجا
[illegible] نوشتم [illegible] زر دارم زر بخواست [illegible] و [illegible] زر کرد
گفت [illegible] دارد آستین باز دارد آستین باز داشتم پر زر کرد
ایزد تبارک و تعالی هر روز این دولت را بزیادت کناد و این دو
خداوندزاده را و ملک معظم را دائما [illegible]

(اردو ترجمہ)
طالع نقش کھینچا مقصد حاصل کر لیا۔
تیسرے دن اس سوال کی دلیل
کشائش ہوئی تھی میں دوسرے دن
آیا اور کہا کہ کل ظہر کی نماز کے وقت
کوئی شخص آئے گا شہزادہ تمام دن
اسی فکر میں رہا دوسرے دن میں
اسکی خدمت میں گیا کہنے لگا کہ آج کا
وعدہ ہے میں نے کہا کہ ہاں ظہر کی نماز
تک اسکی خدمت میں رہا جب نماز
کی آواز آئی تو بیقرار ہو کر کہا کہ ظہر
کی نماز کا وقت آگیا اور کوئی خبر
نہیں آئی شہزادہ اسی فکر میں تھا
کہ ایک قاصد آیا اور یہ خوشخبری سنائی
کہ روپیہ لے آئے پچاس ہزار دینار
اور بکریاں اور دوسری اشیاء
عزالدین محمود حاجی آقائے خداوند
زادہ حسام الدولہ والدین آج کل
(صاحب حال) ہے دوسرے دن خداوند
زادہ شمس الدولہ والدین نے سلطان
عالم کا خلعت پہنی اور آزاد ہوا اور
[illegible]
[illegible]
[illegible]
نظامی تجھے یاد ہے کہ تو نے میری
بابت حکم لگایا تھا اور ایسا ہی صحیح نکلا
میں نے چاہا تھا کہ [illegible]
پھر دونوں لیکن [illegible] میرے پاس
سونا نہیں تھا یہاں ہی سونا
[illegible]

مقالهٔ چهارم

در علم طب و هدایت طبیب

طب صناعتی است که بدان صناعت صحت در بدن انسان نگاه
دارند و چون زائل شود باز آرند و بیارایند او را بدرازی موی
و پاکی روی و خوشی بوی و گشادگی اما طبیب باید
که رقیق الخلق حکیم النفس جید الحدس باشد و حدس
حرکتی باشد که نفس را بود در آراء صائبه یعنی که سرعت
انتقالی بود از معلوم بمجهول و هر طبیب که شرف نفس انسانی
نشناسد رقیق الخلق نبود و تا منطق نداند حکیم النفس
نبود و تا مؤید نبود بتأیید الهی جید الحدس نبود و هر که جید
الحدس نبود بمعرفت علت نرسد زیرا که دلیل از نبض
می باید گرفت و نبض را حرکت انقباض و انبساط است و
سکونی که میان این دو حرکت افتد و میان اطبا
خلاف است گروهی گفته اند که حرکت انقباض بحس نشاید
اندریافتن اما افضل المتأخرین حجة الحق الحسین بن عبد الله
بن سینا در کتاب قانون میگوید که حرکت انقباض اندریافتن
یافتن بتوان اندر تنهای نحیف که گوشت کم دارند و آنگاه نبض را

مقالہ چہارم

در علم طب و ہدایت طبیب

طب یعنی صناعت ہے کہ اس صناعت سے انسان کے بدن میں صحت کی نگاہ رکھتے ہیں اور جب زائل ہو جاتی ہے تو اسے پھر واپس لے آتے ہیں اور اسے بال کی درازی منہ کی پاکی خوشبو اور کشادگی سے آراستہ کرتے ہیں لیکن طبیب کو چاہیے کہ خوش اخلاق نفس کا جاننے والا فراست شناس ہو اور حدس آرائے درست میں نفس کی ایک حرکت ہے یعنی معلوم سے مجہول کی طرف ایک سرعت انتقال ہے اور جو طبیب کہ نفس انسان کی بزرگی نہ پہچانے رقیق الخلق نہ ہو سکے اور جب تک منطق نہ جانے حکیم النفس نہیں اور جب تک مدد کرنے والا نہ ہو خدا کی مدد کے ساتھ تیز ادراک نہ ہو سکے اور جو تیز ادراک نہ ہو بیماری کی حقیقت پر نہ پہنچے کیونکہ نبض سے دلیل لینا چاہیے اور نبض انبساط اور انقباض کی حرکت ہے اور وہ سکون جو ان دونوں حرکتوں کے درمیان ہوتا ہے اس میں طبیبوں کا اختلاف ہوتا ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ انقباض کو حس میں نہیں پا سکتے لیکن افضل المتاخرین حجۃ الحق الحسین بن عبد اللہ بن سینا کتاب قانون میں کہتا ہے کہ حرکت انقباض کا علم کم گوشت کی اشخاص میں مشکل سے پا سکتے ہیں اور اس وقت نبض اس قسم کی ہے

وہریکے ازو متنوّع شود بسه انواع دو طرفین او ویکے اعتدال و
تا تائید الٰہی باستصواب وہمراه بود وفکرت مصیب نبود
(بتوفیق خدائی ۱۲)
وتفسیره را نیز ہمچنان الوان ورسوب ونگاہداشتن وازہر لونے
(رنگہا ۱۲) (درد ہی تلچھٹ ۱۲)
برجائے دلیل گرفتن نه کارے خرد است بہمه دلائل بتائید
الٰہی وہدایت پادشاہی مفتقر اند واین معنی است که تا او
(خدائی ۱۲) (رہنمائی ۱۲) (محتاج ۱۲)
بعبارات قدس یاد کرده ایم وتا طبیب منطق نداند وجنس وفصل ونوع
نشناسد درمیان فصل وخاصه عرض فرق نتواند کرد وعلت
نشناسد وچون علت نشناسد درعلاج مصیب نتواند بود اینجا
مثالے بزنیم تا معلوم شود که چنین است که ہمے گوییم مرض جنسی آن مانند
صداع وزکام وسرسام وحصبه برقان نوع وہریکے
(درد سر ۱۲)
ازیک دیگر جدا نشوند وازین ہریکے باز جنس شوند مثلاً تب
است وحمی یوم وغب وشطر الغب وربع انواع وہریکے
بفصلے ذاتی ازیکدیگر جدا شوند چنانکه حمی یوم جدا شود از دیگر
تبہا بدانکه درازترین مدت او یک شبانروز بود ودر او تکسر وگرانی
(یک روز ویک شب ۱۲)
وکاہلی ودرد نباشد وتب مطبقه جدا شود از دیگر تبہا بدانکه چون
بگیرد تا چند روز باز نشود وتب غب جدا شود از دیگر تبہا بدانکه روزے
بیاید ودیگر روز نیاید وتب شطر الغب جدا شود از دیگر تبہا بدانکه یک
روز سخت تر آید ودر رنگش کمتر باشد ویک روز آہسته تر آید ودر رنگش دراز
تر بود وتب ربع جدا شود از دیگر تبہا بدانکه روزے بیاید ودو دیگر روز نه

اردو ترجمہ

اور ان میں سے ہر ایک کی تین قسمیں ہیں۔ دو اسکے آس پاس اور ایک درمیانی اور جب تک خدائی توفیق استصواب (درست جاننا) کے ہمراہ نہو فکر درست نہیں ہو سکتی اور قارورہ کیلئے بھی اسی طرح اسکے رنگوں اور رسوب (تلچھٹ) کو دیکھنا اور ہر رنگ سے ایک حالت پر دلیل لینا معمولی کام نہیں ہے اور تمام دلائل خدائی مدد اور بادشاہی ہدایت کی محتاج ہیں اور یہ ہی مضمون کو ہم نے قدس کی عبارات میں یاد کیا ہے اور جب تک طبیب منطق نہ جانے اور قسم اور جنس نہ پہچانے فصل (تلچھٹ) خاصہ جدا کرنا اور عرض میں فرق نہیں کر سکتا ہے اور جو بیماری کو پہچانتا ہے اور جب بیماری نہ پہچانے مناسب علاج نہیں کر سکتا ہم اس جگہ پر ایک مثل بیان کرتے ہیں جس سے معلوم ہو کہ یہ ایسا ہی ہو جیسے ہم بیان کرتے ہیں۔ مرض جنس ہے جیسے اور درد سر اور زکام اور سرسام دماغ کا ورم حصبہ (قسم چیچک) اور یرقان قسم اور ہر ایک فصل میں آپس میں جدا ہو جاتی ہیں) اور ان میں سے ہر ایک پھر علیحدہ ہو جاتی ہیں مثلاً بخار جنس ہے اور حمی یوم اور غب اور شطر الغب اور ربع قسمیں اور ہر ایک ذاتی فصل میں آپس سے جدا ہو جاتی ہیں چنانچہ حمی یوم دوسرے بخاروں سے جدا ہوتا ہے اور جان لو کہ اسکی بہت بڑی مدت ایک روز اور ایک رات ہے اور اس میں تکسر (ٹوٹ جانا) گرانی درد کاہلی اور درد نہیں ہوتا ہے مطبقہ بخار دوسرے بخاروں سے جدا ہوتا ہے جان لو کہ ایک دن اور دوسرے دن نہیں آتا ہے اور شطر الغب

بخار دوسرے بخاروں سے جدا ہوتا ہے اور جان لو کہ ایک روز زیادہ سخت ہوتا ہے اور رنگ میں کم اور دوسرے روز آہستہ اور رنگ میں دراز

نیاید و سوم نیاید و چهارم بیاید و این هر یکے باز جنس شوند مثال را
انواع پدید آید چون طبیب حاذق داند و حاذق باشد بداند که کدام تب
است و مادهٔ آن تب چیست مرکب است یا مفرد و بمعالجت
مشغول شود و اگر در شناختن علت در ماند بخدائے عز و جل باز گردد
و ازو استعانت خواهد و اگر در علاج فرو ماند هم بخدائے باز گردد و ازو
مدد خواهد که بازگشت همه بدوست ۞

حکایت ۱

در سنهٔ اثنی عشرة و خمسمایة در بازار عطاران نشابور بر دکان محمد
سنجی طبیب از خواجه امام ابوبکر دقاق شنیدم که او گفت در سنهٔ ۵۰۲
اثنتین و خمسمایة یکے از مشاهیر نشابور را قولنج بگرفت مرا بخواند و بدیدم
و بمعالجت مشغول شدم و آنچه درین باب فرا نماید بجائے آوردم
البته شفا روئے ننمود (میسر شد ۱۲) و سه روز همه آن باز آمد نماز شام
باز گشتم نا امید بر آنکه شب بیمار درگذرد و درین رنج بخفتم صبحدم
بیدار گشتم و شک نکردم که در گذشته بود (مرده بود ۱۲) بیام بر شدم و روی
بر آن جانب آوردم و منتظر کردم هیچ آوازے نشنیدم که بر گذشتن
او دلیل بودے سورهٔ فاتحه بخواندم و از آن جانب بدمیدم (دم نهادم) و گفتم الهی و
سیدی و مولائی تو گفته در کلام مبرم و کتاب محکم وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ
مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ و تحسر همی خوردم که جوانی بوده

اردو ترجمہ

نہ آئے تیسرے دن نہیں آتا ہے اور چوتھے
روز آتا ہے اور یہ ہر ایک جنس ہوتے ہیں
پس ان کی بہت سی قسمیں ہوتی ہیں جب طبیب
حاذق جانتا ہے اور حاذق دانا ہو تو جانتا ہے
اور جان لیتا ہے کہ کونسا بخار ہے اور اس
بخار کا مادہ کیا ہے مرکب ہے یا مفرد اور علاج
کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور
اگر مرض کے پہچاننے میں عاجز ہے تو خدائے
تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور اس سے
مدد چاہے کہ سب کی بازگشت اسی کی
طرف ہے ۔ (حکایت)
سنہ ۵۱۲ھ میں نشاپور کے بازار عطاران میں
محمد سنجی طبیب کی دکان پر میں نے خواجہ
امام ابوبکر دقاق سے سنا ۔ اس نے کہا
کہ ۵۰۲ھ میں نشاپور کے ایک رئیس کو
قولنج کا عارضہ ہو گیا ۔ مجھ کو بلایا میں نے
دیکھا اور علاج کرنا شروع کیا اور
جو کچھ اس باب میں ہو سکا کر دکھایا لیکن وہ
اچھا نہ ہوا تین ایام گزر گئے ۔ بوقت مغرب
میں واپس لوٹا نا امید ہو کر اور یہ
خیال کر کے کہ وہ آدھی رات تک مر جائیگا
اور میں اسی رنج میں مجھ کو نیند
آگئی صبح کو اٹھا اور یہ خیال ہوا کہ مر گیا
ہوگا ۔ کوٹھے پر چڑھا اور اس طرف کو منہ
کر کے لگا ۔ لیکن کوئی ایسی آواز نہ آئی کہ
اس کے مرنے کا ثبوت ہوتی ۔ میں نے
سورۃ الحمد پڑھی اور اس طرف کو پھونکا
اور کہا کہ اے خدا اور میرے سردار
اور میرے مالک تو نے قرآن شریف
میں فرمایا ہے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ
مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ
اور میں افسوس کرتا تھا کہ جوان بال بچوں
والا اور نعمت بخش تھا ۱۲

منعم و متنعّم و کام انجامے تمام داشت پس وضو ساختم و بمصلّیٰ
آونگر ۱۲ عیش دالا ۱۲ و کامیابی کامل داشت ۱۲ جائے نماز
شدم و سنت بگذاردم یکے در سرائے بزد نگاه کردم ابن ابو بشر بود در
بکشائے گفتم چه شد؟ گفت این ساعت راحت یافت.
دانستم که از برکات فاتحة الکتاب بوده است و این شربت از دارو خانهٔ
ربّانی رفته است و این مرا تجربه شد و بسیار جائها این شربت دادم
همه موافق افتاد و شفا بحاصل آمد پس طبیب باید که نیکو اعتقاد بود
و امر و نهی شرع را معظم دارد و از علم طب باید که فصول بقراط و
مسائل حنین اسحٰق شرح شده محمد زکریا رازی و شرح نیلی که این
مجملات را کرده است بدست آرد و مطالعت همی کند بعد از آنکه
ادے مشفق خوانده باشد و از کتب وسط ذخیرهٔ ثابت قرّه
وری محمّد زکریا رازی ـ یا هدایهٔ ابو بکر اجوینی یا کفایهٔ
رج یا اغراض سید اسمعیل جرجانی با استقصاء تمام پر استاد
از کتب بسائط یکے بدست آرد چون ستّه عشر
نوس یا حاوی محمّد زکریا یا کامل الصّناعة یا صد باب بو سهل
مسیحی یا قانون بو علی سینا یا ذخیرهٔ خوارزم شاهی و در وقت
فراغت مطالعه همی کند و اگر خواهد که ازین همه مستغنی باشد
بقانون کفایت کند ـ سیّد کونین و پیشوائے ثقلین پیغمبر علیه السلام
کلّ الصّید فی جوف الفرا بهر شکار را در شکم گور خر است این
در قانون یافته شود بسیار از ... و هر را ...

اردو ترجمہ

اور پورے کام رکھتا تھا پس میں نے وضو کیا اور مصلے پر گیا ـ اور سنت پڑھیں ایک شخص نے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا میں نے دیکھا تو اسکا آدمی تھا آواز دی کہ دروازہ کھولو میں نے کہا کہ خیریت ہے اس نے کہا (ہاں) اب تو آرام ہے میں نے سمجھ لیا کہ یہ سورۂ فاتحہ کی برکت سے ہوا ہے اور یہ شربت خدا کے شفاخانہ سے پہنچا ہے اور مجھکو تجربہ ہوا کہ اور بہت جگہ یہ شربت دیا سب کو موافق ہوا اور آرام ہو گیا پس طبیب کو چاہیے کہ نیک اعتقاد ہو اور شرع کے امر و نہی کو بزرگ سمجھے اور علم طب سے چاہیے فصول بقراط اور مسائل حنین ابن اسحٰق جو شرح محمد زکریا رازی اور شرح نیلی کہ ان مجملات کو بیان کیا ہے حاصل کرے اور اسکو اپنے کسی مہربان استاد سے پڑھ چکا ہو اور کتب وسط سے ذخیرہ ثابت قرہ یا منصوری محمد زکریا رازی یا ہدایہ ابوبکر اجوینی یا کفایہ احمد فرج یا اغراض سید اسمعیل جرجانی پوری کوشش سے کسی مہربان استاد کے پاس پڑھا ہو ـ اور کتب بسائط سے ستہ عشرہ جالینوس یا حاوی محمد زکریا یا کامل الصناعۃ یا صد باب بو سہل مسیحی یا قانون بو علی سینا یا ذخیرہ خوارزم شاہی سے کسی ایک کو حاصل کرے اور فراغت کے وقت مطالعہ کرتا رہا اور اگر چاہے کہ ان تمام سے بے پرواہ ہو جائے تو قانون پر کفایت کرے دونوں جہان کے سردار اور جن و انس دونوں گروہ کے پیشوا فرماتے ہیں کہ ہر شکار گورخر کے پیٹ میں ہے ...

اوّل از قانون معلوم باشد از اصول علم طب و کلیات او هیچ
چیزی پوشیده نماند زیرا که اگر بقراط و جالینوس زنده شوند روا بود
که پیش این کتاب سجده کنند و عجبی شنیدم که یکی درین کتاب بر
بوعلی اعتراض کرده و آن معترضات را کتابی ساخت و اصلاح قانون
نام کرد گوئی در هر دو نگرم که مصنف چه معتوه مردی باشد و
مصنف چه مکروه کتابی چرا کسی بر بزرگی اعتراض باید کرد که تصنیف
او از آن او بدست گیرد مسئله نخستین بر او مشکل باشد چهار هزار سال
بود تا حکمای اوائل جانها گداختند و روانها در باختند تا علم
حکمت بجائی فرود آرند - تواالسنت تا بعد ازین حکیم مطلق و
فیلسوف اعظم ارسطاطالیس ابن نقیقسطاس منطق بسخت
و بمحک حدود نقد کرد و بمکیال قیاس بپیمود تا شک و ریب
بر خاست و منقح و محقق گشت و لیکن از وی درین هزار و پانصد سال
هیچ فیلسوف بکنه سخن او نرسیده و بر جاده سیاقت او نگذشته
الّا افضل المتاخرین حکیم المشرق حجة الحق علی الخلق ابو علی الحسین
بن عبد الله بن سینا و هر که برین دو بزرگ اعتراض کرد خویشتن
را از زمرهٔ اهل خرد بیرون آورد و در سلک اهل جنون ترتیب داد
و در جملهٔ اهل عته جلوه کرد ایزد تبارک و تعالی ما را ازین هفوات
و شهوات نگاه دارد بمنه و لطفه پس اگر طبیبی مجلد اوّل قانون را
بداند باشد و سن او باربعین رسد اهل اعتماد بود و اگر

اُردو ترجمہ

اور جس شخص کو قانون کی پہلی جلد معلوم
ہو علم طب کے اصول اور اسکی کلیات سے
کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں رہ سکتی اسلئے
بقراط اور جالینوس زندہ ہوں تو جائز
ہے کہ اسکے سامنے سجدہ کریں اور ایک
عجیب بات سنی کہ اس کتاب میں
ایک شخص نے بوعلی پر اعتراض کیا - اور ان
اعتراضوں کی ایک کتاب بنائی اور
اس کتاب کا نام اصلاح قانون رکھا -
اگر کہے تو دونوں کو میں دیکھتا ہوں کہ
مصنف کیسا دلدادہ مرد ہے - اور
تصنیف کی گئی کتاب کیسی مکروہ کیونکہ
کسی شخص کو ایسے بزرگ پر اعتراض کرنا
چاہئے کہ اسکی تصنیف حاصل کرے
پہلے مسائل اسپر مشکل ہوں - چار ہزار
سال ہوئے کہ پہلے حکما نے اپنی جانیں
برباد کیں اور جانوں کو ضائع کیا جب
علم حکمت کو اس جگہ پر لاسکے یہاں
تک کہ اس مدت کے بعد حکیم مطلق اور
فیلسوف اعظم ارسطاطالیس نے اس
نقد کو منطق کے کانٹے پر تولا - اور حدود
کی کسوٹی پر آزمائش کی - اور قیاس کے
پیمانہ سے ناپا یہاں تک کہ اس سے
دور ہو کر (علم حکمت) پاک و صاف ہوگیا
اور اسکے بعد ڈیڑھ ہزار سال میں
کوئی فیلسوف اسکی بات کی تہ کو نہ پہنچا
اور اسکی کی طرح نہ چلا مگر متاخرین
کا افضل مشرق کا حکیم مخلوق پر خدا کی
دلیل - ابو علی حسین بن عبداللہ بن سینا
اور جس شخص نے ان دونوں بزرگوں پر
اعتراض کیا اپنے عقلمندوں کے گروہ سے
خارج کیا اور دیوانوں کے زمرہ میں داخل
اور بیوقوفوں کی جماعت میں کیا
خدائے بزرگ و برتر اپنے مہربانی و احسان سے ہم ان بیہودگیوں اور خواہشوں سے محفوظ رکھے پس اگر کوئی طبیب قانون کی پہلی جلد کا واقف ہو اور چاہئے کہ

حاصل دارد. باید که ازین کتب صنعار که استادان مجرب تصنیف کرده اند یکی پیوسته با خویشتن دارد چون تحفة الملوک محمد بن زکریا و کفایهٔ ابن مندویه اصفهانی و تدارک انواع الخطأ فی التدبیر الطبی ابوعلی و خفی علائی یادگار سید اسمعیل جرجانی زیراکه بر حافظه اعتمادی نیست که در آخر موخر دماغ باشد که دیرتر در عمل آید این مکتوب را معین باشد پس هر پادشاه که طبیب اختیار کند این شرائط که شمردیم باید که اندر یافته باشد که نه بس سهل کار است جان و عمر خویش بدست هر جاهل دادن و تدبیر جان خود در کنار هر غافل نهادن

حکایت

بختیشوع یکی از نصارای بغداد بود [عیسائی ۱۲] طبیبی حاذق و مشفقی صادق بود و مرتب بخدمت مامون مگر از بنی هاشم از اقربای مامون یکی را استسقا [مغز ۱۲] افتاد مامون را بدان قریب دلبستگی [تعلق ۱۲] تمام بود. بختیشوع را بفرستاد تا معالجت او بکند او بر پای خاست و جان بر میان بست از جهت مامون و با نواع معالجت کرد هیچ سود نداشت و از او در معالجت آنچه یاد داشت بکرد البته فائده نکرد و کار از دست بشد و از مامون خجل می بود و مامون بجای آورد که بختیشوع خجل می ماند گفت یا بختیشوع خجل مباش تو جهد خویش و بستگی خویش بجای آوردی مگر خدای عزوجل

اردو ترجمہ

ان میں سے کسی ایک کو ہمیشہ اپنے پاس رکھے جیسے محمد ذکریا کی تحفۃ الملوک اور ابن مندویہ اصفہانی کی کفایہ اور ابوعلی کی تدارک انواع الخطا فی تدبیر الطبی اور خفی علائی اور یادگار سید اسمعیل جرجانی کیونکہ حافظہ پر بھروسہ نہیں ہے اور آخیر میں دماغ موخر ہوتا ہے کہ بہت دیر میں کام دیتا ہے یہ خط اسکے لیے معین ہے پس جو بادشاہ کا طبیب اختیار کرے تو شرائط کہ ہم نے گنائیں سب ہونا چاہیے کہ اپنی عمر و جان کو ہر جاہل کے ہاتھ میں دینا اور اپنی جان کی تدبیر ہر غافل کی گود میں رکھنا کوئی آسان امر نہیں

حکایت

بختیشوع بغداد کا ایک نصرانی طبیب حاذق (دانا) اور مہربان دوست دار مامون کی خدمت میں ملازم تھا۔ جب بنی ہاشم سے مامون کے ایک رشتہ دار کو دست آنے لگے۔ مامون کو اس رشتہ دار سے بہت محبت تھی اس نے بختیشوع کو بھیجا کہ اس کا علاج کرے وہ حاضر ہوا اور مامون کی وجہ سے خوب علاج کیا۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا اور اسے جس قدر علاج معلوم تھے سب کئے لیکن کسی سے فائدہ نہ ہوا لا علاج ہو گیا۔ اور وہ مامون سے شرمندہ رہتا تھا۔ مامون کو معلوم ہوا کہ بختیشوع شرمندہ رہتا ہے کہا کہ اے بختیشوع شرمندہ مت ہو کہ تو اپنی کوشش اور بندگی بجا لایا۔ مگر خدائے بزرگ نہیں چاہتا ہے ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

نمی خواہد بقضا و رضا دہ کہ ما دادیم بختیشوع چون مامون را مایوس دید
گفت یک معالجت دیگر ماندہ است باقبال امیرالمومنین بکنم اگرچہ مخاطرہ
است اما باشد کہ باری تعالی راست آرد و بیمار ہر روز پنجاہ
شصت بار می نشست پس مسہل بساخت و بہ بیمار داد و آن روز
کہ مسہل خورد زیادت شد دیگر روز باز اطبا ازو سوال
کردند کہ این چہ مخاطرہ بود کہ تو کردی جواب داد کہ مادۂ این اسہال
از دماغ بود و تا از دماغ فرو نیامدی این اسہال منقطع نگشتی و من
ترسیدم کہ اگر مسہل دہم نباید کہ قوت با اسہال وفا نکند چون دل
برگرفتند گفتم آخر در مسہل امید است و در نا دادن ہیچ امید نہ بدادم
و توکل بر خدای کردم کہ او توانا است و باری تعالی توفیق داد و بہ
شد و قیاس درست آمد زیرا کہ در مسہل نا دادن مرگ متوقع بود و در
مسہل دادن مرگ و زندگانی ہر دو متوقع بود در مسہل دادن امید

حکایت

نمبر ۱

شیخ رئیس حجۃ الحق ابوعلی سینا حکایت کرد اندر کتاب مبدا
و معاد و در آخر فصل امکان وجود امور نادرہ عن ہذہ النفس ہمی گوید
کہ من شنیدم و شنودم کہ حاضر شد طبیبی بمجلس یکی ملوک سامان و قبول
او در آنجا بدرجہ رسید کہ در حرم شدی و نبض محرمات و مخدرات
بگرفتی روزی با ملک در حرم نشستہ بود بجای کہ ممکن نبود ہیچ

اردو ترجمہ

نہیں چاہتا ہے۔ خدا کے حکم پر رضا مند
ہو کہ ہم نے رضا دی بختیشوع کہتے
جب مامون کو مایوس دیکھا تو کہا کہ
ایک علاج اور باقی ہے امیر المومنین
کے اقبال سے کرتا ہوں۔ اگرچہ خطرہ
ہے ممکن ہے کہ خدائے تعالی راست
لائے۔ وہ بیمار ہر روز پچاس ساٹھ
مرتبے پاخانہ کرنے کے لئے بیٹھتا تھا۔ پس
مسہل بنایا۔ اور اس بیمار کو پلایا
جس روز کہ مسہل پیا تو زیادہ ہوا۔
دوسرے روز پھر اچھا ہوا طبیبوں
نے اس سے دریافت کیا اور پوچھا
کہ یہ کیا خوف تھا کہ کیا تو نے
کہا کہ ان دستوں کا مادہ دماغ سے
تھا جب تک دماغ سے نہ اترتا تو
یہ دست موقوف نہ ہوتے اور میں
ڈرتا تھا کہ مسہل دوں۔ ایسا نہ ہو
کہ قوت دستوں کے ساتھ ختم
ہو جائے جب نا امید ہو گئے تو میں
کہا کہ آخری مسہل میں امید ہے اور
نہ دینے میں کوئی امید نہیں اسلئے
میں نے مسہل دیا اور خدا پر بھروسہ کیا
طاقت والا ہے خدائے تعالی نے توفیق
دی اور وہ اچھا ہو گیا۔ اور میرا قیاس
صحیح نکلا اسلئے کہ مسہل نہ دینے میں مرنے کی
امید تھی اور مسہل دینے میں موت و زندگی
دونوں امید تھی مسہل دینا زیادہ بہتر دیکھا
حکایت شیخ رئیس حجۃ الحق ابوعلی سینا
نے کتاب مبدا و معاد آخر فصل
امکان وجود امور نادرہ عن ہذہ النفس
میں حکایت بیان کی ہے کہ میں نے سنا
معلوم ہوئی اور سنی ایک طبیب
سامانی بادشاہ کی مجلس میں حاضر ہوا

اور اسقدر رتبہ ہوا کہ محل میں جاتا تھا بیگمات اور پردہ نشینوں کی نبض دیکھتا تھا۔ ایک روز بادشاہ کے ساتھ محل میں بیٹھا تھا جہاں کوئی دوسرا

زینہ آن جا نتوانستے رسید ملک خوردنی خواست کنیزکان خوردنی آوردند کنیزکے خوانسالار بود خوان از سر برگرفت و دوتا شد و برزمین نہاد خواست کہ راست شود نتوانست شد ہمچنان بماند بسبب ریحے غلیظ کہ در مفاصل وے حادث شدہ ملک روی بطبیب کرد کہ در حال معالجت باید کرد بہر وجہ کہ باشد و اینجا تدبیر طبیعی را ہیچ وجہے نبود و مجالے نداشت بسبب دوری ادویہ روئے بہ تدبیر نفسانی کرد و بفرمود تا مقنعہ از سر وے فرو کشیدند و موئے او برہنہ کردند تا شرم دارد و حرکتے کند و او را آن حالت منکرہ آید کہ مجامع سر و روئے او برہنہ باشد تغیر نگرفت بتشنیع زیادہ آن بود بفرمود تا شلوارش فرو کشیدند شرم داشت و حرارتے در باطن او حادث شد چنانچہ آن ریح غلیظ را تحلیل کرد و او راست استاد و مستقیم و سلیم بازگشت اگر طبیب حکیم قادر نبودے او را این استنباط نبودے و از معالجت عاجز آمدے و چون عاجز شدے از چشم پادشاہ بیفتادے پس معرفت اشیاء طبیعی و تصور موجودات طبیعی از این باب است واللہ اعلم۔

حکایت

ہم از ملوک آل سامان امیر منصور بن نوح بن نصر را عارضہ افتاد

اردو ترجمہ

دوسرا شخص وہاں نہیں جا سکتا تھا بادشاہ نے کھانے کی کوئی چیز مانگی۔ ایک لونڈی خوان سالار تھی اس نے اپنے سر سے خوان اُتارا اور جھکی اور زمین پر رکھا پھر چاہا کہ سیدھی ہو جائے مگر نہ ہو سکی۔ غلیظ ہوا اسکے جوڑوں میں حادث ہو جانے کی وجہ سے ویسی ہی رہ گئی۔ بادشاہ حکیم کی جانب متوجہ ہوا کہ اسی وقت جس طرح ہو سکے اسکا علاج کرنا چاہیے اور اس جگہ طبعی تدبیر کی کوئی وجہ نہ تھی اور کوئی مجال نہ رکھتی تھی۔ دوائیں دور ہونیکی وجہ سے تدبیر نفسانی کی طرف خیال کیا اور فرمایا تو دوپٹہ اسکے سر سے کھینچ لیا اور سر ننگا کر دیا تاکہ اسے شرم آئے اور وہ حرکت کرے اور اسکو وہ اپنی حالت بری معلوم ہو کہ سب کے سامنے اسکا سر اور چہرہ ننگا ہو لیکن اسکی حالت ویسی ہی رہی اس سے زیادہ بری جگہ پر ہاتھ لگایا اور فرمایا تو اس کا پائجامہ اتار دیا شرم آئی اور اسکے باطن میں حرارت حادث ہوئی چنانچہ اس غلیظ ہوا۔ اسکو تحلیل کیا اور وہ سیدھی کھڑی ہو گئی اور وہ سیدھی صحیح حالت پر واپس ہو گئی۔ اگر طبیب حکیم قادر نہ ہوتا اسکو یہ استنباط (جاننا) نہ ہوتا اور اس علاج سے عاجز رہتا اور جب علاج سے عاجز رہتا تو بادشاہ کی نظر سے گر جاتا پس طبعی اشیاء کا پہچاننا طبعی موجودات کا تصور اس باب سے ہے اور وہ زیادہ جاننے والا ہے۔

حکایت

آل سامان سے ایک بادشاہ امیر منصور بن نوح بن نصر کو بھی ایک بیماری پیدا ہو گئی

که فرمن گشت و برجای بماند اطبّاء در آن معالجت عاجز آمدند امیر
منصور کس فرستاد و محمد بن ذکریا رازی را بخواند بدین معالجت آمد و
تا به آمویه آمد و چون بکنار جیحون رسید و جیحون بدید گفت من در
کشتی ننشینم قال الله تعالی وَلَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ
خدای تعالی می گوید که خویشتن بدست خویشتن در تهلکه می اندازید
و نیز همانا که از حکمت نباشد باختیار در چنین مهلکه نشستن تا کس
امیر به بخارا رفت و باز آمد او کتاب منصوری تصنیف کرد و بدست
آنکس به فرستاد و گفت من این کتابم و ازین مقصود بحاصل
است بمن حاجتی نیست چون کتاب بامیر رسید رنجور شد
پس هزار دینار بفرستاد و اسپ خاص ساخت و گفت
رفقی بکنید اگر سود ندارد دست و پای او ببندید و در کشتی
نشانید و بگذرانید. چنان کردند و خواهش با وی بکردند سود نداشت و دست
و پای او ببستند و در کشتی نشاندند و بگذرانیدند و آنگه دست و پای
او باز کردند و جنیبت با ساخت پیش کردند او خوش طبع
پلیٹہ و راسپ گردانید و روی به بخارا نهاد سوال کردند که ما ترسیدیم
که چون از آب بگذریم و ترا باز کشائیم با ما خصومت کنی نکردی و ترا
(با ما خصومت نکردی ۱۲)
ضجری و دلتنگی ندیدیم گفت من دانم که در سالی بیست هزار کس از جیحون
بگذرند و غرق نشوند و من هم نشوم ولیکن ممکن است که بشوم که چون غرق
شوم تا دامن قیامت گویند ابلهی بود محمد زکریا که باختیار
(آں باختیار خویشتن ۱۲) (چه احمق سمجھے بود ۱۲)

اردو ترجمہ

جو زمین گیر یا پاؤں بند ہوگیا تھا اور طبیب
اسکے علاج سے عاجز ہوگئے امیر منصور
نے ایک آدمی کو بھیجا۔ اور محمد بن زکریا
رازی کو اسکے علاج کے لیے بلایا۔ وہ
آموے تک آیا۔ اور جب دریائے جیحون
کے کنارے تک پہنچا۔ اور جیحون دیکھا۔
کہا میں کشتی میں نہ بیٹھوں گا۔ خدائے
تعالی نے کہا ہے۔ وَلَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ
اِلَی التَّهْلُکَةِ خدا تعالی نے فرمایا ہے
کہ خود کو اپنے ہاتھ سے ہلاکت میں مت
ڈالو۔ اور نیز اپنے آپ ایسے مہلکہ میں
بیٹھنا حکمت سے نہیں اور یہاں تک
کہ امیر کا آدمی بخارا گیا۔ اور پھر
واپس آیا۔ اور اس نے کتاب منصوری
کی تصنیف کی اور اس شخص کے ہاتھ بھیجا
اور کہا کہ میں یہ کتاب ہوں اور اس
کتاب سے تیرا مقصود حاصل ہے۔ میری
ضرورت نہیں ہے جب کتاب امیر کو
پہنچی بہت ناراض ہوا۔ پھر ہزار دینار
اور خاص گھوڑا اور زین کا اسباب
بھیجا۔ اور کہا کہ پہلے نرمی اور ملاطفت
کرو اور اگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہو
تو اسکے ہاتھ پاؤں باندھ کر کشتی میں
بٹھا دو۔ اور پار اتار دو۔ ایسا ہی کیا
اور وہ راضی نہ ہوا۔ تو اسکے ہاتھ پاؤں
باندھے اور کشتی میں بٹھایا اور پھر
اسکے ہاتھ پاؤں کھول دیے اور سامان
و ساز کے ساتھ گھوڑا پیش کیا۔ اور
وہ خوش ہو کر سوار ہوا۔ اور بخارا کی
طرف چلا۔ لوگوں نے سوال کیا کہ ہم
ڈرتے تھے کہ جب پانی سے گزریں
اور تجھکو کھولیں تو تو ہمارے ساتھ دشمنی
کرے (لیکن) تو نے کی اور تجھکو تنگدل

اور تمکو نہیں دیکھا کہا میں جانتا ہوں کہ سال بھر میں ... گزرتے ہیں اور غرق نہیں ہوتے اور میں بھی نہ ڈوبوں گا۔ ممکن ہے کہ

در کشتی نشست تا غرق شد و از جمله ملومان باشم نه از جمله
معذوران، چون به بخارا رسید امیر در آمد و یکی دیگر را پدید بود
و معالجت آغاز کرد۔ و مجهول بذل کرد هیچ راحتی پدید نیامد روزی
پیش امیر در آمد و گفت فردا معالجتی دیگر خواهم کردن۔ امّا درین
معالجت فلان اسپ فلان استر خرج می شود و این دو مرکب
معروف بودند در دوندگی چنانکه بشبی چهل فرسنگ می رفتند
پس دیگر روز امیر را بگرمابه جوی مولیان برد بیرون از سرای
آن اسپ و استر را ساخته و تنگ کشیده بر در گرمابه داشتند
و غلام خویش را بفرمود و از خدم و حشم هیچ کس را
نگذاشت پس ملک را در گرمابه میانگین بنشاند
و بر وی آب ریخت شربتی که کرده بود چاشنی کرد و بدو داد
و چندانی بداشت که اخلاط در مفاصل نضجی پدید آمد
و جامه در پوشید و بیامد و در برابر امیر بایستاد و سقطی
گفت که ای فلان تو فرمودی تا مرا ببستند و در کشتی افگندند
و در قصد جان من شدند۔ اگر مکافات آن با تو نکنم نه پسر زکریا ام
امیر از غایت در خشم شد و از جای خویش در آمد تا بسر پا، و محمد زکریا
کاردی برکشید و تشدید زیادت کرد امیر یکی از خشم و یکی از بیم تمام
برخاست و محمد زکریا چون امیر را بپای دید برگشت و از گرمابه بیرون
آمد و غلام هر دو یکی باسپ و استر گرد و روی بآموی نهادند

اردو ترجمہ

اور خود بخود کشتی میں بٹھایا تو ڈوب گیا
اور تمام ملامت کئے گئے لوگوں میں سے
اور نہ ہوؤں ورثہ معذوروں سے
جب بخارا پہنچا تو امیر آیا اور ایک دوسرے
کو دیکھا اور علاج شروع کیا۔ اور
کوشش صرف کی اور کوئی آرام معلوم
نہ ہوا۔ ایک روز امیر کے پاس آیا اور کہا
کہ کل دوسرا علاج شروع کروں گا لیکن
اس علاج میں فلاں گھوڑا اور فلاں
خچر صرف ہوگا۔ اور یہ دونوں دوڑنے
میں اس قدر مشہور تھے کہ ایک رات
میں چالیس فرسنگ چلتے تھے۔ پس
دوسرے روز امیر کو جوئے مولیان کے
حمام میں لے گیا۔ حمام کے باہر اس گھوڑے
اور خچر کو تیار کرکے اور تنگ کھینچ کر
دروازے پر موجود رکھا۔ اور اپنے
داری اپنے غلام کو فرمائی۔ اور کسی نوکر
چاکر کو حمام میں نہ چھوڑا۔ پس بادشاہ
حمام کے بیچ میں بٹھایا اور نیم گرم پانی
ڈالتا تھا۔ اور جو شربت کہ چاشنی
تیار کیا تھا۔ اسکو دیا تو پیا۔ اور
اس قدر حمام میں رکھا کہ اخلاط سے
جوڑوں میں نضج (پکنا) ظاہر ہوا۔ پس
کپڑے پہنے اور امیر کے
برابر کھڑا ہو گیا۔ اور چند سخت باتیں
کہیں کہ کیوں تو نے ایسا حکم دیا کہ مجھکو
باندھا اور کشتی میں ڈالا۔ اور میرے
خون کے درپے ہوئے اور اس کے
عوض میں تیری جان نہ لوں تو زکریا کا
لڑکا نہیں۔ امیر بہت غصہ ہوا اور
اپنی جگہ سے اٹھ کر زانو تک آ گیا۔
محمد زکریا نے ایک چھری نکالی اور زیادہ
سختی کی۔ امیر ایک غصہ اور دوسرے
خوف تھا۔ اور محمد زکریا نے
امیر کو کھڑا ہوا دیکھا تو باہر آیا اور حمام سے

نهادند نماند دیگر از آب بگذشت تا مرو هیچ جای نایستاد تا بمرو در
آمد نامه نوشت بخدمت امیر که زندگانی پادشاه دراز باد در صحت
بدن و نفاذ امر خادم علاج آغاز کرد و آنچه ممکن بود بجای آورد حرارت
غریزی با ضعف تمام بود و علاج طبیعی دراز کشیدی دست از آن
بداشتم و بعلاج نفسانی آمدم و بگرمابه بردم و شربتی بدادم و رها
کردم تا اخلاط نضجی تمام یافت پس پادشاه را بخشم آوردم
حرارت غریزی را مدد حادث شد و قوت گرفت و آن اخلاط نضج
پذیرفته را تحلیل کرد و بعد ازین صواب نیست که میان من و پادشاه
جمعیت باشد اما چون امیر بپای خاست و محمد زکریا بیرون شد
و بنشست حالی او را غشی آورد و چون بهوش باز آمد بیرون آمد
غلامان را آواز داد و گفت طبیب کجا شد گفتند زکریا بیرون
نهاد پای در اسپ گردانید و غلامش پای در اسپ آورد و برفت امیر
دانست که مقصود چه بوده است پس بپای خویش از گرمابه بیرون
آمد خبر در شهر افتاد و امیر بار داد و خدم و حشم و رعیت جمله شادی
کردند و صدقها دادند و قربانها کردند و جشنها پیوستند و طبیب را
هرچند جستند نیافتند هفتم روز غلام محمد زکریا در رسید بر آن اسپ
نشسته و اسپ جنیبت کرده و نامه عرض کرد امیر نامه بخواند و تعجب
داشت و او را معذور خواند و تشریف فرمود از اسپ و ساخت و جبه و
دستار و سلاح و غلام و کنیزک و فرمود تا بری از املاک مامون

اردو ترجمہ

اور مرو کی طرف متوجہ ہوئے
دوسری منزل تک پانی سے گذر گیا
اور مرو تک کسی جگہ کھڑا نہوا جب مرو
میں پہنچا تو امیر کی خدمت میں خط لکھا
کہ بادشاہ کی زندگی دراز ہو بدن کی
صحت اور امر کے نفاذ میں خادم نے
علاج شروع کیا اور جو کچھ ممکن تھا
بجا لایا حرارت غریزی بوجہ ضعف
کے ساقط تھی اور طبعی علاج دیر طلب
ہوتی اس سے ہاتھ اٹھایا اور علاج
نفسانی میں آیا اور حمام میں لیگیا
اور شربت دیا اور چھوڑ دیا تاکہ
نضج اخلاط نے تمام پایا پھر بادشاہ
کو غصہ میں لایا تو حرارت غریزی کو مدد
اور طاقت آئی اور ان نضج قبول کئے
ہوئے اخلاط کو تحلیل کیا اور اسکے
بعد مناسب نہیں ہے کہ میرے اور
بادشاہ کے درمیان کوئی جمعیت ہو
جب امیر کھڑا ہوا اور محمد زکریا باہر
اور بیٹھا تو فوراً بیہوش ہوگیا جب
ہوش میں آیا اور غلاموں کو بلایا
کہا کہ طبیب کہاں گیا کہا کہ حمام سے
باہر آیا اور وہ گھوڑے پر سوار ہوا اسکا
غلام بھی سوار ہوکر چلے گئے امیر
کو خبر ہوئی کہ مقصد کیا ہے پس اپنے
پاؤں سے حمام سے باہر آیا
خبر شہر میں پھیلی اور امیر نے
اجازت دی اور نوکر چاکر اور رعیت
نے خوشیاں کیں اور صدقے
دیے اور قربانیاں کیں اور جشن کئے
اور طبیب کو ہرچند تلاش کیا مگر نہ پایا
ساتویں روز غلام محمد زکریا کا
پہنچا ہوا اور گھوڑے کو ساتھ لئے
ہوئے پہنچا اور خط پیش کیا امیر نے

پڑھا اور تعجب کیا اور اسکو معذور رکھا اور خلعت اسپ ... جبہ دستار ہتھیار

هر سال دو هزار دینار زر و دویست خروار غله بنام وے براندند
و این تشریف داد و را نامه بدست معروفے بمرو فرستاد و امیر
صحت کلی یافت و محمد زکریا بمقصود بخانه رسید ❊

حکایت

ابوالعباس مامون خوارزمشاه وزیرے داشت نام او ابوالحسن
احمد بن محمد السهیلی مردے حکیم طبع وکریم نفس و فاضل و خوارزمشاه
همچنین حکیم طبع و فاضل دوست بود و به سبب ایشان چندین حکیم و
فاضل بر آن درگاه جمع شده بودند چون ابوعلی سینا و ابوسهل
مسیحی و ابوالخیر خمار و ابوریحان بیرونی و ابونصر عراق برادرزاده خوارزمشاه
بود و در علم ریاضی و انواع آن ثانی بطلیموس بود و ابوالخیر خمار
در طب ثالث بقراط و جالینوس بود و ابوریحان در نجوم بجائے ابومعشر
و احمد بن عبدالجلیل بود و ابوعلی سینا و ابوسهل مسیحی خلف ارسطاطالیس
بودند در علم حکمت که شامل است همه علوم را این طائفه در آن خدمت
از دنیاوی بے نیازی داشتند و با یکدیگر انسے در محاورت و عیشے
در مکاتبت همی کردند روزگار نپسندید و فلک روا نداشت آن عیش
بر ایشان منغص شد و آن روزگار بر ایشان بزیان آمد از نزدیک سلطان
یمین الدوله محمود معروفے رسید با نامه مضمون نامه آنکه شنیده‌ام
در مجلس خوارزمشاه چند کس اند از اهل فضل که عدیم النظیر اند چون

اردو ترجمہ

ہر سال سونے کے دو ہزار دینار
اور دو سو غلہ کے خروار اسکے نام
جاری کئے۔ اور اس خلعت اور روپیہ
کو ایک مشہور شخص کے ہاتھ مرو بھیجا
امیر نے صحت کلی پائی۔ اور محمد زکریا
بامراد گھر پہنچا ❊

حکایت

ابوالعباس مامون خوارزم شاہ کا ابو [illegible]
احمد بن السہیلی نامی وزیر مرد حکیم طبع
اور کریم النفس اور فاضل تھا
اور ایسا ہی خوارزم شاہ حکیم طبع
اور فاضل دوست تھا۔ اور ان کے
سبب سے کئی حکیم اور فاضل [illegible]
ابوعلی سینا و ابوسہل مسیحی۔ ابوالخیر
خمار ابوریحان بیرونی۔ اور ابونصر
عراقی اس درگاہ پر جمع ہوئے تھے
لیکن ابونصر عراقی خوارزم شاہ کا
بھتیجا تھا۔ اور علم ریاضی اور اس کے
انواع میں دوسرا بطلیموس تھا اور
ابوالخیر طب میں تیسرا بقراط اور جالینوس
تھا اور ابوریحان نجوم میں ابومعشر
اور احمد بن عبدالجلیل کی جگہ تھا
اور ابوعلی سینا اور ابوسہل مسیحی
علم حکمت میں ارسطاطالیس کے جانشین
تھے۔ جو تمام علوم پر شامل ہے
یہ گروہ اسکی خدمت میں دنیا سے بے فکر
رکھتے تھے اور آپس میں گفتگو [illegible]
محبت اور [illegible]
[illegible]
اور آسمان نے جائز نہ رکھا [illegible]
آخر بگڑ گیا اور ان [illegible]
نقصان کیا۔ بادشاہ کے [illegible]
یمین الدولہ محمود [illegible]
پہنچا۔ خط کا مضمون یہ تھا کہ میں نے

سنا ہے کہ خوارزم شاہ کی مجلس میں چند شخص عدیم النظیر فاضل ہیں مثلاً فلاں فلاں [illegible]

فلان و فلان را بدر کہ ایشان را بمجلس ما فرستی تا ایشان شرف مجلس ما حاصل کنند و ما بعلوم و کفایات ایشان مستظہر شویم و آن منت از خوارزم شاہ داریم و رسول وے خواجہ حسین بن علی میکال بود کہ یکے از افاضل و اماثل عصر و اعجوبہ بود از رجال زمانہ و کار محمود در اوج دولت ملک او رونقے داشت و دولت او علوے و ملوک زمانہ او را مراعات ہمے کردند و شب از و باندیشہ ہمے خفتند خوارزم شاہ خواجہ حسین میکال را بجائے نیک فرود آورد و علوفہ شگرف فرمود و پیش از انکہ او را بار داد حکمارا بخواند و این نامہ بر ایشان عرضہ کرد و گفت محمود قوی دست است و لشکر بسیار دارد خراسان و ہندو ضبط کردہ است و طمع در عراق بستہ من نتوانم کہ مثال او نبرم و فرمان او را بہ نفاذ نہ پیوندم شما دربن چہ گوئید ابوسہل گفتند ما نرویم۔ اما ابونصر و ابوالخیر و ابوریحان رغبت نمودند کہ اخبار صلات و ہبات سلطان ہمے شنیدند پس خوارزم شاہ گفت شما دو تن را کہ رغبت نیست پیش از انکہ این مرد را بار دہم شما سر خویش گیرید پس خواجہ اسباب ابوعلی و ابوسہل بساخت و دلیلے ہمراہ ایشان کرد و از راہ گرگان روے بگرگان نہادند۔ روز دیگر خوارزم شاہ حسین علی میکال را بار داد و نیکو شیہا پیوست و گفت نامہ خواندم و بر مضمون نامہ فرمان پادشاہ وقوف افتاد۔ ابوعلی و ابوسہل برفتہ اند لیکن ابونصر و ابوریحان و

اُردو ترجمہ

چاہیے کہ اُن کو ہماری مجلس میں بھیج تا کہ وہ ہماری مجلس کی بزرگی حاصل کریں اور ہم علوم اور کفایات سے قوی پشت ہوں گا اور وہ احسان ہم خوارزم شاہ سے رکھتے ہیں اور اسکا قاصد خواجہ حسین بن علی میکال تھا از زمانے کا ایک افضل و برتر تھا۔ اور زمانہ کے لوگوں سے اعجوبہ تھا۔ اور محمود کا کام اسکے ملک کی دولت سے عروج میں بڑی رونق رکھتا تھا۔ اور اسکی دولت اعلیٰ اور دنیا کے بادشاہ اسکے ساتھ سلوک کرتے تھے اور رات کو اسی کے خیال میں سوتے تھے خوارزم شاہ خواجہ حسین میکال کو اچھی جگہ لایا اور الطاف تازہ فرمائے۔ اور قبل اسکے کہ اسکو اجازت دے حکما کو بلا یا اور یہ خط ان کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ محمود طاقتور ہے اور بہت لشکر رکھتا ہے اور خراسان اور ہندوستان کو قبضہ میں کیا ہے۔ اور عراق کا لالچ لگتے ہوئے ہے مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ اسکے حکم کی تعمیل نہ کروں اور اس کا فرمان نہ مانوں تمہاری اس میں کیا رائے ہے۔ ابوعلی اور ابوسہل نے کہا ہم نہیں جاتے لیکن ابونصر اور ابوالخیر اور ابوریحان نے رغبت کی کہ بادشاہ کی بخششوں کے متعلق کی خبریں سنتے تھے۔ پس خوارزم شاہ نے کہا تم دونوں کو جنہوں کو رغبت نہیں ہے قبل اسکے کہ میں اس مرد کو اجازت دوں۔ تم اپنا راستہ لو۔ پس خواجہ نے ابوعلی اور ابوسہل کا اسباب تیار کر دیا اور رہنما ان کے ساتھ کر دیا۔ اور گرگان کے راستہ سے گرگان کی طرف روانہ ہو گئے۔ دوسرے روز خوارزم شاہ نے حسین علی میکال کو اجازت دی اور اسکی تعریف کی

ابوالخیر تسبیح می کنند که پیش خدمت آیند و باندک روزگار برگ
ایشان بساخت و با خواجه حسین میکال فرستاد و ببلخ بخدمت
سلطان یمین الدوله محمود آمدند و بحضرت او پیوستند سلطان
را مقصود از ایشان ابوعلی بوده بود و ابونصر عراق نقاش بود
بفرمود تا صورت بوعلی بر کاغذ نگاشت نقاشان را بخواند تا
بر آن مثال چهل صورت نگاشتند و با مناشیر باطراف
فرستادند و از اطراف اصحاب درخواست که مردی است
بدین صورت و او را ابوعلی سینا گویند طلب کنند و او را بمن
فرستند اما چون بوعلی و ابوسهل با کس ابوالحسین السهیلی از نزد خوارزمشاه
چنان کردند که بامداد او را پانزده فرسنگ رفته بودند بامداد
بسر چاهساری فرود آمدند پس ابوعلی تقویم برگرفت و بنگریست
تا بچه طالع بیرون آمده است چون بنگریست روی با ابوسهل کرد
و گفت بدین طالع که ما بیرون آمده ایم راه گم کنیم و شدت بسیار بینیم
ابوسهل گفت رضینا بقضاء الله من خود میدانم که ازین سفر جان
(خوشنودیم بحکم خدا تعالی)
نبرم که تسییر من درین دو روز بعیوق میرسد و او قاطع است
(یعنی کشنده مردم است)
مرا امیدی نمانده است و بعد ازین میان ما ملاقات
نفوس خواهد بود پس براندند ابوعلی حکایت کرد که روز چهارم
بادی برخاست و گرد برانگیخت و جهان تاریک شد و ایشان
راه گم کردند و باد طریق را محو کرد و چون باد بیارامید دلیل ایشان

ابوالخیر مسیحی

اور ابوالخیر قصد کرتے ہیں کہ خدمت میں حاضر ہوں اور تھوڑے ہی زمانہ میں ان کا اسباب تیار کر دیا اور خواجہ حسین میکال کیساتھ بھیجدیا اور بلخ میں سلطان یمین الدولہ محمود کی خدمت میں آئے اور اسکی درگاہ گئے بادشاہ کا ان سے مقصود ابوعلی تھا اور ابونصر عراقی نقاش تھا فرمایا تو بوعلی کی تصویر بنائی اور نقاشوں کو بلایا تو اس تصویر کی چالیس تصویریں بنائیں اور حکم کیساتھ چاروں طرف بھیجدیں اور اطراف سے لوگوں سے درخواست کی کہ اس شبیہ کا ایک آدمی ہے اور اسکو ابوعلی سینا کہتے ہیں اسکو طلب کریں اور میرے پاس بھیجیں لیکن جب بوعلی اور ابوسہل ابوالحسن السہیلی کے آدمی کے ساتھ خوارزمشاہ کے پاس سے گئے ایسا کیا کہ صبح تک پندرہ میل کی برابر چلے تھے صبح کو ایک کنوئیں پر اترے پس بوعلی نے جنتری لی اور دیکھا کہ کس طالع سے نکلا ہے جب دیکھا ابوسہل کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ جس طالع سے ہم نکلے ہیں راستہ بھول جائینگے اور بہت پریشانی اٹھائینگے ابوسہل نے کہا کہ ہم اللہ کی مرضی پر رضامند ہیں میں خود جانتا ہوں کہ اس سفر سے جان نہ بچا سکونگا کیونکہ میرا تسییر ان دو روز میں عیوق پر پہنچ گیا ہے اور وہ جدا کرنے والا ہے مجھکو کوئی امید نہیں ہے اور اسکے بعد ہم دونوں کی ملاقات روحوں کی ہوگی پس چل دیئے ابوعلی نے بیان کیا کہ چوتھے دن

ایک ہوا چلی غبار اڑی کہ دنیا اندھیری ہو گئی اور وہ راستہ بھول گئے اور ہوا نے راستہ کو مٹا دیا جب ہوا تھمی تو رہنما

گمراه شده بود و ہمان گرمای بیابان خوارزم از بیتابی و تشنگی ابوسہل
مسیحی بعالم بقا انتقال کرد و ابو علی با ہزار شدت بباورد افتاد
و باز گشت و ابو علی بطوس رفت و بنیشاپور رسید خلق را دید که ابو علی
را می طلبیدند۔ متفکر بگوشہ فرود آمد و روزے چند آنجا بود و از
آنجا رو بگرگان نہاد که قابوس بادشاه گرگان بود و مردے بزرگ
و فاضل دوست و حکیم طبع بود۔ ابو علی دانست که او را آنجا آفتے نرسد
چون بگرگان رسید بکاروانسرایے فرود آمد۔ مگر در ہمسایگی او یکے
بیمار شد معالجت کرد بہ شد۔ بیمارے دیگر را نیز معالجت کرد بہ شد
بامداد قاروره آوردن گرفتند و ابو علی ہمی نگریست و دخلش پدید
آمد و روز بروز بے افزود روزگارے چنین میگذاشت مگر یکے از
اقربا قابوس وشمگیر که بادشاه گرگان بود، عارضہ پدید آمد۔ اطبا
معالجت او برخاستند و جہد کردند و جد بے تمام نمودند علت
بہ نپیوست و قابوس را اہتمام عظیم در آن و دلبستگی بود تا یکے از خدام قابوس
گفت که در فلان تیم جوانے آمده است عظیم طبیب و بغایت مبارک
دست و چند کس بر دست او شفا یافت قابوس فرمود که او را
طلب کنید و بسر بیمار برید تا معالجت کند که دست از دست
مبارک تر بود پس ابو علی را طلب کردند و بسر بیمار بردند جوانے دید
بغایت خوبروے و متناسب اعضاء خط اثر کرده و زار افتاده پس
بنشست و نبض او بگرفت و تفسره بخواست و بدید پس گفت مرا

اردو ترجمہ

راستہ گم ہو گیا تھا اس خوارزم کے جنگل کی گرمی میں پیاس کے مارے ابو سہل مسیحی نے عالم بقا کو انتقال کیا اور رہا تنہا اور یہ ابو علی طوس چلا گیا اور نیشاپور پہنچا۔ ایک مخلوق کو دیکھا کہ ابو علی کو ڈھونڈتے تھے پریشان ہو کر ایک گوشہ میں ٹھیرا اور چند روز وہاں رہا۔ اور وہاں سے گرگان کی طرف متوجہ ہوا کہ قابوس گرگان کا بادشاہ بزرگ مرد فاضل دوست اور حکیم طبع تھا۔ ابو علی نے جانا کہ اسکو یہاں کوئی آفت نہ پہنچے گی جب گرگان پہنچا ایک سرائے میں اترا۔ مگر اسکا ہمسایہ بیمار ہو گیا اس نے علاج کیا۔ وہ اچھا ہو گیا۔ دوسرے بیمار کا بھی علاج کیا وہ بھی اچھا ہو گیا صبح دونوں نے قارورہ لانا شروع کیا۔ اور ابو علی دیکھتا تھا۔ اور اسکا دخل ظاہر ہوا اور روز بروز بڑھتا تھا۔ ایک مدت تک اسی طرح بسر کرتا رہا یہاں تک کہ قابوس بادشاہ گرگان کے ایک عزیز وشمگیر کو ایک بیماری پیدا ہوئی اور طبیب اسکے علاج کے لیے متوجہ ہوئے کوشش اور پوری کوشش کی۔ مگر آرام نہ ہوا۔ اور قابوس کو اس سے بہت زیادہ محبت تھی یہاں تک کہ ایک غلام نے اس سے کہا کہ فلاں کاروانسرائے میں ایک جوان بڑا طبیب اور نہایت مبارک قدم آیا ہے اور کئی آدمیوں نے اسکے ہاتھ سے شفا پائی۔ قابوس نے فرمایا کہ اسکو بلاؤ اور بیمار کے پاس لیجاؤ کہ علاج کرے اور اسکا ہاتھ بہت فضیلت ہے پس ابو علی کو بلایا اور بیمار کے پاس لیگئے ایک جوان اور نہایت خوبصورت متناسب الاعضاء والا خط نو دمیدہ بیمار پڑا ہوا دیکھا۔ پس بیٹھا اور اسکی نبض دیکھی اور قارورہ منگایا اور دیکھا پھر کہا کہ

مردے مے باید کہ عرفات و محلات گرگان را ہمہ شناسد بیاوردند و گفتند اینک ابو علی دست بر نبض بیمار نہاد و گفت برگوئے و محلہائے گرگان را نام بر دہ آنکس آغاز کرد و نام محلہا گفتن گرفت تا رسید بمحلہ کہ نبض بیمار در آن حالت حرکتے غریب کرد پس ابو علی گفت ازین محلہ کوچہا بر دہ آنکس بر داد تا رسید بنام کوئے کہ آن حرکت حادث کرد پس ابو علی گفت کسے می باید کہ درین کوئے ہمہ سراہا را بداند بیاوردند و سراہا را بر دادن گرفت تا رسید بر آن سرائے کہ این حرکت باز آمد ابو علی گفت اکنون کسے باید کہ نامہائے اہل سرائے تمام داند بیاوردند برداون گرفت تا آمد بنامے کہ ہمان حرکت حادث شد آنگہ ابو علی گفت تمام شد پس روئے بمعتمدان قابوس کرد و گفت این جوان در فلان محلہ و در فلان کوئے و در فلان سرائے بر دختر فلان فلان نام عاشق است و دارو ئے او وصال آن دختر است و معالجت او دیدار باشد پس بیمار گوش می داشتہ بود و ہر چہ خواجہ ابو علی می گفت شنیدہ بود از شرم سر در جامہ خواب کشید چون استعلام کردند ہمچنان بود کہ خواجہ ابو علی گفتہ بود پس این حال را پیش قابوس رفع کردند قابوس را عظیم عجب آمد و گفت او را پیش من آرید خواجہ ابو علی را پیش قابوس بردند و قابوس را صورت ابو علی داشت کہ سلطان یمین الدولہ فرستادہ بود و چون پیش قابوس آمد گفت انت ابو علی گفت نعم یا (۱) ملک (۱۱) معظم قابوس از تخت فرود آمد و چند گام ابو علی را استقبال کرد

اردو ترجمہ

مجھکو ایسا آدمی چاہیے کہ گرگان کے تمام محلوں اور بالاخانوں کو پہچانتا ہو۔ لائے اور کہا کہ یہ ہے ابو علی نے بیمار کی نبض پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ گرگان کے محلوں کا نام لینا شروع کر اس نے محلوں کا نام لینا شروع کیا ایسے محلہ تک پہنچا کہ بیمار کی نبض نے ایک عجیب حرکت کی پس ابو علی نے کہا کہ اس محلہ کی گلیوں کا نام لے اس نے لیا جب اس گلی کے نام پہنچا تو وہ حرکت پھر ہوئی پھر ابو علی نے کہا کہ ایسا شخص چاہیے کہ اس گلی کے تمام گھروں کو جانتا ہو۔ لائے اور گھروں کا نام لینا شروع کیا یہاں تک کہ ایسا گھر پہنچا کہ وہ حرکت پھر ہوئی۔ ابو علی نے کہا کہ اب ایسا شخص چاہیے کہ گھر والوں کے نام جانتا ہو اور انکا نام لے۔ لائے اور انکا نام لینا شروع کیا۔ یہاں تک کہ ایسے نام پر آیا کہ وہی حرکت پیدا ہوئی۔ اسوقت ابو علی نے کہا معلوم ہو گیا پھر قابوس کے معتمدوں کی طرف منہ کیا اور کہا کہ یہ جوان فلاں محلہ اور فلاں گلی والا گھر میں فلاں نام لڑکی پر عاشق ہے اور اسکی دوا اس لڑکی کا وصال اور اسکا علاج اسکا دیدار ہے پس بیمار کان لگائے ہوئے تھا اور جو کچھ خواجہ ابو علی کہتا تھا۔ وہ سنتا تھا شرم کے مارے منہ لحاف میں چھپا لیا جب معلوم ہوا تو ایسا ہی تھا جو خواجہ ابو علی نے کہا تھا۔ اس حال کو قابوس کے سامنے بیان کیا قابوس کو بہت تعجب ہوا اور کہا کہ اسکو میرے پاس لاؤ خواجہ ابو علی کو قابوس کے پاس لیگئے اور قابوس کے پاس ابو علی کا فوٹو تھا کہ سلطان یمین الدولہ نے بھیجا تھا جب قابوس کے سامنے آیا تو کہا کہ کیا تو ابو علی ہے کہا اے بادشاہ بزرگ ہاں۔ قابوس تخت پر سے اتر پڑا اور چند قدم ابو علی کا استقبال کیا ۱۲

ودر کنارش گرفت وبا او بر یکے نہالی پیش تخت نشست و بزرگیہا
نمود ونیکو پرسید وگفت اجل افضل وفیلسوف اکمل کیفیت
این معالجہ البتہ باز گوید۔ ابو علی گفت چون نبض وتفسرہ بدیدم مرا
یقین گشت کہ علت عشق است واز کتمان سر حال بدینجا رسیدہ است
اگر از وے سوال کنم راست نگوید پس دست بر نبضش نہادم و نام
محلات بگفتند چون بمحلہ معشوق رسید عشق او را بجنبانید حرکت
بدل شد۔ دانستم کہ در آن محلہ است بگفتم تا نام کوہا بگفتند۔
چون نام کوئے معشوق خویش شنید ہمان معنی حادث شد نام
کوئے نیز بدانستم بفرمودم سرایہا را نام بردند چون بنام سرائے
معشوق رسید ہمان حالت ظاہر شد سرائے نیز بدانستم
تا نام ہمہ اہل سرائے بردند چون نام معشوق خود بشنید نبض
گفت معشوق را نیز بدانستم پس بدو گفتم و او منکر نتوانست
شد آمد قابوس ازین معالجت شگفتگی بسیار نمود و متعجب
جائے تعجب بود پس گفت یا اجل افضل اکمل عاشق و معشوق
ہر دو خواہر زادگان منند و خالہ زادگان یکدیگر اختیارے بکن
تا عقد ایشان بکنیم پس خواجہ ابو علی اختیارے پسندیدہ بکرد وآن عقد
بکردند و عاشق و معشوق با ہم پیوستند و آن جوان پادشاہ زادہ
خوبصورت از چنان رنجے کہ بمرگ نزدیک بود برست بعد از آن
قابوس خواجہ ابو علی را بر جیہ نیکوتر بداشت و از انجا بر جرجان شد و بوزارت

اردو ترجمہ

اور اسکو گلے سے لگا لیا اور اسکے
ساتھ ایک مسند پر تخت کے سامنے بیٹھ گیا
اور اسکی بزرگیاں (اور تعریفیں) کیں اور
کہا کہ اجل فضلا ورفیلسوف اکمل
اس علاج کی کیفیت ضرور بیان کیجیے -
ابو علی نے کہا کہ جب میں نے اسکی نبض و
قارورہ دیکھا تو مجھے یقین ہوا کہ عشق
کی بیماری ہے اور حال کے چھپانے
کی وجہ سے اسکا یہ حال ہو گیا ہے
اگر اس سے دریافت کروں تو سچ
نہ کہے پس اسکی نبض پر میں نے ہاتھ رکھا
محلوں کے نام لیے جب معشوق کے
محلہ پر پہنچا عشق نے اسکو ہلا دیا حرکت
بدل گئی میں نے جان لیا کہ اس محلہ میں
ہے میں نے کہا تو گلی کا نام لیا جب
اپنے معشوق کی گلی کا نام سنا تو پھر
وہی بات پیدا ہوئی گلی کا نام بھی
مجھے معلوم ہو گیا میں نے حکم دیا تو گھروں
کا نام لیا جب معشوق کے گھر کے نام
پر پہنچے تو وہی حالت ہوئی مجھکو گھر
بھی معلوم ہو گیا میں نے کہا تو تمام گھر
والوں کا نام لیا جب اپنے معشوق کا
نام سنا تو نہایت پریشان ہوا میں نے
معشوق کو بھی جان لیا پھر میں نے
اس سے کہا تو وہ انکار نہیں کر سکتا
تھا۔ لہذا اقرار کیا۔ قابوس نے اس
علاج سے تعجب کیا اور حیرت میں ہو گیا
سچ ہے کہ تعجب کی جگہ تھی پھر کہا اے
بزرگ برتر فاضل اکمل عاشق اور
معشوق دونوں میرے بھانجے بھانجی
ہیں اور باہم خالہ زاد ہیں کیلئے کوئی
صورت نکالئے کہ ہم انکا بیاہ کر دیں
خواجہ ابو علی نے پسندیدہ طریقہ نکالا
اور انکا عقد کیا۔ اور عاشق و معشوق کو ملا دیا۔ اور وہ جوان خوبصورت بادشاہزادہ ایسے
[illegible]

شہنشاہ علاء الدولہ افتاد و آں خود معروف است اندر تاریخ ایام خواجہ ابو علی

حکایت

صاحب کامل الصناعۃ طبیب عضد الدولہ بود بپارس بشہر شیراز و دراں شہر حمالے بود کہ چہار صد من و پانصد من بار بپشت گرفتے و بہر پنج و شش ماہ آں حمال را درد سر گرفتے و بیقرار شدے و دہ پانزدہ شبان روز ہمچناں بماندے پس آں درد سر [illegible] بشدے [illegible] باز آمدہ و چند بار پشت کردہ بود [illegible] آخر اتفاق چناں افتاد کہ آں طبیب بزرگ روزے [illegible] آں حمال بگذشت برادران حمال پیش او دویدند و خدمت کردند و [illegible] سوگند دادند و احوال برادر و درد سر بگفتند طبیب گفت او را پیش من آرید آں حمال را پیش آوردند چوں بدید مردے [illegible] قوی [illegible] کفش در پاے کردہ [illegible] گفت [illegible] چناں کردند چوں [illegible] غلام خویش را گفت دستار حمال از سرش فرو گیر و در گردن وے [illegible] پس غلام دیگر را گفت کفش او از پاے بیروں [illegible] ہمچناں کردند [illegible]

اردو ترجمہ

شہنشاہ علاء الدولہ کی وزارت [illegible] اور خود تاریخ ایام خواجہ ابو علی سینا میں مشہور ہے

(حکایت)

صاحب کامل الصناعۃ فارس [illegible] شیراز میں عضد الدولہ کا وزیر تھا اور [illegible] ایک حمال تھا کہ چار سو اور پانچ سو من بوجھ [illegible] اٹھاتا تھا اور [illegible] پانچ چھ مہینے [illegible] اس حمال کے درد سر ہوتا اور وہ بیقرار ہوتا دس پندرہ روز تک اسی طرح رہتا [illegible]

[illegible]

آمد نزد ما طبیب گفتم محترم بود هیچ نتوانستند کرد پس طبیب غلام را
گفت که آن دستار که در گردن او تافته بگیر و بر اسب من نشین و او را
با خود کشان ببر و آن غلام چنان کرد و او را در آن صحرا بسیار دوانید
چنانکه خون از بینی بگشاد و گفت اکنون رها کن بگذار نشست آن خون همی
رفت [illegible] زیادتر از مرد [illegible] آن مرد [illegible] خواب شد [illegible] درم سنگی
[illegible] خون از بینی او برفت باز ایستاد [illegible] برگرفتند [illegible]
از خواب بیدار شد [illegible] آن درد سر او برفت
معالجه محتاج نشد [illegible]
معالجت پرسید گفت ای پادشاه آن خون [illegible] بود [illegible]
بیمار [illegible] وجه معالجتش جز این نبود که کرده

حکایت

مالیخولیا علتی است که اطبا در معالجتش فرو مانده اند [illegible]
امراض سوداوی [illegible] است لیکن مالیخولیا [illegible]
[illegible] ابوالحسن [illegible] در کتاب [illegible]
[illegible] کتاب [illegible] حکما [illegible]
[illegible] از ایشان بدان علت معلول گشته اند [illegible] حکایت کرد [illegible]
[illegible] الشیخ الامام ابوجعفر محمد [illegible] المعروف [illegible]
امام محمد [illegible] امیر [illegible]

اردو ترجمہ

لیکن طبیب [illegible] اور عزت والا تھا (اسلیے) کچھ نہ کرسکتے
تھے پھر غلام سے کہا کہ وہ رومال جو
اسکے گردن میں لپٹا ہے پکڑو اور میرے
گھوڑے پر بیٹھ کر اسکو اپنے ساتھ
کھینچتا ہوا دوڑا۔ غلام نے ایسا ہی کیا
اور اسکو جنگل میں [illegible]
اس سے خون نکلنے لگا۔ اور کہا کہ اب
چھوڑ دے چھوڑ دیا اور وہ خون [illegible]
سے زیادہ گرتا رہا۔ وہ تھوڑی
خون بہنے کی حالت میں سو گیا [illegible]
درم کے برابر خون اسکی ناک سے بہہ گیا
اور پھر [illegible] اسکو پکڑا اور
گھر لائے نیند سے بیدار ہوا اور
[illegible] اور رات سوتا رہا اور
[illegible] اور علاج کی
ضرورت نہ رہی اور پھر [illegible]
عضد الدولہ نے اس سے اس علاج
کی کیفیت پوچھی [illegible] اے بادشاہ
خون [illegible]
[illegible] اور اسکے علاج کی
اسکے سوا [illegible]

حکایت

مالیخولیا ایسی بیماری ہے [illegible] طبیب
[illegible] عاجز [illegible]
امراض تمام [illegible] لیکن مالیخولیا
[illegible]
[illegible] ابوالحسن [illegible]
[illegible] معالجت [illegible]
[illegible] کتاب [illegible]
[illegible] حکیموں [illegible]
[illegible]

[illegible] الشیخ الاسلام ابوجعفر [illegible]

آن یوبا لنخولیا پدید آمد و او را درین علت خیال صورت بست که او گاو
شده است همه روز بانگ می‌کرد و این و آن را می‌گفت که مرا بکشید
تا از گوشت من هریسه نیکو آید تا کار بدینجا بکشید که هیچ نخورد و روزها
بر آمد و نزار گردید و اطبا در معالجت وی عاجز آمدند و خواجه ابوعلی اندرین
حالت وزیر بود و شاهنشاه علاء الدوله محمد بن دشمنزیار بر وی سخت
اقبالی داشت و جمله مملکت در دست او نهاده بود و همه شغل برای و
تدبیر او باز گذاشته و الحق بعد اسکندر که ارسطو وزیر او بود هیچ
پادشاه چون ابوعلی وزیر نداشته بود و درین حال که خواجه ابوعلی وزیر
بود هر روز پیش از صبحدم برخاستی و از کتاب شفا دو کاغذ
تصنیف کردی چون صبح صادق بدمیدی شاگردان را بار دادی
چون کیا رئیس بهمنیار و ابومنصور زیله و عبدالواحد جوزجانی و سلیمان
دمشقی و من که باکالیجارم تا وقت اسفار سبق خواندیمی و پس پیش
نماز کردی و بیرون آمدی تا هزار سوار از مشاهیر و معارف و ارباب
حوائج و اصحاب اغراض بر در سرای او گرد آمده بودندی و خواجه
بنشستی و آن جماعت در رکاب او روان شدندی چون به دیوان رسیدی
سوار دو هزار شده بودی پس به دیوان تا نماز پیشین ببودی و چون
بازگشتی خوان آوردندی و جماعت با او نان خوردندی پس به قیلوله مشغول
شدی و چون برخاستی نماز کردی و پیش شاهنشاه شدی و
تا نماز دیگر پیش او بودی و مفاوضه و مشاوره بودی میان ایشان [illegible]

اردو ترجمہ

مالیخولیا ہو گیا۔ اس بیماری میں
اسکی ایسی صورت ہو گئی کہ وہ مثل ایک
گائے کے ہو گیا۔ تمام دن آواز نکالتا
تھا اور اس سے کہتا تھا کہ مجھکو قتل
کر ڈالو کہ میرے گوشت سے ہریسہ
اچھا بنے گا۔ یہاں تک کہ کام اسکا اس حد
تک پہنچا کہ کچھ نہ کھاتا تھا۔ بہت دن
گذر گئے اور ناشتہ کیا۔ اور طبیب
اسکے علاج سے عاجز آگئے اور خواجہ
ابوعلی اس حالت میں وزیر تھا اور
شہنشاہ علاء الدولہ محمد بن دشمنزیار
اسپر بہت توجہ رکھتا تھا اور تمام
ملک اسکے اختیار میں دیا تھا اور تمام
کام اسکی رائے اور تدبیر پر چھوڑ دیئے
تھے [illegible]
ارسطو اسکا وزیر تھا اور کسی بادشاہ
نے ابوعلی کی طرح وزیر نہ رکھا تھا
اس حال میں کہ خواجہ ابوعلی وزیر
تھا ہر روز صبح سے پہلے اٹھتا اور
کتاب شفا کے دو ورق تصنیف
کرتا جب صبح صادق ہوتی شاگرد
داخل کیا کرتے جیسے کیا رئیس بہمنیار ابومنصور
زیلہ اور عبدالواحد جوزجانی اور
سلیمان دمشقی اور میں کہ باکالیجار ہوں
سبق پڑھتے [illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible] مشہور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

ملکش و تن بودند که هرگز شایسته نبود و مقصود از این حکایت
آنست که خواجه را هیچ فراغت نبود پس چون اطبا از معالجت
آن جوان عاجز آمدند پیش شاهنشاه ملک معظم علاء الدوله آن
حال بگفتند و او را شفیع برانگیختند که خواجه را بگوید تا آن جوان را
علاج کند علاء الدوله اشارت کرد و خواجه قبول کرد پس گفت آن
جوان را بشارت دهید که قصاب می‌آید تا ترا بکشد و با آن جوان
بگفتند او شادی همی کرد پس خواجه برنشست چنانکه عادت بود و به سرای
بیمار آمد و با دو شاگرد در رفت و کارد بدست گرفته گفت این گاو کجاست
تا او را بکشم آن جوان همچو گاو بانگی کرد یعنی اینجاست خواجه گفت
به میان سرای آرید و دست و پای او ببندید و فرو افگنید
بیمار چون بشنید به میان سرای آمد و به پهلوی راست خفت
و پای او سخت ببستند پس خواجه ابو علی بیامد و کارد بر کارد مالید
و دست به پهلوی او نهاد چنانکه عادت قصابان بود و گفت
وه این گاو لاغر است این را نشاید کشتن علف دهید تا فربه شود
و برخاست و بیرون آمد و مردم را گفت که دست و پای او بگشایید
و خوردنی آنچه فرمایم پیش او برید و او را گویید بخور تا زود فربه شوی چنان
کردند که خواجه گفت خوردنی پیش او بردند و او همی خورد و بعد از آن هرچه
از اشربه و ادویه خواجه فرمود بدو دادند و گفتند نیک بخور که
این گاو را نیک فربه کند تا او بشنود و بخورد بر امید آن

اردو ترجمہ
دو آدمی نے میسر ہرگز نہیں ہوتا۔ اور
اور اس حکایت سے مقصد یہ ہے کہ
خواجہ کو بالکل فرصت ہوتی ہی نہ تھی
طبیب اس جوان کے علاج سے عاجز
ہو گئے تو لوگوں نے شہنشاہ ملک معظم
علاء الدولہ سے اسکا حال بیان کیا اور
اسکو سفارشی بنایا کہ خواجہ سے کہے تاکہ
وہ اسکا علاج کرے۔ علاء الدولہ نے
اشارہ کیا۔ اور خواجہ نے قبول کیا پھر
کہا کہ تم لوگ اس جوان سے کہو کہ قصائی
آتا ہے تاکہ تجھے ذبح کرے اور اس جوان
سے کہا تو وہ خوشی کرتا تھا پس خواجہ سوار ہوا
جیسے کبھی عادت تھی ساتھ بیمار کے گھر کے
[illegible] آیا اور دو شاگردوں کے ساتھ
گیا اور ایک چھری ہاتھ میں لیکر کہا کہ
یہ گائے کہاں ہے تاکہ اسکو ذبح کروں اس
جوان نے گائے کی طرح آواز کی یعنی یہاں
ہے خواجہ نے کہا کہ اسکو گھر کے صحن میں لاؤ
اور اسکے ہاتھ اور پاؤں باندھو اور گراؤ
بیمار نے جب سنا دوڑا اور گھر کے صحن میں
آیا اور سیدھی کروٹ پر سو گیا اور اسکے
پاؤں خوب باندھے پھر خواجہ ابو علی آیا
اور چھری پر چھری تیز کی اور بیٹھا اسکے
پہلو پر جس طرح کہ قصائیوں کی عادت
ہے ہاتھ رکھا اور پھر کہا کہ واہ
یہ گائے دبلی ہے یہ ذبح کرنے کے
قابل نہیں ہے اسکو چارہ دو تاکہ موٹی
ہو جائے اور اٹھا اور باہر آیا اور
آدمیوں سے کہا کہ اسکے ہاتھ پاؤں کھولو
اور جو چیز کھانے کی میں حکم دوں اسکے پاس
لیجاؤ اور اس سے کہو تاکہ جلد کھائے
تاکہ موٹی ہو جائے ایسا ہی کیا

جو چیزیں کہ کھانے کی اسکے پاس لے گئے اور وہ کھاتا تھا اور اسکے بعد کھانے اور پینے کو جو خواجہ فرماتا

شود تا او را بکشد پس اطبا دست بمعالجت وی برکشادند چنانکه خواجه
ابوعلی میفرمود بار دیگر او را بصلاح آمد و صحت یافت و همه اہل خرد دانند که
این چنین معالجت نتوان کرد الا بفضل کامل و علم تمام و حذق اسـت

حکایت ۸

در عهد ملکشاه و بعضی از عهد سنجر فیلسوفی بود بهرات و او را ادیب
اسمٰعیل گفتندی مردی سخت بزرگ و فاضل و کامل اما اسباب او و معاش
او از دخل طبیبی بودی و او را ازین جنس معالجات نادره بسیار است مگر
بازار کشتان برمی گذشت قصابی گوسفندی را سلخ می کرد
دست در شکم گوسفند کردی و پیه گرم بیرون کردی و
می خوردی خواجه اسمٰعیل چون آنحالت بدید در برابر او بقالی را گفت
که این قصاب بمرد پیش از آنکه او را بگور کنند مرا خبر کن
گفت سپاس دارم چون این حدیث را مایه پنج و شش
ماه برآمد بامدادی خبر افتاد که دوش فلان قصاب بمرد مفاجا
بی سابقه بیماری نکشید و این بقال بتعزیت شد خلقی دید جامه ها بدریده
و گفتند در حسرت او همی سوختند که جوان بود و فرزندان خرد داشت
این بقال را سخن خواجه اسمٰعیل یاد آمد بدوید و وی را خبر کرد خواجه
گفت دیر مرد پس عصایی برگرفت و بدان سرای شد و چادر از
روی مرده برداشت و نبض او در دست بگرفت و یکی را فرمود

اردو ترجمہ

ہوتا تھا تاکہ اسکو زہر دیکر مار ڈالیں پھر جیسا کہ
خواجہ ابوعلی فرماتا تھا اُس کے موافق طبیب
اُسکے علاج کی طرف متوجہ ہوئے ایک
مرتبہ علاج سے گذرا اور صحت پائی اور
تمام عقلا جانتے ہیں کہ ایسا علاج کرنا
ممکن نہیں ہے مگر پوری بزرگی
اور پورے علم اور پوری دانائی سے

حکایت

ملک شاہ کے زمانہ اور بعض سلطان سنجر کے زمانے میں ہرات میں ایک
فیلسوف ایک مرد سخت بزرگ
فاضل و کامل تھا۔ اور اسکو ادیب
اسمعیل کہتے تھے لیکن اسکا اسباب
اور معاش طبیبی آمدنی سے ہوتا اور
اسکے لئے اس قسم کے بہت سے علاج
ہیں) ایک وقت قصائیوں کے بازار
سے گذرتا تھا ایک قصائی ایک بکری
کو ادھیڑ رہا تھا۔ اور کبھی کبھی بکری
کے پیٹ میں ہاتھ ڈالتا۔ اور گرم چربی
باہر نکالتا اور کھاتا جب خواجہ اسمعیل
نے اسکی وہ حالت دیکھی برابر کے
بقال سے کہا کہ اگر کسی وقت یہ قصائی
مر جائے تو قبل اسکے کہ اسکو دفن کریں
مجھکو خبر کر بقال نے کہا شکریہ جب
اس بات کو پانچ چھ مہینے گذر گئے
ایک روز صبح کو خبر مشہور ہوئی کہ کل
فلاں قصائی مرگ مفاجات یعنی بغیر بیماری
کے سبب مرگیا۔ اور یہ بقال تعزیت
کو گیا ایک مخلوق (اپنے) کپڑے پھاڑے
ہوئے دیکھی اور ایک جماعت اسکی حسرت
میں جلتی تھی کہ جوان تھا اور چھوٹے لڑکے
رکھتا تھا پس اُس بقال کو خواجہ اسمعیل
کی بات یاد آئی۔ دوڑا اور اسکو خبر
[illegible]
پھر میں گیا اور چادر مردہ کے منہ سے اٹھائی اور اسکی نبض ... [illegible]

با عصا بر پشت پاے او بزد پس از ساعتے پیر گفت بلند شد و برخاست
پس علاج سکتہ آغاز کرد و روز سوم مردہ برخاست و الحال مفلوج
سالہا زیست پس از آن مردمان عجب داشتند و آن بزرگ از پیش دیدہ
بود کہ او را سکتہ خواہد بود

حکایت ۹

شیخ الاسلام عبداللہ انصاری قدس اللہ روحہ را با این خواجہ
تعصب کردے و بارہا قصد او کرد و کتب او بسوختہ این تعصب بود
بنابر آنکہ ویرا در اعتقاد او بود کہ مردہ زندہ میکند و
عوام را از آن پیدا شد اتفاقاً شیخ بیمار شد و در میان مرض فواق
پیدا شد و ہرچند اطبا علاج کردند سود نداشت ناامید شدند آخر
از ناامیدی قارورہ شیخ بدو فرستادند و از وے علاج خواستند
پس خواجہ اسمعیل چون قارورہ نگریست گفت این آب فلان
است فواق پیدا آمدہ است و دران عاجز شدہ اند او را بگو تا یک
مثقال پوست فستق با یک استار شکر عسکری بکوبد و او را دہید
تا باز رہد و بگو کہ علم بباید آموخت و کتاب نباید سوخت پس از وے
ہمچنین بکوفتند و ساختند و بیمار بخورد و حالی فواق بنشست و بیمار
بہ شد

حکایت

یکے را از مشائخ پرسیدند کہ ...

اردو ترجمہ
... ایک گھنٹہ کے بعد کہا کافی ہے پس سکتہ کا
علاج شروع کیا اور تیسرے روز
مردہ اٹھ بیٹھا اگرچہ فالج زدہ ہو گیا
لیکن برسوں زندہ رہا لوگ تعجب
کرتے تھے اور اس بزرگ
اسمعیل نے پہلے سے دیکھ لیا تھا کہ اسکو
سکتہ ہوگا

حکایت

شیخ الاسلام عبداللہ انصاری
... اسکا ارادہ کیا اور اسکی کتابیں جلا دیں ...
... فواق کی تکلیف پیدا ہو گئی
... طبیبوں نے علاج کیا فائدہ نہ ہوا
آخر ناامیدی سے ... قارورہ اسکے پاس بھیجا اور اسکے
علاج کی خواہش کی ...
فلاں کا قارورہ ہے اور ... آ گئی ہے اور طبیب عاجز آ گئے ہیں
اور اس سے کہو کہ ایک مثقال پستہ
کا چھلکا ساڑھے چار مثقال
... شکر ... علم
سیکھنا چاہئے ... کتابیں جلانا نہ چاہئے
پس ... ویسا ہی کیا اور فواق جاتا رہا ...

وبعضی از پشت شد هیچ بیمار امید. جالینوس را خبر کردند مراهم فرستاد
که بر سر کتف او بنهند همچنان کردند که جالینوس فرموده بود و در حال درد
بنشست و بیمار تندرست شد و اطبا در عجب ماندند پس از جالینوس
پرسیدند که این چه معالجت بود که کردی گفت آن عصب که بر سر دست
درد میکرد مخرج او از سر کتف است من اصل را معالجت کردم فرع

حکایت بیست ۲۰

فضل بن یحیی برمکی را بر سینه قدری برص پیدا آمد عظیم متفکر شد
پیش از آن خواست تا کسی بر آن مطلع نشود پس ندیمان را گفت
امروز در عراق و خراسان و شام و پارس کدام طبیب
باشد و بدین معنی که مشهور تر است گفتند جاثلیق پارسی
فرستاد و حکیم جاثلیق را از پارس به بغداد آوردند و با او
بنشست و بر سبیل امتحان گفت مرا در پای قدری سستی میباشد
معالجت می باید کرد حکیم جاثلیق گفت از کل لبنیات و ترشیها
پرهیز باید کردن و نقوع انگور و آب باید خوردن و گوشت ماکیان یکساله
و زرده مرغ را با انگبین باید کردن و از آن خوردن چون
این تمام نظام پذیرفتن تدبیر او حکیم فضل گفت
به عادت آنچه از همه چیز ها بخورد و بر هایت معتقد
روا داشت و از کواع ... صبر ... احتراز کرد ...

اردو ترجمہ

اور بعض کی پشت پر ہوا اور کوئی آرام نہ ہوا جالینوس کو خبر کی۔ مرہم بھیجا کہ اسکو کاندھے کے سرے پر لگائیں جیسا کہ جالینوس نے فرمایا تھا ویسا ہی کیا۔ فوراً درد جاتا رہا اور بیمار تندرست ہو گیا اور طبیبوں نے تعجب کیا پھر جالینوس سے پوچھا کہ یہ کیا علاج تھا کہ آپ نے کیا کہا کہ وہ پٹھا کہ ہاتھ کے سرے پر درد کرتا تھا۔ اس کا مخرج کاندھے کے سرے سے ہے میں نے جڑ کا علاج کیا۔ شاخ اچھی ہو گئی

حکایت

فضل بن یحیی برمکی کے سینہ پر کسی قدر برص ظاہر ہوا بہت فکرمند ہو گیا۔ اور چاہا کہ پیشتر اس کے کوئی شخص اس پر مطلع ہو پس ندیموں کو جمع کیا اور کہا کہ آج عراق و خراسان اور شام اور فارس میں کون سے طبیب حاذق جانتے ہیں اور اس بات میں کون مشہور ہے کہا جاثلیق فارسی۔ شہر فارس کو بھیجا اور حکیم جاثلیق کو فارس سے بغداد میں بلایا اور اس کے ساتھ ملاقات کی بیٹھا۔ اور امتحان کے طور پر کہا میرے پاؤں میں تھوڑی سستی ہے علاج کی تدبیر کرنا چاہیئے حکیم جاثلیق نے کہا تمام دودھ کی چیزوں اور ترشیوں سے پرہیز کرنا چاہیئے اور نقوع انگور کا اور پانی پینا چاہیئے اور گوشت مرغ یکسالہ اور زردی انڈے کی شہد سے کھاوے ... جب اس غذا کی ترتیب اور انتظام ہو ... فضل نے عادت کے موافق سب چیزیں کھائیں ... اور پرہیز ...

جاثلیق بیامد و قاروره بخواست و بنگریست روئش برافروخت و گفت من این معالجت نتوانم کرد ترا از ترشیها و لبنیات نهی کرده ام تو زیرباے خوری و از کامه و انبجات پرهیز نکنی معالجت موافق نیفتد پس فضل بن یحیی بر حدس و حذاقت آن بزرگ آفرین کرد و علت خویش با او در میان نهاده گفت ترا بدین مهم خواندم و این امتحان بود که کردم جاثلیق دست معالجت برد و آنچه در آن باب بود بکرد روزگارے برآمد هیچ فائده نداشت و حکیم جاثلیق بر خویشتن همی پیچید که این چندان کاری نبود و چندین بکشید تا روزے با فضل بن یحیی نشسته بود گفت ای خداوند بزرگوار آنچه معالجت بود کردم هیچ نگرید پدر از تو ناخشنود است پدر را خوشنود کن تا من این علت را ببرم فضل آن شب برخاست و نزدیک یحیی رفت و در پاے او افتاد و رضاے او بطلبید و آن پیر از او خوشنود گشت جاثلیق او را انواع معالجت همی کرد و روئے به بهبودی گذارد و چندے برنیامد که شفائے کامل یافت پس فضل از جاثلیق پرسید که تو چه دانستی که سبب علت ناخوشنودی پدر است جاثلیق گفت من هر معالجه که بود بکردم سود نداشت گفتم این مرد بزرگ که از جاے خود بوده است بنگریستم هیچکس نیافتم که شاید از تو ناخشنود و برنج خفتے بلکه از صدقات و صلات و تشریفات تو بسیار کس ہے آسوده است تا چه که پدر از تو بیازرده است و میان تو و او تفاریہ ہست ...

اردو ترجمہ

جاثلیق آگیا اور قارورہ طلب کیا اور دیکھا اور بہت غصہ ہوا اور کہا میں یہ علاج نکرونگا۔ آپکو کھٹائیون اور چکنائیون سے مینے منع کیا ہے اور آپ یرپائے کھاتے ہیں اور چٹنی اور آموں سے پرہیز نہیں کرتے ہیں۔ علاج موافق نہوگا۔ پس فضل بن یحیے نے اس بزرگ کی ہوشیاری اور دانائی پر شاباش کی اور اپنی بیماری اسکے سامنے بیان کی اور کہا کہ میں نے اس کام کیلیے بلایا۔ اور جو مینے کیا یہ امتحان تھا۔ جاثلیق نے علاج شروع کیا اور جو کچھ اسبارہ میں تھا کیا۔ ایک زمانہ گذر گیا لیکن کوئی فائدہ نہوا اور حکیم جاثلیق اپنے پر پیچ و تاب کھاتا تھا کہ یہ اس قدر بڑا کام نہ تھا اور اسقدر بڑھگیا۔ یہانتک کہ فضل بن یحیے کے پاس ایکدن بیٹھا ہوا تھا۔ کہا اے صاحب بزرگ جو کچھ علاج تھا مینے کیا۔ کچھ اثر نکلا۔ شاید باپ آپسے ناراض ہے باپ کو خوش کیجیے تاکہ میں اس بیماری آپسے دور کروں۔ فضل اسرات اٹھا اور یحیے کے پاس گیا۔ اور اسکے پاؤں پر گر پڑا اور اسکی رضا طلب کی۔ اور وہ بوڑھا باپ اس سے خوش ہوگیا اور جاثلیق اسکا اسی طرح علاج کرتا رہا۔ آخرکار منہ بھلائی کی طرف کیا اور یہ تھوڑی مدت میں شفا کامل پائی۔ فضل نے جاثلیق سے پوچھا کہ تو نے کیسے جان لیا کہ بیماری کا سبب باپ کی ناخوشی ہے

جاثلیق نے کہا میں نے جو علاج کیا تھا کیا فائدہ نہوا اسنے کہا کہ اس مرد بزرگ کو کسی جگہ سے لات کہاں سے ...

که از آن گفت این علاج بکردم برفت و اندیشهٔ من خطا نبود و
بعد از آن فضل بن یحیی جاثلیق را توانگر کرد و بپارس فرستاد

حکایت ۱۱

در سنه سبع و اربعین و خمسمائه که میان سلطان عالم سنجر بن
ملکشاه و خداوند من علاء الدنیا والدین الحسین بن الحسین خلد الله
تعالی ملکهما و سلطانهما پدر او به مصاف افتاد و لشکر غور را
چنان چشم زخمی افتاد و من بنده در هرات چون متواری گونه
بسبب آنکه منسوب بودم بغور و دشمنان بر خیره هر جنسی
سخن و شناعتی همی کردند. درین میان شبی بخانهٔ آزاد مردی
افتادم و چون نان بخوردیم و من بحاجتی بیرون آمدم آن آزاد مرد که من
آنجا افتاده بودم مگر در ثنای من بگفت که مردمان او را شاعر شناسند
اما بیرون از شاعری خود مردی فاضل است در نجوم و طب و ترسل
و دیگر انواع متبحر است. چون بمجلس باز آمدم خداوند خانه مرا احترامی دیگرگونه
کرد چنانکه محتاجان کنند و چون ساعتی بود نزدیک من نشست
گفت ای فلان یک دختر دارم و بیرون از وی کس ندارم و نعمتی هست
و این دختر را علتی هست که در ایام عذر ده پانزده من سرخی از وی
برود و اضعف ضعیف شود و با طبیبان مشورت کردیم و چند کس علاج
کردند هیچ سود نداشت اگر خون بند کنند شکم بر وی آید و ورم گیرد و

اردو ترجمہ

کہ اسی سبب سے میں نے یہ علاج کیا اور بیماری جاتی رہی اور میرا خیال غلط نہ تھا بعد اسکے فضل بن یحییٰ نے جاثلیق کو مالدار کیا اور فارس بھیجدیا ۔

حکایت

سنہ ۵۴۷ ہجری میں کہ سلطان عالم سنجر بن ملکشاہ اور میرے صاحب علاء الدنیا والدین الحسین بن الحسین کہ دراز کرے اللہ تعالیٰ ان دونوں کی ملک و سلطنت کو کے درمیان سرائ اور (حدود ہرات) میں جنگ ہوئی اور غور کے لشکر کو بڑا نقصان پہنچا ۔ اور میں غلام ہرات میں چھپے ہوئے شخص کی طرح پڑا تھا ۔ اس سبب سے کہ غور کی طرف منسوب تھا اور دشمن ہر طرح کی باتیں کہتے تھے اور ہر طرح کی تکلیف پہنچانے کی کوشش کرتے تھے اسی درمیان میں ایک رات ایک آزاد مرد کے گھر گیا اور جب ہم نے روٹی کھائی اور میں کسی ضرورت سے باہر آیا تو وہ آزاد مرد کہ اسکے سبب میں اسکے گھر بیٹھا تھا میری تعریف کرنے لگا کہ لوگ اسکو شاعر جانتے ہیں لیکن شاعری کے علاوہ خود فاضل مرد ہے نجوم طب ترسل اور دوسری قسموں میں متبحر ہے جب میں واپس آیا تو صاحب خانہ نے میرا دوسری طرح احترام کیا جیسا کہ محتاج کرتے ہیں جب ایک گھنٹہ ہوا میرے نزدیک بیٹھا اور کہا اے فلاں میں ایک لڑکی رکھتا ہوں اور اسکے علاوہ کچھ نہیں رکھتا ہوں اور بہت نعمت ہے اور اس لڑکی کو ایک بیماری ہے کہ عذر کے زمانہ میں دس پندرہ سیر سرخی خون اس سے جاتی ہے اور وہ بہت کمزور ہو جاتی ہے اور ہم نے طبیبوں سے مشورہ کیا اور کئی آدمیوں نے علاج کیا کچھ فائدہ نہ ہوا اگر خون بند کرتے ہیں تو پیٹ پھول جاتا ہے

اگر بگشایند سیلان می افتد و ضعف پدید آید و بیم آن است که ناگاه
یکبارگی قوت ساقط گردد گفتم این بار که این علت پدید آید مرا خبر کنید
چون روزی ده برآمد بار دیگر بیمار شد مرا خبر کردند دختر را پیش من آوردند
دختری دیدم بغایت نیکو و دهشت زده و از زندگانی نا امید شده
همچو دل در پای من افتاد و گفت ای پدر از بهر خدای مرا فریاد رس
که جوانم و جهان نادیده چنانکه آب از چشم من بچکید گفتم دل فارغ
دار که این سهل است پس دست بر نبض او نهادم قوی یافتم و رنگ
روی هم بر جای بود و از موی عشره بیشتر بود و چون غذا و
قوت مزاج و سن و فصل و هوای بلد و عادت و
ملائمت و صناعت فصاد را بخواندم و بفرمودم تا از هر دو
رگ باسلیق بگشود و زنان را از پیش دور کردم و خون فاسد
پس با مساک و تشریح در سنگی هزار خون برگرفتم و بیمار بیهوش شد
پس بفرمودم تا آتش آوردند و بر آتش کباب ... کردم و مرغ
... گردانیدم تا خانه از بخار کباب پر شد و بر دماغ او رفت
و با هوش آمد و بجنبید و بنالید پس شربت ... و مفرح
ساختم او را معتدل و یک هفته معالجت کردم خون بجای
باز آمد و آن علت زائل شد و عذر تقرار خویش باز آمد او را
فرزند خواندم و او مرا پدر خواند و امروز مرا چون فرزندان
دیگر است ...

اردو ترجمہ

(اور اگر رگ خون) کھولدیتے تو بہت زیادہ بہہ جاتا اور ضعف ظاہر ہوتا ہے اور خوف تھا ہو کہ ایسا نہ ہو کہ یکبارگی قوت ساقط ہو جائے میں نے کہا ایک مرتبہ جب یہ بیماری پیدا ہو مجھے خبر کرو اور جب دس روز گذرگئے بیماری پھر آئی اور مجھے لڑکی کی ماں لڑکی کو میرے سامنے لائی۔ ایک لڑکی دیکھی بہت اچھی دہشت زدہ زندگی سے ناامید ہوکر میرے پاؤں پر گر پڑی اور کہا اے باپ خدا کے لئے میری فریاد کو پہنچ کہ جوان ہوں اور دنیا نہ دیکھی ... اس طرح کہ میرے آنسو نکل پڑے میں نے کہا کہ اطمینان رکھ یہ آسان ہے پس اسکی نبض پر ہاتھ رکھا قوی پائی اور چہرہ کا رنگ بھی قائم تھا اور عشرہ سے زیادہ ... تھا جب غذا ... قوت مزاج سن فصل و ہوا بلد عادت ملائمت اور صناعت فصادی کو ... بلا کر حکم دیا تا اسکی دونوں ہاتھوں کی رگ باسلیق کھولے اور ... عورتوں کو اسکے پاس سے علیحدہ کیا اور فاسد خون جاتا تھا ... امساک و تشریح کے ساتھ ہزار درم کی برابر خون لیا اور لڑکی بیہوش ہو گئی ... حکم دیا تو آگ لائے ... کباب بنانا تھا اور مرغ کو الٹ پلٹ کرتا تھا ... کباب کی بھاپ سے ... اسکے دماغ میں گیا اور ہوش میں آئی ... اور ... پھر شربت پیا اور ... معتدل مفرح بنایا ... ایک ہفتہ علاج کیا خون اپنی جگہ آگیا اور وہ بیماری جاتی رہی ... عذر ... قرار پر آگیا اور ... بیٹی بنایا اور ... آج میرے پاس دوسری اولاد کی ...

فصل

مقصود از تحریر این رساله و تقریر این مقاله اظهار فضل نیست
و اذکار خدمت نه بلکه ارشاد مبتدی است و احماد خداوند ملک
معظم مؤیّد مظفّر منصور حسام الدّولة والدّنیا والدّین نصرة الاسلام و
المسلمین عمدة الجیوش فی العالمین افتخار الملوک والسّلاطین
قامع الکفرة والمشرکین قاهر المبتدعة والملحدین ظهیر الایّام مجیر الانام
ید الخلافة جمال الملّة جلال الامّة نظام العرب والعجم اصیل العالم
شمس المعالی ملک الامراء ابوالحسن علی بن مسعود بن الحسین نصیر امیر
المؤمنین ادام الله جلاله و زاد فی السّعادة اقباله که بادشاهی امکان
مفاخرت است و دولت را خدمت او مبادرت ایزد تبارک و
تعالی دولت را بجمال او آراسته دارا د و ملک را بکمال او پیراسته
و چشم خداوند زاده ملک مؤیّد منصور شمس الدّولة والدّین بجمال سیرت
و سریرت او روشن باد و حفظ الهی و عنایت پادشاهی بر قد حشمت
و قامت عصمت هر دو پوشن باد و دل خداوند ولی الانعام ملک
معظم عالم عادل مؤیّد مظفر منصور فخر الدّولة والدّین بهاء الاسلام
والمسلمین ملک الملوک الجبال ببقاء هر دو شاد داناد بمنّه بلکه

تمّ الکتاب

فصل

اس رسالہ کے لکھنے اور اس مقالہ
کی تقریر سے مقصود بزرگی کا ظاہر
کرنا نہیں ہے اور خدمت کا ذکر
نہیں بلکہ مبتدی کو ہدایت ہے اور
تعریف صاحب بزرگ، بادشاہ
تائید کیا گیا ظفر پایا ہوا اور مدد
پایا ہوا دنیا و دولت کی تلوار اسلام
اور مسلمانوں کی مدد دینے والوں میں
برگزیدہ بادشاہوں اور بادشاہوں
کا افتخار مشرکوں اور کافروں کو
برباد کرنے والا بیدینوں اور بدعتی
لوگوں پر غصہ کرنیوالا۔ زمانہ کا
ظاہر کرنے والا۔ مخلوق کا دستگیر اور
خلافت کا مددگار۔ مذہب کی
خوبصورتی۔ اماموں کی بزرگی۔
عرب و عجم کا انتظام۔ دنیا کا اصیل
بلندیوں کا آفتاب امیروں کا بادشاہ
(ابوالحسن علی بن مسعود بن الحسین)
مددگار مسلمانوں کا سر ذکر زیادہ
کرے اللہ اسکی بزرگی اور زیادہ کرے
نیک بختی میں اسکا اقبال کہ بادشاہی
کو اسکے مرکان میں مفاخرت ہے
اور دولت اسکی خدمت میں دلیری
خدا نے بزرگ و برتر دولت کو اسکے
جمال سے آراستہ اور ملک کو اسکے
کمال سے پیراستہ کرے اور بادشاہ
زادہ مدد یافتہ ظفر۔ مدد پایا۔
دین اور دولت کے آفتاب کی آنکھ
اسکے حسن سیرت اور خصلت سے روشن
اور خدا کی نگہبانی اور بادشاہی
عنایت دونوں ہر ایک کے قد اور بلندی
خوش رہو اور صاحب انعام کے ویاد عالم و منصف مدد یافتہ و ظفر یافتہ نصرت پاوے دین و دولت انتظام

مُصنّفِ چہار مقالہ کی سوانحِ عمری

آپ کا نام نظام الدین اور کنیت ابوالحسن ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کا نام نجم الدین احمد ہے۔ جائے پیدائش سمرقند ہے۔ اور آپ کے والد کا نام علی سمرقندی ہے چونکہ علم عروض میں آپ کو خاص شغف تھا۔ اسلئے آپ کا لقب عروضی پڑا تقریباً سنہ ۴۹۰ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۵۵۲ھ کے بعد وفات پائی۔ سنہ ۵۰۴ھ میں سمرقند میں رودکی شاعر کے قصیدے مسمی (بوئے جوئے مولیاں آید ہمی) کے بعض حالات دہقان ابورجا احمد ابن عبدالصمد العابدی سے دریافت کئے ان کے حالات زندگی کا پتہ دیگر مصنفین سے نہیں چلتا۔ بلکہ

۲۶ زیادہ تر حالات خود انکی تصنیف (چہار مقالہ) سے چلتا ہے سنہ ۵۰۶ھ میں آپ بلخ پہنچے اور اسی سفر میں عمر خیام سے ملاقات کی۔ اور کچھ دن قیام کیا۔ پھر سنہ ۵۰۹ھ میں آپ نے ہرات کی سیاحت کی سنہ ۵۱۰ھ میں نیشاپور پہنچکر سلطان سنجر کے دربار میں باریابی حاصل کی۔ اور اپنے اشعار دکھائے اور میر معزی ملک الشعراء (جو کہ

۱ سنجر کے دربار میں تھا) کے سامنے گردش زمانے کی شکایت کی۔ انھوں نے ان کے کلام کو سنکر تحسین فرمائی ......

آمیز الفاظ کہے آپ کا تعلق خاندانِ غور کے ساتھ رہا ہے۔ اسی باعث (چہار مقالہ) کو شہزادہ ابوالحسن حسام الدین علی کے نام پر معنون کیا۔ تاریخ تصنیف چہار مقالہ کے لئے کوئی برہان قاطع نہیں ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ سنہ ۵۵۱ھ کے بعد اور سنہ ۵۵۲ھ (جو سن وفات سلطان سنجر ہے) سے پہلے قرار دیجا سکتی ہے۔ کیونکہ سنہ ۵۵۱ھ کی تصنیف تھا ......

کا حوالہ انھوں نے چہار مقالہ میں دیا ہے۔ اور سنہ ۵۵۲ھ سے پہلے اسلئے کہ سلطان سنجر کی حیات کیلئے اپنی کتاب میں دعا کی ہے۔

چہار مقالہ کی ادبی حیثیت خود اس کے الفاظ کی سلاست اور عبارت کی وضاحت بتاتی ہے کہ مصنف نے ایسے دور میں کہ جب قافیہ بندی اور تو سجع و تصنع کا زور تھا اور بالا ان لفظی خوبیوں کے کوئی عبارت ان کے محک اعتبار پر نہیں پرکھی جاتی تھی۔ اس سادہ بیانی کی بنیاد ڈالی جسکو قرونِ اولٰی اور آجکل کا دور پسندیدگی کی نظروں سے دیکھتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اتنی صدیوں کے گذر جانے کے باوجود سلیم المزاج کو انکی تحریر مانوس معلوم ہوتی ہے۔ کتاب ہذا کا موضوع سیاست مدن ہے کیونکہ اسمیں انہی افراد کے متعلق بحث کی گئی ہے جنکی سیاست مدن میں ضرورت ہے گویا کہ تمدن کی ذاتیات سے بحث کی گئی تعریف موضوع ہے کیونکہ موضوع علم اسکو کہتے ہیں کہ جس علم میں اسی شئے کے عوارض ذاتیہ بیان ... جیسے علم طب کا موضوع

کتب خانہ سلیمانی کی خاص کتب

رباعیات ابوسعید ابوالخیرؒ ۱۲/
رباعیات بابا طاہر مترجم ۸/
لفظی ترجمہ سمط الدرر (حصہ نثر) عمر/
" " مکمل عہ/
شرح غزلیات نظیری (ردیف را) ۲
دکلائے مرافعہ معہ ترجمہ
چہار مقالہ معہ ترجمہ
شرح منطق الطیر
غزلیات نظیری معہ ترجمہ و شرح

ہمارے کتب خانہ میں ہر قسم کے علم و فن کی کتابیں بکفایت مل سکتی ہیں

ملنے کا پتہ: کتب خانہ سلیمانی دہلی